ويعلمك من تأويل الأحاديث

الحمد للہ کہ رسالہ سرکار التصنیف لطیفہ حکیم امت المصطفویہ یعنی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ

تاویل الاحادیث مترجمہ

فی

رموز قصص الانبیاء

باہتمام احقر الانام کمترین خلائق ظہیر الدین عرف سید احمد ولی اللہی خلف حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محمد دہلوی

در مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزیہ دہلی طبع شد

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ ہذا کہ از تصنیف لطیف حکیم امت مصطفویہ یعنی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم قدس سرہ

تاویل الاحادیث مترجم

فی

رموز قصص الانبیاء مترجم

باہتمام حضرت الامام کثیر حلالہ ابو نصیر ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی حفید حضرت مولانا شاہ رفیع الدین بن شاہ محمد دہلوی

در مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي بعث الانبياء بصفو الامر ورشاده
واودع صدورهم كنوز العلم من معارف ذاته
واسمائه واسرار ايجاده وانطق السنتهم بما
يتهذب به من سلم نظم فطرته من اقوائه و
سناده ويقوم به الحجة على من تحجّ بانكار الحق و
جحوده وعناده ثم صرف احوالهم في اطوار التربية
وايجاده واظهر عليهم نوادر الوقائع باقداره
واعداده فكم من بركة سرت لما غشيتهم رحمته
وامدهم بامداده وكم من عناء خففه عليهم
ليربط على قلوبهم في انزاله وايراده وكم من معجزة
ظهرت ليهلك من هلك عن بينة باشقائه ويحيى
من حيّ عن بينة باسعاده وكم من كيد الاعداء
رده في نحورهم عند قمع الكفر وجهاده وكم من عين
فجّرته دعوتهم المستجابة حتى ادخلته في
قبره والمعاده وكم من رؤيا تمثل لهم فيها اسرار
البرزخ والحشر وسائر ما يرد على الانسان في
معاده وكم من واقعة تشبحت فيها اسرار الملكوت
والجبروت فاطلعوا منها على مراده وجعل في كل
واقعة من ذلك سر الاية بينة الاسرار يطلعها واولاه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف خدا کو لائق ہے جس نے انبیا کو روشن امر اور ہدایت
کے ساتھ بھیجا اور ان کے سینوں میں علم کے خزانے یعنی انکی ذات
واسما کے معارف اور اپنے ایجاد کے بھید رکھے اور انکی زبانوں کو گویا
کیا ان کلاموں سے جن سے تہذیب پائی وہ شخص جسکی سرشت
میں خلل نہو یعنی بدبخت ازلی نہو اور اس ناحق کے جھگڑنے والوں پر
حجت قائم ہو پھر ان انبیا کو نہایت قرب میں مصروف کیا اور بہت
عمدہ عمدہ واقعے ظاہر کیے پس بہت سی برکتیں انہیں داخل ہوگئیں کہ انکو
اسکی رحمت نے انہیں ڈھانک لیا اور اپنی امداد سے مدد کی اور بہت
سے رنج آسان ہوگئے تاکہ اپنے انزال اور ایراد میں انکے دلوں کو
مضبوطی حاصل ہو اور بہت معجزے کہ جنسے بدبخت ازلی ہلاک
نیک بخت ازلی زندہ ہوگئے اور بہت سے کافروں کے مکر انکی جانوں پر
وبال ہوگئے جب انبیا نے کفر کی جڑ اکھاڑی اور جہاد کیا
بہت سے دشمنوں کو انبیا کی دعا سے مقبولیت نے شکست ا
جس سے وہ دوزخ میں واصل ہوا اور بہت سی شکل ہوئی ایسی
کہ اسکے واسطے جن سے معلوم ہوئے اسرار عالم برزخ کے
اور ان باتوں کے جو انسان پر وارد ہونیوالی ہیں قیامت میں
اور بہت ایسے واقعے ہیں جن سے معلوم ہوئے اسرار ملک
اور انکی مراد معلوم کرلی اور ہر واقعے میں اللہ تعالی نے ایک ایسا
بھید کہ وہی شخص بیان کرسکتا ہے جو خدا سے ...

من عباده من علمهم تاویل الاحادیث وشرح
صدورهم بلطائف العلم وتلاده فسبحان من یهب
ما یشاء لمن یشاء من عبیده وعباده واشهد ان
لا اله الا الله وحده لا شریک له شهادة تؤدی
حق الله علی عباده واشهد ان سیدنا محمدا
عبده ورسوله الذی آدم ومن دونه تحت لوائه
عند تفاقم الخطب واشتداده اما بعد فیقول
العبد الضعیف المحتاج الی رحمة ربه الکریم احمد
المدعو بولی الله بن عبد الرحیم کان الله
لهما فی الاولی والاخری هذه عیون نبعت من علم
تاویل الاحادیث وغصون نبتت من دوحة
سر المواریث یغتنمها من یعرفها وینتفع بها من
یحل رموزها ویکشفها سمیتها بتاویل الاحادیث
لیکون العنوان مکشافا عن نوع ذلک العطاء الاثیث
والحمد لله حمدا کثیرا طیبا لا یحصی عده ولا یحد امده
مقدمة اعلم ان الله تعالی اذا انزل علما
علی البشر بلسان البشر متنزلا عن الصرافة
الاولی تدلیا الیهم فلیس سبیل ذلک المجاز و
الکنایة کما اطمئن به علوم العامة ولکن سبیل
ذلک التجوز الطبیعی نعنی ان الانسان اذا افیض
علیه فی حواسه علم حالة ستکون له تمثل له
رؤیا منتظمة من افعال ارادیة وغیر ارادیة و
اجسام وحیوانات تحاکی بوجه ما تلک الحالة الاجمالیة
الفائضة فرب انسان افیض علیه انه سیکون
ملکا فیتمثل الملک فی منامه بالتاج وبالفیل فیری

اور خبیر اللہ تعالیٰ نے تاویل احادیث یعنی تعبیر خواب کا علم عطا فرمائی
اور ان کے سینوں کو نئے نئے علوم اور ان کی نعمتوں سے کھول دیا
پس پاک ہے وہ ذات جو اپنے علم اور نعمت کے سامان جسے چاہتا ہے
بخشتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا
کوئی شریک نہیں ایسی گواہی کہ تمام ادا ہو جاوے جو اللہ کا حق ہے اپنے
بندوں پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں ایسے کہ قیامت کے دن حضرت
آدم اور ان کے سوا ہیں سب نیچے حضرت کے علم ہونگے بعد اس کے
کہتا ہے یہ بندہ ضعیف رب کریم کی رحمت کا محتاج احمد مشہور ولی اللہ
بن عبد الرحیم اللہ تعالیٰ نے اس کا اور اس کے والد کا دارین میں
کارساز ہو کہ یہ باتیں چند ایسی نہریں ہیں کہ جو تاویل الاحادیث کے
چشمہ سے جاری ہوتی ہیں اور چند ایسی شاخیں ہیں جو سر مواریث
کے درخت سے پیدا ہوئی ہیں جو انہیں پہچانیگا بہت غنیمت جانیگا اور
جو اس کے رموز منکشف ہونگے اس کو بہت نفع ہوگا میں نے اس
رسالہ کا نام تاویل الاحادیث رکھا ہے اس لئے کہ اس کے
عطا کی نوع کا حال اس عنوان سے ظاہر ہو جاوے اور اللہ جل شانہ کی
ہے سب حمد و ثنا بہت اور پاکیزہ جس کی حد ہے نہ گنتی مقدمہ
جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ جب کسی انسان پر انسان کے ذریعہ سے علم نازل
کرتا ہے صرف اول سے اتار کر اس پر رحمت کر کے تو وہ علم بطریق
مجاز اور کنایہ کے نہیں ہوتا جیسا کہ عام علوم میں پایا جاتا بلکہ وہ بطریق تجوز
طبعی ہوتا ہے اور اس ہماری مراد ہے کہ انسان کے حواس پر جب کسی آئندہ
حالت کا علم دیا جاتا ہے تو وہ صورت خواب کی متشکل ہوتا ہے ایسا خواب کہ افعال
ارادہ اور غیر ارادہ اور حیوانات اور اجسام سے منتظم ہے جن میں کسی وجہ سے وہ
ہونیوالی حالت بطور اجمال کے معلوم ہو جائے مثلاً ایک شخص پر یہ علم کیا گیا
ہے کہ وہ عنقریب بادشاہ ہونیوالا ہے تو اس کے خواب میں بادشاہ تاج یا ہاتھی

ان اتیا اتاہ فاعطاہ التاج وارکبہ الفیل فیأول
صاحب التعبیر فیقول معنی ہذہ الرؤیا
حصول الملک و التاج و الفیل عبارتان عن الملک و
اتیان الآتی و مباشرتہ لالباس التاج و ارکاب الفیل
تقریب للامر وذلک لان من علوم الانسان المجبولۃ
علیہا ان لکل حادث سببا فلا جرم تمثل السبب
عندہ فی ہذہ الرؤیا المنتظمۃ باتیانہ و مباشرتہ
وکذلک اللہ تعالی اذا اراد ان ینبہہ علی حقیقۃ
اجمالیۃ یجل طورہا عن طور الحس فانہ ینبہ علیہا
بقصۃ او کلام یکون مجموعہما حکایۃ لما ارادہ علی
المنام لتلک الواقعۃ المطلوبۃ فمن ذلک التعبیر عن
علو اللہ وعظمتہ برفعۃ الملوک ونفاذ امرہم فی البلد
ومن ذلک قولہ تعالی بل یداہ مبسوطتان واکثر
المتشابہات کالضحک وغیرہ فلما اراد اللہ تعالی ان
یعلمنا کونہ تعالی جوادا نظر الی صورۃ الجود فی الرؤیا
وہی بسط الیدین فکلمنا بہ ولما اراد ان یعلمنا
کونہ مدبر السموات والارض نظر الی صورۃ
التدبیر فی المثال وہی رفعۃ الملوک فی محل
سلطانہم فکلمنا بہ ولیس بناء کلامہ علی
العلاقات المذکورۃ فی علم البیان وان
تحققت فی بعض الصور واللہ اعلم فاعنی
بالتجوز الطبیعی ما کان صورۃ و واقعۃ منتظمۃ
او کلاما فیہ کنایۃ بسر اجمالی معنوی بالعلاقات
التی تراعیہا الطبیعۃ فی المنام اذا تلقت العلم
الاجمالی صورتہ بصورۃ و اعلم

کی شکل میں دکھائی دیتی ہے پس سونیوالا خواب میں دیکھتا ہے
کہ کسی نے آکر اس کے سر پر تاج رکھدیا اسکو ہاتھی پر سوار کردیا اس
خواب کی تعبیر دینے والا اسکو کہتا ہے کہ اس خواب کی تعبیر
یہ ہے کہ تجھکو بادشاہت ہوگی اور تاج اور ہاتھی بادشاہت سے
عبارت ہیں اور آنیوالے کا آنا اور تاج پہنانا اور ہاتھی پر سوار کرنا یہ
تقریب ہے سلطنت کی اور یہ اسلئے ہے کہ انسان کی جن علموں پر
سرشت و پیدائش ہے ان علموں میں ایک یہ بھی ہے کہ ہر پیدا ہونیوالی چیز کیلئے
ایک سبب ضرور ہوتا ہے اور جب یہ ہے تو ضرور اس سبب کی
تصویر انسان کو خواب میں نظر آئے جسمیں ایک شخص کا آنا اور اسکے
سر پر تاج رکھنا اور ہاتھی پر سوار کرنا دکھائی دیا اسیطرح جب
خداتعالی کسی اجمالی حقیقت پر کسیکو آگاہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا طور حس کے
طور سے بزرگ کرتا ہے اور اس حقیقت اجمالیہ پر کسی قصہ یا کلام سے
ایسی طرح آگاہ کرتا ہے کہ اسکا مجموعہ اللہ کے ارادہ کو اسطرح یاد دلائے
جیسے کسی مطلوب واقعہ کا خواب میں دیکھنا پس اسیطرح سے اللہ کے علو و عظمت
کو بادشاہوں کی رفعت اور انکے ملک میں نفاذ فرمان سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی
قبیل سے ہے قولہ تعالی بل یداہ مبسوطتان اور اکثر متشابہات جیسے ضحک وغیرہ پس
جب اللہ جل شانہ چاہتا ہے کہ اپنا جواد ہونا ہمکو معلوم کرائے تو خواب میں جود کی
صورت یعنی دونوں ہاتھوں کا کشادہ ہونا ہمیں دکھائی دیتا ہے اور جب چاہتا ہے
کہ آسمان و زمین کا مدبر ہونا ہمیں معلوم کرائے تو عالم مثال میں تدبیر کی صورت
یعنی رفعت بادشاہوں کی انکے ملک میں دکھائی دیتی ہے یہی ہمکو فرمایا
اور اللہ تعالی کے کلام کی بنا ان علاقوں پر نہیں ہے جو کہ علم بیان میں مذکور ہیں
اگرچہ وہ علاقے بعضی صورتوں میں پائے جاتے ہیں واللہ اعلم تو تجوز طبیعی ہماری
مراد ہے یاد دلانا کسی حالت اور واقعہ منتظم کا یا ایسے کلام کا جسمیں کنایہ ہو سر اجمالی
معنوی کا ساتھ ایسے علاقوں کے جنکی طبیعت خواب میں خاطر کرتی ہے جبکہ وہ علم اجمالی حاصل
کرے اور اسکی شکل کسیلئے وارد ہو جنکی کوئی صورت بنالیتی اور جاننا چاہئے

ان الاحوال الطارية على نفوس الكمل والاوقات
المتمثلة في المثال تكميلا لهم فان حكمها حكم
المنام وكذلك الحوادث الواقعة في العالم كلها
منامات لها اصول واشباح اما الاصول
فمنها ارادة الله في عباده تدبيرا بالالهامات
والاحالات والتقريبات فيتوجه الرحموت الى
النظام الخير بالذات والى وجود حادثة بالطبع
فيبعث لها الهاما واحالة او تقريبا في عباده فيصطفي
من مجاري العادة ما هو اقرب الاشياء يومئذ
فتظهر واقعة خارجية من ظهور صورة التقريب
والالهام تدريجا وقبول الطبائع والنفوس لها على
ما يليق باستعدادها وتلك الواقعة شبح ومنام
وذلك التدبير اصل وتعبير مثاله اراد الله تعالى
ان يجعل في الارض خليفة فخلق ادم وقد
احاط به حقيقة مثالية يعبر عنها بالجنة
ثم عومل به معاملة اهل الجنة واذن به كونه
خليفة في الارض فظهرت التقريبات بتنبيه
ادم عليه السلام بحسب صفاء لوح نفسه
ان اكل الشجرة حرام عليه لانه يؤدي الى الخروج
من الجنة فانعقد عليه هذا التنبيه وحيا
موجبا وكان الشيطان بحقيقة الشرية مستعدا
لالقاء الوسواس في قلب ادم عليه السلام
وطبيعة ادم عليه السلام صادقة
الشهوة الى اكلها فاكل
فعوتب واخرج وهذا كله منام

کہ کامل لوگوں کے نفوس پر جو حالات اور جو اوقات جو
عالم مثال میں منتظم ہوتے اور انکی تکمیل کیلئے وارد ہوتے ہیں
ان کا حکم خواب کا حکم ہے اور اسیطرح عالم میں جتنے حادثے واقع
ہوتے ہیں سب خواب ہیں اور انکے لئے قالب اور اصول
ہیں سو اصول انہیں سے ایک اللہ تعالی کا ارادہ ہے اپنے
بندوں میں از روئے تدبیر کے ساتھ الہامات کے اور احالات
کے اور تقریبات کے تو متوجہ ہوتی ہے رحموت نظام خیر کی
طرف بالذات اور وجود حادثہ کے طرف بالطبع تو پیدا کرتی
ہے واسطے اسکے الہام یا احالہ یا تقریب اپنے بندوں میں پس برگزیدہ
کر لیتا ہے مجاری عادات میں اس چیز کو جو اس وقت اقرب الاشیا
ہوتی ہے تو ظاہر ہوتا ہے واقعہ خارجیہ ظہور صورت تقریب والہام
سے آہستہ آہستہ اور قبول طبائع ونفوس سے لائق استعداد
کے اور یہ واقعہ قالب اور خواب ہے اور یہ تدبیر اصل اور تعبیر
ہے اسکی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ارادہ کیا کہ زمین
میں خلیفہ کرے تو آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ایک حقیقت
مثالیہ نے اس کو گھیر لیا جسکو جنت کہتے ہیں تو ان سے
معاملہ اہل جنت کا سا کیا اور زمین میں آپکے خلیفہ ہونیکا دروازہ
بند ہو گیا اب ظاہر ہوئیں تقریبیں آدم علیہ السلام کی آگاہی
کو ان کے لوح نفس کی صفائی کے موافق کہ انکو گیہوں کھانا
حرام ہے کیونکہ وہ جنت سے نکالے جانیکا باعث ہے پس یہ بات
انکے ذہن میں جی موجب کیطرح بیٹھ گئی اور شیطان آدم علیہ السلام
کے دل میں وسوسہ ڈالنے کو مستعد تھا اور آدم علیہ السلام کی طبیعت
گیہوں کھانے کی سچی بھوک رکھتی تھی۔ تو انہوں نے کھایا اور
اُن پر عتاب ہوا۔ اور جنت سے نکلے۔ یہ سب خواب ہے
جسکی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہ ارادہ کیا۔ کہ وہ خلیفہ ہوں زمین میں

ويبلغ الى كماله النوعي اما نهيه عن الشجرة ثم
القاء الوسواس من الشيطان ثم معاتبته و
اخراجه فكله صورة التقريب بحسب خروجه من
عالم المثال الى الناسوت تدريجا ومنها ان يكون
النفس مستعدة في اصل فطرتها الكمال كتنبه
بسر الهي او اتصال دائم بالملأ الاعلى او انصباغ
الهي فيكون لها بحسب بلوغها اشدها وظهور
كمالها نظام معلوم وفلتات من الطبيعة والرسم
او متلطخة بغواشي البدن ويكون لها فلتات من
هذه الغواشي فيتمثل لهذا الاتصال والصبغ والانفلات
في بعض الاحيان واقعة منتظمة في حواسه او في
المثال تعبيرها امر تلك الامور ومثاله وجد النبي
صلى الله عليه وسلم في ابتداء فطرته متصلا
بالملكوت شبيها بالملأ الاعلى طاهرا عن الالواث
فحين تكامل فطرته حينا فحينا فظهر تارة في صورة
شق الصدر وتارة في صورة كلام جبرئيل وهو
جالس بين السماء والارض وتارة بان يوزن هو مع
سائر الناس فيرجح وتارة بالمعراج وكذلك كان ابراهيم
عليه السلام قوي النفس في جانب الفطرة فلما
تكاملت فطرته ظهر خلقه في صورة حادثة
وهي نظره في النجوم والقمر والشمس و
استدلاله بالافول على انها ليست بالذي
فطره الله فترى الغيور تظهر غيرته
في ضمن حادثة فالخلق اصل والحادثة
شبح ومنها ان خالف السنة الحق بحسب

اور اپنے کمال نوعی کو پہنچیں اور انکو درخت سے گیہوں
کے منع کرنا پھر شیطان کا وسوسہ ڈالنا پھر ان پر عتاب ہونا
اور جنت سے نکالنا یہ سب صورتیں تقریب کی ہیں انکے عالم
مثال سے نکلنے کی آہستہ آہستہ عالم ناسوت میں اور بعض
ان میں سے یہ ہے کہ ایک نفس اپنی اصل فطرت میں ایک کمال کی
استعداد رکھتا ہے مثلاً خداوندی بھید سے آگاہی یا ہمیشہ ملا اعلی
سے متصل ہونا یا خدا کے رنگ میں رنگا جانا تو اس نفس کے واسطے
ہوتا ہے موافق اسکے بلوغ کے قوت اور موافق ظہور کمال کے
ایک نظام معلوم اور طبیعت اور رسم سے بے سوچے خود بخود
باتیں ہوتی ہیں یا ایک نفس ہو کہ آلودہ ہو بدن کی تاریک پردوں
سے اور اسکی ویسی ہی باتیں پیدا ہوں پس اس اتصال اور رنگ
الہی یا ان اتفاقی باتوں کیوجہ سے بعضے وقت ایک واقعہ متمثل
ہو جاتا ہے جو اسکے حواس میں یا عالم مثال میں تو اسکی تعبیر انہیں
امروں میں سے ایک امر ہوگا اور اسکی مثال یہ ہے کہ پائے گئے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو اپنی ابتدائے فطرت میں ملکوت کی تحصیل ملا اعلی کے
مشابہ پاک سب آلودگیوں سے پھر کامل ہوتی گئی آپکی فطرت وقتاً
فوقتاً تو کبھی آپکا سینہ مبارک شق ہوا اور کبھی دیکھا جبرئیل ع
کو کہ وہ آسمان زمین کے درمیان بیٹھے ہیں اور آپسے باتیں
ہوتی ہیں اور کبھی تولے گئے تمام آدمیوں کیساتھ پھر آپکو ترجیح رہی اور
کبھی آپکو معراج ہوئی اور ایسے ہی حضرت ابراہیم ع فطرت میں
قوی النفس تھے پھر جب انکی فطرت کامل ہوئی تو انکا خلق صورت حادثہ
میں ظاہر ہوا یعنی انہوں نے ستارہ اور چاند اور سورج کو دیکھا اور انکے غروب
ہونے سے اس بات پر استدلال کیا کہ ستارہ اور چاند سورج وہ نہیں جنہوں نے انکو
پیدا کیا ہے کیا تمکو نہیں معلوم کہ غیرتمند کی غیرت کسی حادثہ کے ضمن میں ظاہر ہوتی
ہے تو پس خلق اصل ہے اور حادثہ کالبد ہے اور بعض انمیں سے یہ ہے کہ مخالفت کی انہوں نے

استعداد نفس من النفوس فتسمع تارة من
لسان خاص وتارة من لسان عام وتارة
بما كانت الرحموت مريدة لهذه الحالة وتارة
بما كانت مريدة لتلك ويكون السامع تارة النفس
المتصفة بهذه الحالة وتارة بتلك فيتلقى في
كل حالة ما يناسبها فينتظم لهذا السر لخروج
النفس من القوة الى الفعل واقعة وامر ونهي ومؤاخذة
ومعاتبة ونسخ وابتداء وعفو ومثاله ايجاب خمسين
صلوة في المعراج ثم قال في الآخر لا يبدل القول لدي
هي خمس وهي خمسون فخمسون لسان تجوز وخمس
لسان حقيقة والمراد في كلتا الحالتين شيء واحد
لكن كتم الله الحقيقة اولا لحكمة ارادها ومثاله
ايضا كان يونس عليه السلام اكتسب بجمع الهمة على
قتل قومه ولما يبلغ اللعن الالهي محله هيئة فاسدة
ولما توجه الى الله ناجاه تنبيها لتلك الهيئة كما يرى
احدنا الرؤيا فتمثل له خطاب في قصة افساد الثمار
والاواني وغيرها ثم افاق وعلم ان المراد هو التنبيه
على تلك الهيئة كما ان من استولى عليه البرودة
على عضو من اعضائه في المنام يتخيل انه
غرق في البحر او اصابه الثلج والمطر ومن استولى عليه
القوة الغضبية تنتبه لها دونها القوة الملكية فيتخيل
كأن اسدا يصول عليه فهذه كلها تنبيهات لهيئات نفسه
راسخة فيه بصورة محاكية حكاية طبيعية وخوطب بها
يونس ليكون بمنزلة امثال تضرب له لا ليكون ناموسا
كليا واعلم ان الله تعالى اذا اظهر خارق عادة لتدبير

موافق استعداد کسی نفس کے نفوس میں سے پس سنتا ہے کبھی کسی
خاص کی زبان سے اور کبھی کسی عام کی زبان سے اور کبھی
سنتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ رحموت ارادہ کرے اس حالت
کا یا اس حالت کا اور کبھی سننے والا نفس متصف اس حالت کیساتھ
ہوتا ہے اور کبھی اس حالت کیساتھ پھر سیکھ لیتا ہے ہر حالت میں وہ
چیز جو اسکے مناسب ہے تو منتظم ہوتا ہے واسطے اس کے اخراج
نفس کی قوت سے طرف فعل کے ایک واقعہ اور امر و نہی اور مواخذہ
اور معاتبہ اور نسخ اور ابتدا اور عفو اسکی مثال یہ ہے کہ شب معراج
میں اول پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ لا یبدل القول لدی وہی پانچ نمازیں ہیں وہی پچاس نمازیں
ہیں پس پچاس نمازیں تو مجاز کی زبان ہے اور پانچ نمازیں
حقیقت کی زبان ہے اور دونوں حالتوں میں ایک شے مراد ہے
لیکن اللہ نے حقیقت کو چھپا رکھا اول اپنی حکمت کیلئے جسے چاہا
تھا اور اسکی مثال ایک یہ بھی ہے کہ حضرت یونس نے اپنی قوم کی
قتل پر نیت باندھی اور جب لعنت الٰہی اپنی محل پر پہنچی بری ہیئت
اور آپ متوجہ ہوئے طرف اللہ کی تو اس حضور میں تنبیہ اور آگاہ
ہوئے جیسے ہم میں کوئی خواب دیکھے پھر اسکے واسطے خطاب متمثل ہو
برتنوں اور میووں کے بگاڑ دینے کے قصہ میں پھر وہ جاگے اور جانا کہ اس سے
مراد اس ہیئت پر آگاہی ہے جیسے کہ شخص کسی عضو پر برودت غالب
ہو خواب میں خیال کرتا ہے کہ غرق ہو گیا دریا میں یا اسپر برف گری یا
مینہ برسا یا کسی شخص پر قوت غضبیہ غالب ہو خواب میں دیکھے
قوت ملکیہ کے مقابلہ کو وہ خیال کرتا ہے کہ گویا اسپر شیر حملہ کرتا ہے
پس یہ سب تنبیہات واسطے ہیئت نفسیہ کے جو اسکی سرشت میں ہیں بطور حکایت
طبیعیہ کے ظاہر ہو گئے حضرت یونس اس حالت سے تاکہ وہ بمنزلہ
ضرب المثل کے ہو جائے نہ اسلئے کہ ناموس کلی ہو جائے اور جان لینا چاہئے

ويبلغ الى كماله النوعي اما نهيه عن الشجرة ثم
القاء الوسواس من الشيطان ثم معاتبته و
اخراجه فكل ذلك صورة التقريب بحسب خروجه من
عالم المثال الى الناسوت تدريجا ومنها ان يكون
النفس مستعدة في اصل فطرتها لكمال كتسبيح
بسر الهي واتصال دائم بالملأ الاعلى وانصباغ
الهي فيكون لها بحسب بلوغها اشدها وظهور
كمالها نظام معلوم وفلتات من الطبيعة والرسم
ومتلطخة بغواشي البدن ويكون لها فلتات من
هذه الغواشي فيتمثل لهذا الاتصال والصبغ والانفلات
في بعض الاحيان واقعة منتظمة في حواسها او في
المثال تعبيرها امثال تلك الامور ومثاله وجد النبي
صلى الله عليه وسلم في ابتداء فطرته متصلا
بالملكوت شبيها بالملأ الاعلى طاهرا عن الالواث
فحصل تكامل فطرته حينا فحينا فظهر تارة في صورة
شق الصدر وتارة في صورة كلام جبرئيل وهو
جالس بين السماء والارض وتارة بان يوزن هو مع
سائر الناس فيرجح وتارة بالمعراج وكذلك كان ابراهيم
عليه السلام قوي النفس في جانب الفطرة فلما
تكاملت فطرته ظهر خلقه في صورة حادثة
وهي نظره في النجوم والقمر والشمس و
استدلاله بالافول على انها ليست بالذي
فطره ان ترى النفس تظهر غيبته
في ضمن حادثة فالخلق اصل والحادثة
شبح ومنها تخالف السنة الحق بحسب

اور اپنے کمال نوعی کو پہونچیں اور انکو درخت سے کہوں
سے منع کرنا پھر شیطان کا وسوسہ ڈالنا پھر ان پر عتاب ہونا
اور جنت سے نکالنا یہ سب صورت تقریب کی ہے انکے عالم
مثال سے نکلنے کی آہستہ آہستہ عالم ناسوت میں اور بعض
ان میں سے یہ ہے کہ ایک نفس اپنی اصل فطرت میں ایک کمال کی
استعداد رکہتا ہے مثلاً خداوندی بہید سے آگاہی یا ہمیشہ ملاء اعلی
سے متصل ہونا یا خدا کے رنگ میں رنگا جانا تو اس نفس کیواسطے
ہوتا ہے موافق اسکے بلوغ کے قوت اور موافق ظہور کمال کے
ایک نظام معلوم اور طبیعت اور رسم سے بے سوچے خود بخود
باتیں ہوتی ہیں یا ایک نفس ہو کہ آلودہ ہو بدن کی تاریک پردوں
سے اور اسکی ویسی ہی باتیں پیدا ہوں پس اس اتصال اور رنگ
الہی یا ان اتفاقی باتوں کیوجہ سے بعضے وقت ایک واقعہ منتظم
ہو جاتا ہے جو اسکے حواس میں یا عالم مثال میں تو اسکی تعبیر انہیں
امروں میں سے ایک امر ہوگا اور اسکی مثال یہ ہے کہ پائے گئے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو اپنی ابتداے فطرت میں ملکوت کی متصل اور اعلی کے
مشابہ پاک سب آلودگیوں سے پہر کامل ہوتی گئی آپکی فطرت وقتاً
فوقتاً تو کبھی آپکا سینہ مبارک شق ہوا اور کبھی دیکھا جبرئیل علیہ السلام
کو کہ وہ آسمان زمین کے درمیان بیٹھے ہیں اور آپسے باتیں
ہوئیں اور کبھی تولے گئے تمام آدمیوں کے ساتھ پہر آپکو ترجیح رہی اور
کبھی آپکو معراج ہوئی اور ایسا ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام فطرت میں
قوی النفس تھے پہر جب انکی فطرت کامل ہوئی تو انکا خلق صورت حادثہ
میں ظاہر ہوا یعنی انہوں نے ستارہ اور چاند اور سورج کو دیکھا اور انکے غروب
ہونے سے اس بات پر استدلال کیا کہ ستارہ اور چاند و سورج وہ نہیں جس نے انکو
پیدا کیا ہے کیا انکو نہیں معلوم کہ غیرت مند کی غیرت کسی حادثہ کے ضمن میں ظاہر ہوتی
ہے تو پس وہ خلق اصل ہے اور حادثہ کالبد ہے اور بعض سنتیں حق تعالی کی انوار کا تخا

استعداد نفس من النفوس فتسمع تارة من لسان خاص وتارة من لسان عام وتارة بما كانت الرحموت مريدة لهذه الحالة وتارة بما كانت مريدة لتلك ويكون السامع تارة النفس المتصرفة بهذه الحالة وتارة بتلك فيتلقى في كل حالة ما يناسبها فينتظم لهذا السر وبخروج النفس من القوة الى الفعل واقعة وامر ونهي ومؤاخذة ومعاتبة ونسخ وابتداء وعفو ومثاله ايجاب خمسين صلوة في المعراج ثم قال في الآخر لا يبدل القول لدي هي خمس وهي خمسون فخمسون لسان تجوز وخمس لسان حقيقة والمراد في كلتا الحالتين شيء واحد لكن كتم الله الحقيقة اولا والحكمة ارادها ومثاله ايضا كان يونس عليه السلام اكتسب بجمع الهمة على قتل قومه ولما يبلغ اللعن الالهي محله هيئة فاسدة فلما توجه الى الله وناجاه تنبه لتلك الهيئة كما يرى احدنا الرؤيا فتمثل له الخطاب في قصة افساد الثمار والاواني ونحوها ثم افاق وعلم ان المراد هو التنبيه على تلك الهيئة كما ان من استولى عليه البرودة على عضو من اعضائه في المنام يتخيل انه غرق في البحر او اصابه الثلج والمطر ومن استولى عليه القوة الغضبية تتنبه لها ومنها القوة الملكية فيتخيل كأن اسدا يصول عليه فهذه كلها تنبهات لهيئات نفسه راسخة فيه بصورة محاكية حكاية طبيعية وخوطب بها يونس ليكون بمنزلة امثال تضرب له لا لتكون نامه سي كليا واعلم ان الله تعالى اذا اظهر خارق عادة لتدبير

موافق استعداد کسی نفس کے نفوس میں سے پس سنتا ہے کبھی کسی خاص کی زبان سے اور کبھی کسی عام کی زبان سے اور کبھی سنتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ رحموت ارادہ کرے اس حالت کا یا اس حالت کا اور کبھی سننے والا نفس متصف اس حالت کیساتھ ہوتا ہے اور کبھی اس حالت کیساتھ پھر سیکھ لیتا ہے ہر حالت میں وہ چیز جو اسکے مناسب ہے تو منتظم ہوتا ہے واسطے اس کے اور خروج نفس کی قوت سے طرف فعل کے ایک واقعہ اور امر و نہی اور مواخذہ اور معاتبہ اور نسخ اور ابتدا اور عفو اسکی مثال یہ ہے کہ شب معراج میں اول پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر آخر میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ لا یبدل القول لدی وہی پانچ نمازیں ہیں وہی پچاس نمازیں ہیں پس پچاس نمازیں تو مجاز کی زبان ہے اور پانچ نمازیں حقیقت کی زبان ہے اور دونوں حالتوں میں ایک شے مراد ہے لیکن اللہ نے حقیقت کو چھپا رکھا اول اپنی حکمت کیلیے جیسے چاہا تہا اور اسکی مثال ایک یہ بھی ہے کہ حضرت یونس علیہ نے اپنی قوم کی قتل پر نیت باندہی اور جب لعنت الہی اپنے محل پر پہنچی یہ ہی تدبیر اور آپ متوجہ ہوے اور کیطرف اور مناجات کی تو اس صورت سے تنبیہ اور آگاہ ہوئے جیسے ہم میں کوئی خواب دیکھے پھر اسکے واسطے خطاب متمثل ہو برتنوں و میوہ کے بگاڑ دینے کے قصہ میں پھر وہ جاگے اور جانا کہ اس سے مراد اس ہیئت پر آگاہی ہے جیسے کہ شخص کہ کسی عضو پر برودت غالب ہو تو خواب میں خیال کرتا ہے کہ غرق ہو گیا دریا میں یا اسپر برف گری یا مینہ برسا اور کسی شخص پر قوت غضبیہ غالب ہو تو خواب میں دیکھے کہ ... ہو قوت ملکیہ کے مقابلہ کو وہ خیال کرتا ہے گویا اسپر شیر حملہ کرتا ہے پس یہ سب تنبیہات واسطے ہیئت نفسیہ کے جو اسکے ساتھ میں مضبوط یا راسخ ہیں طبیعہ کے طور پر اور خطاب کیے گئے حضرت یونس اس حالت سے تاکہ وہ بمنزلہ ضرب الامثل کے ہو جائے نہ اسلیے کہ نامہ سی کلی ہو جائے اور جان لینا چاہیے

فانه انما يظهر في ضمن عادة ولو ضعيفة كالرجل يمرض مرضا ضعيفا اذا رآه الحكيم الطبيب لم يكترث به ولم يظن انه يموت ولكن يظهر قضاء الله في ضمن ذلك المرض فيموت فللخوارق اسباب ضعيفة كأنها وجدت مشابهة لنفاذ قضاء الله تعالى وعنايته بالاسباب الارضية لئلا ينخرق العادة من كل وجه وفي القرآن والسنة اشارات تدل عليها وفي القصة ايماء ونحوى مما يعرفها العارف بل كل لبيب منصف قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا قضى الله تعالى لعبد ان يموت بارض جعل له اليها حاجة فابداء الحاجة له رعاية لنظام الافعال الارادية لئلا ينخرم ونحن نشير ان شاء الله تعالى في كل حادثة الى تعبيرها ووجه خصوصية شبحها وفي كل خارق الى تلك الاسباب الضعيفة فانتظر لاشاراتنا وتوصلها في ضمن سردنا القصة

تاويل احاديث آدم وادريس عليهما السلام

اجتمعت قوى دواخ السيارات في ناحية من الارض وطلب مادة نوع الانسان من الله تعالى ان يظهر في الناسوت واعتدل العناصر وتعفنت تعفنا طيبا فقضى الله تعالى بحسب هذه الامور ان يخلق في الارض خليفة له اي نوعا يكون في ارتفاقات وسيعة واخلاق كاملة تجمع فيه قوة ملكية وقوة بهيمية فيتولد منها حالات الهية كالاحسان والمحبة ويستحق ان يضرب عليه الشرع من فوقه حتى يكون عالما برأسه نسخة من الرحموت محيطة

تو اسے کسی پیرایہ عادت کے ضمن میں ظاہر کرتا ہے اگرچہ ضعیف ہی سہی عادت ہو مثلاً ایک شخص بیمار ہو گیا خفیف سے مرض میں اور طبیب نے اسے دیکھ کر کچھ التفات نہ کیا اور یہ نہ خیال کیا کہ یہ بیمار مر جائیگا لیکن اللہ تعالی کا حکم ہوا وہ اسی خفیف بیماری سے مر گیا تو خوارق کے لئے سبب ضعیف ہیں گویا کہ وہ ساتھ ہیں اسباب ارضیہ کے اور اللہ تعالی کی قضا جاری کرنیکو اور اسکی عنایت ظاہر کرنیکو تاکہ عادت کل وجہ سے خرق نہ ہو جائے اور قرآن مجید اور حدیث شریف میں بہت اشارے اسپر دلالت کرتے ہیں اور قصہ میں اشارے مضمون ہیں جنہیں عارف پہچانتے ہیں بلکہ ہر دانشمند منصف فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت حکم کرتا ہے اللہ تعالی کسی بندے کیواسطے کہ فلانی سرزمین میں مرے تو اسکی کوئی حاجت ڈال دیتا ہے اس سرزمین کیطرف تو یہ حاجتمند کرنا اسکا افعال ارادیہ کے نظام کی رعایت ہے کہ یہ سلسلہ نہ ٹوٹ جائے اور ہم انشاء اللہ تعالی ہر حادثہ میں اسکی تعبیر کیطرف اشارہ کرینگے اور اسکی خصوصیت قالب کیوجہ بتائینگے اور ہر خرق عادت میں ان اسباب ضعیفہ کیطرف اشارہ کرینگے منتظر رہو ان اشاروں کے اور نگاہ رکھو ہمارے قصہ کی ترتیب بیان کے ضمن میں

تاویل احادیث حضرت آدم و حضرت ادریس علیہما السلام

ستاروں کی روحوں کی قوتیں زمین کے ایک گوشہ میں جمع ہوئیں اور اللہ سے نوع انسان کا مادہ طلب کیا کہ عالم ناسوت میں ظاہر ہوا اور معتدل ہو گئے اربعہ عناصر اور انمیں بو پیدا ہوئی پاکیزہ تب حکم کیا اللہ نے موافق ان امور کے کہ زمین میں نوع انسان کیلئے پیدا کرے اپنا خلیفہ یعنی ایسی نوع جسکے اعمال وسیع اور اخلاق کامل ہوں اور جمع ہوں قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ تاکہ ان سے حالات الہی پیدا ہوں مثلاً احسان و محبت اور مستحق ہو اس امر کا کہ اسکو اوپر سے شریعت ملے حتی کہ وہ بذاتہ عالم ہو جائے رحمت کا ایک نسخہ کہ عالم کے تمام حقیقتوں کو احاطہ کئے ہوئے

سے یعنی ... سے ہر ایک طرح ہوگئیں ... سے خاکی ... یاد ...

بحقائق العالم باسرها اجمالا وكان هنالك ملائكة
يستحقون الالهام باسبقهم وهم العنصريون
والجملة الذين يعملون في العناصر بالهام الله
فتلقوا الهاما ان الله سيخلق خليفة يكون من
شانه كذا وكذا وانه سيسفك الدم ويفسد في
الارض فيلعن فيجازى في الدنيا والآخرة
فاشتبهت عليهم الحكمة في خلقه فانهم
لا يعلمون الا ما الهموا فاقتضت حكمة الله و
عنايته بحسب اولئك الاشخاص ان يعلمهم
ما جهلوا اما اولا فبالهام اجمالي ان لله حكما
لا يعلمونها واما ثانيا فبواقعة تفصيلية تكون
شرحها وتبيانا للحكمة فاجتمع باذن الله وارادته
مادة معتدلة كانها جميع الارضين على
اختلاف طبقاتها فان المعتدل اذا اصابه مسخن
ما صار حارا او مبرد ما صار باردا فهو
بالقوة القريبة جميع الطبقات واعتجن
وصار مثاله حينئذ مثل الشيء يتعفن فيحدث
منه الديدان غير ان تعفنه كان روحانيا
لا دنيا بسبب مصادمة قوة قوية من الروحانيات
كتعفن المني في بطن المرأة فنفخ الله فيه الروح
فصار حيا وجملة القول فيه انه لما كان القصد
في ايجاده الى انشاء نوع النوى في شخصيته
حكم النوع كانه هو النوع والنوى فيها تنبيه لهذا
السر فاصل جوهرها وانه لما كان من اجتماع
همم الروحانيات النوى في روحه حكم

اور وہاں ایسے ملائکہ تھے جو وقوع میں آنیوالے الہام کا
استحقاق رکھتے تھے اور وہ ملائکہ عنصریوں تھے اور عمل کرتے تھے
کہ عناصر میں اللہ کے الہام سے عمل کرتے ہیں انکو الہام ہوا کہ اللہ
عنقریب ایک خلیفہ پیدا کریگا جسکی شان سے ایسے ایسے کام ہونگے
ہیں وہ خونریزی کریگا اور زمین میں فساد کریگا پھر جسکے دور ہو
اور دارین میں جزا پائیگا پس سکے پیدا کرنے میں جو حکمت الٰہی تھی
وہ ان پر مشتبہ ہوگئی کیونکہ وہ اتنا ہی جانتے تھے جتنا الہام
ہوا پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت ان اشخاص کی نسبت مقتضی ہوئی
کہ انہیں سکھا جو وہ نہیں سمجھے تو اول تو الہام اجمالی سے یہ امر
معلوم کرایا کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی ایسی حکمتیں ہیں جنہیں وہ
نہیں جانتے اور دوسرے واقعہ تفصیلیہ سے جو اس حکمت کیلئے
شرح و بیان ہو تو جمع ہوا اللہ تعالےٰ کے اذن اور ارادہ سے ایک
مادہ معتدلہ گویا کہ وہ سب زمینیں ہیں ہمراہ اپنے اختلاف طبقوں کے
اس لئے کہ معتدل کو جب کوئی گرم کرنیوالی شے پہنچے گرم ہو
جاتا ہے اور جب سرد کرنیوالی شے پہنچے سرد ہو جاتا ہے تو وہ
قوت قریبہ کی رو سے جمیع طبقات ہیں اور اس کا خمیر ہو گیا اور اب
ایسا ہو گیا جیسے کوئی شے متعفن ہو جاوے اور کیڑے سے پیدا ہو جائیں
لیکن یہ تعفن روحانی تھا آلودگی کیساتھ نہ تھا اسواسطے کہ اس میں
قوتیں قویہ روحانیات کی تھیں جیسے عورت کے پیٹ میں نطفہ
ٹھہر جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکی اور زندہ ہو گیا
ماحصل یہ کہ چونکہ حضرت کے پیدا کرنے سے خدا کا مقصود انسانی
نوع کو پیدا کرنا تھا اس لئے حضرت آدم کی شخصیت میں حکم نوع کا
ملتوی کیا گویا حضرت آدم ہی نوع ہیں اور ملتوی سا آدم کی شخصیت
میں آگاہ کرنا اس سر کا اصل جوہر ہیں اور چونکہ آدم کی پیدائش
روحانیات کی ہمتوں کے اجتماع سے تھی تو انکی روح میں ملتوی کا حکم

الروحانيات فلما كان حديث عهد بربه
ولم يقو فيه نظام العناصر والاخلاط عومل
معه معاملة اهل الجنة بهذه الضرورة
حينا من الدهر ثم بعث تقريب يتجرد به لما
خلق له ويظهر عليه احكام جبلية وانه
ركّب فيه روحانية مناسبة بالملائكة
يستحق بها الالهام وروحانية بهيمية يستحق
بها التمطي بالحالة الدنسية الحادثة من غزارة
الغذاء فلما اجتمعتا كان له عقل اتم من سائر
عقول الحيوان فخاض العقل في الشهوة والغضب
والحاجات والهم بارتفاقات عجيبة والهم
استنباط الصنائع وخاض في الحالة الملكية
فالهم انواع العبادات والتطهر فسنّ لبنيه
في كل ذلك سننا عجيبة فكان بحسب هذه
الاصول الثلثة له وقائع منها ان الملائكة
العنصريين والعملة امروا بان يسجدوا لآدم
بانفسهم وامر الملائكة الملأ الاعلى بان
يسجدوا له باشباحهم فيتمثلوا بصورة
الساجدين كما تمثل جبرئيل في قصة
سؤاله عن الايمان والاسلام والاحسان
اعرابيا سائلا وما كان السؤال للاستكشاف
ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم
اتاكم جبرئيل يعلمكم دينكم فسجد له
الملائكة كلهم اجمعون بهذا التفصيل وبالجملة
كان سجودهم شبحا لسر دقيق وهو انهم عابدون

روحانیات کا اور چونکہ آدم کا معاملہ خدا سے نیا نیا تھا انہیں
عناصر اور اخلاط کا نظام قوی نہ ہوا تھا لہذا آنؑ سے معاملہ کیا گیا
اہل جنت کا سا اس ضرورت کے واسطے ایک زمانہ تک پھر ایک
ایسا سبب پیدا کیا گیا جس سے وہ مہیا ہوں اس امر کیلئے جس کے
واسطے پیدا کئے گئے ہیں اور انکی جبلی کے احکام اُن پر ظاہر ہوں
اور انمیں وہ روحانیت بھی مرکب کیگئی تھی جو ملائکہ کے مناسب
تھی جس سے الہام کے مستحق ہوں اور روحانیت بہیمیت بھی
جس سے اس حالت آلودگی کے برانگیختہ کرنیکے مستحق ہوں جو کثرت غذا
سے پیدا ہوتی ہے اور جب دونوں قسم کی روحانیات انمیں جمع ہوئیں
تو انمیں اب عقل سب ذی روح سے کامل ہوگئی پھر عقل شہوت
میں پڑ گئی اور غضب میں اور حاجتوں میں اور الہام کئے گئے عجیب
اعمال کے اور الہام کئے گئے صنعتوں کے نکال لینے کے اور جب
عقل حالت ملکیہ میں پڑی تو الہام کئے گئے عبادتوں کے اور
پاکیزگی کے پھر انہوں نے ہر طریقہ میں ایک راہ عجیب نکالی پس
موافق ان تین اصول کے انہیں بہت سے وقائع پیش آئے انمیں ایک
یہ کہ ملائکہ عنصریین کو حکم ہوا کہ اپنی ذات سے حضرت آدمؑ کو
سجدہ کریں اور ملائکہ ملاء اعلی کو حکم ہوا کہ اپنے قالبوں سے سجدہ
کریں تو وہ سب متمثل ہوگئے سجدہ کرنیوالوں کی صورت میں
جیسا جبرئیل متمثل ہوگئے تھے ایک اعرابی سائل کی صورت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام اور احسان
وغیرہ سے سوال کرنے کیلئے اور چونکہ وہ سوال اپنے معلوم کرنیکو
نہ تھا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل تمکو
تمہارا دین سکھانے آیا تھا تو حضرت آدم کو سب نے سجدہ کیا
اس تفصیل سے حاصل کلام یہ کہ فرشتوں کا اپنے قالبوں سے سجدہ
کرنا ایک سر دقیق کے سبب سے تھا اور وہ یہ ہے کہ سب عابد ہیں

لله تعالى فيما يعملون لبني آدم ويدعون لهم ويختصمون فيهم فآدم وبنوه قبلة لهم إذا انهم فتمثل هذا السر واقعة وانعقد عليهم رسما موجبا للسجود وكان في ظهرهم ابليس كان في الاصل من جبل على الخصال المتشاحة والكبر ولكن لم يتفق له واقعة تظهر فيها الاثام وكان له في اصل جبلته خلوص إلى الحقيقة الشرية وخزانة الشر ولكن غلب عليه اثر الملائكة ودخل في تضاعيفهم فلما امر بالسجود عصى الله فلعنه الله لعنا عظيما واحاطت به خطيئته وصار كانه ممسوخ وتجرد الى الشر ومنها ان آدم عليه السلام احاطت به قوى الارواح وتخيلات الملأ الاعلى وتوجه اليه تخيل العرش فصار في الجنة وهو في مكانه من الارض فانصبت عليه احكام الجنة وكانت فيه طبيعة شهوية فاشتاق الى انثى من جنسه شوقا قويا فتخيل صورة الانثى تخيلا حثيثا فوجدت من تخيله ثم بعث الله تقريبا يتجرد به لما خلق فقال للطبيعة الشهوية الحرصية ان تطلعي لما تأهلك خزانة الشر فتطلعت فتلقت منها اشتباها والتباسا للعلم الحق بالباطل وقسوة تمنع عن ادراك الحق على ما هو عليه فالحق انه امر بلسان العناية المختصة بالوقت من قبل كونه في الجنة ان اكل الشجرة حرام ينفضي به الى الخروج من الجنة ويوصله الى العناء

اللہ تعالیٰ کے تمام اُن کاموں میں جو کرتے ہیں بنی آدم کے واسطے اور دعا مانگتے ہیں اُن کے لئے اور جھگڑتے ہیں اُن کے بارے میں تو حضرت آدم اور اُن کی اولاد فرشتوں کو بمنزلہ قبلہ کے ہیں پس یہ بھید حالت وقوعیہ میں متمثل ہو گیا اور ان پر ایک رسم سو جب سجدہ کے منعقد ہو گئی اور انہیں میں ایک ابلیس بھی تھا جس کی سرشت میں بغض اور عداوت اور تکبر جبلت میں تھا لیکن اسکو ایسا واقعہ کا اتفاق نہ ہوا کہ اس میں یہ برائیاں کھلیں اور اسکی جبلت میں حقیقت بشریت کی لگتی بلکہ شر کا خزانہ تھا لیکن اسپر ملائکہ کا اثر غالب ہو گیا تھا اور انہیں میں داخل ہو گیا تھا جب سجدہ کا حکم ہوا اس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے اسے لعنت عظیم کی اور اسکو اسکی خطا نے گھیر لیا اور ہو گیا جیسے مسخ اور آمادہ ہو گیا طرف شر کے اور بعض انہیں سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو قواے ارواح اور ملاء اعلیٰ کے تخیلات نے گھیر لیا اور عرش کا خیال انکی طرف متوجہ ہوا تو وہ جنت میں ہو گئے اور حالانکہ وہ زمین پر اپنے گھر میں تھے پس جاری ہو گئے انپر احکام جنت کے اور انمیں طبیعت شہویہ بھی تھی تو اپنے ہی جنس کی عورت کے کمال درجہ مشتاق ہوئے اور جلد ہی آگے پیچھے چند بار عورت کی صورت کا خیال آیا ویسے ہی اُن کے خیال سے عورت موجود ہو گئی پھر اللہ نے ایک سبب پیدا کیا جس سے وہ آمادہ ہو گئے اس امر کے جس کے واسطے پیدا کئے گئے تھے تو حکم ہوا طبیعت شہویہ حرصیہ کو کہ تجھے جو خزانہ شر الہام ہوا ہے اس سے بخشش کر چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو اس نے اس سے سیکھا اشتباہ اور التباس علم حق کا باطل سے اور ایسی سختی جس سے حق نہ معلوم ہو تو حق یہ تھا کہ وہ امر کئے گئے تھے زبان عنایت جو وقت کے ساتھ مختص تھی پہلے جنت میں ہونے کے کہ درخت کا کھانا حرام ہے کیونکہ اسکا کھانا جنت سے نکالے جانے کا باعث ہوگا اور تکلیف میں ڈالنے کا

والجوع والظمأ وايضا الهم علما حقا آخر وهو
ان اكله سبب للخلد اى بقاء النوع وظهور امر الله
تعالى وارادته فنزل العلمان على الطبيعة واشتبه
الامر عليه وصار متحيرا مترددا لا يدرى ماذا
يفعل فكنى الله تعالى عن التحير والتردد بالنسيان
ثم هاجت فى صدره داعية شهوية فأكل
فهذا علم حق اختلط بباطل هو القسوة وعدم
ظهور الالهام على وجهه فظن ان معنى الخلد
هو البقاء فكان هذا العلم مع الاختلاط بالباطل
وسواسا شيطانيا وكان تقريبا لما اراد الله تعالى فى
الازل فظهر فيه احكام الطبيعة وغلب عليه نظام
العناصر والاخلاط وزال منه الهيمان وكمنت العناية
الملكية وبرزت العناية الطبيعية ثم قيل له اذا
اعترى الطبيعة بنيك ولم يتفطنوا الالهام الحق
وجب فى جود الله وحكمته ان يبعث فيهم رسلا
منهم فمن اتبع الهدى فلا خوف عليهم ولا هم
يحزنون ومن كفر فانه يدخل النار وعوتب بعد
ذلك عتابا شديدا سره تخالف الروح الملكى
والطبيعة كانه قضى بها حكم الطبيعة والروح
جميعا ومثله حينئذ مثل السالك يتوجه الى الله
ويمعن ثم يهدى الى السير فى الخلق بالحق ويهبط
ومنها انه افيض عليه فى وقت من اوقات
تجرد الروح من غواشى الطبيعة علم الارتفاقات و
الحاجة التى تعم لبنى النوع والآلات التى ترتفق
لها وعلم تقطيع الاصوات وكيف يتلفظ بازاء كل

اور بھوکا اور پیاسا نہیں رہیگا نیز الہام ہوا دوسرا علم حق کہ اس کا کھانا
ہمیشگی یعنی بقاء نوع کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کا امر اور اسکا
ارادہ ظاہر ہونا تو طبیعت پر وہ علم نازل ہوئے اور انپر امر مشتبہ ہو گیا
اور وہ متحیر اور متردد ہو گئے کہ کونسا امر کیا جائے اللہ تعالیٰ نے
اسی تحیر اور تردد سے کنایہ کیا ہے ساتھ نسیان کے پھر انکے
سینہ میں جوش مارا خواہش شہویہ نے انہوں نے کھا لیا
تو یہ علم حق تھا جو مختلط ہو گیا باطل سے یعنی قسوت اور نہ
ظاہر ہونا الہام کا اسکی وجہ پر پس انہوں نے گمان کیا کہ معنی
خلد کے بقا ہیں تو یہ علم باطل سے ملکر وسواس شیطانی تھا
اور سبب تھا واسطے ظاہر ہونے اللہ کے ارادہ ازلی کے پس
ظاہر ہوئے احکام طبیعت کے اور انپر غالب ہو گئے نظام
عناصر کے اور اخلاط اور زائل ہو گئے اُن سے جنت اور چھپ گئی
ان سے عنایت ملکیہ اور ظاہر ہوئی عنایت طبعیہ پھر انسے کہا گیا
جب تمہاری اولاد پر طبیعت غالب ہو گئی اور قابل الہام حق
نرہینگے تو اللہ تعالیٰ کے جود و حکمت میں ہے کہ انہیں انہی میں سے
رسول بھیجے پھر جو ہدایت پائیں انکو کچھ خوف نہیں اور نہ غمگین
ہونگے اور جو انہیں سے کفر کرینگے وہ دوزخ میں جائینگے
اس کے بعد آدم پر سخت عتاب بغضب ہوا اسکا سر یہ ہے روح
ملکی اور طبیعت کا خلاف گویا حکم دیا تھا طبیعت اور روح
دونوں کا اور اب حضرت آدم کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سالک
اللہ کیطرف متوجہ ہوا اور اسکو ترقی ہوئی پھر اسکو ہدایت ہوئی
کہ خلقت میں جا کر حق کی ہدایت کرے اور پھر وہ اس درجہ سے نیچے اترا اور
نہیں بلکہ ترقی ہے کہ انکو اضافہ ہوا ایک وقت جب انکی روح آلودگی طبیعت سے
پاک تھی علم ارتفاقات کا اور جو بنی نوع کو حاجتیں پیش آتی ہیں اور وہ
سامان جنسے ارتفاق ہو اور تقطیع اصوات کا علم اور یہ بات کہ ہر چیز کے

شیٔ فوجد حقیقتہ قد التفت علی کل شیٔ فاظهر
الله تلك الاشياء فی عالم المثال حسب ما علمه
ادم علیه السلام فی الخیال فسال الملائکة عنها
وعن اسمائها وکیفیة الارتفاق بها فلم یعلموا لانه
لم یجبل فیهم میزان استنباطها من العقل
الخائض فی الشهوة والغضب والحاجة فظهرت
الحکمة وتمت النعمة علی الملائکة فی تعلیم ما جهلوا
ومنها انه کان یوما من الدهر تفرع الی علمه انه
منشأ افراد الانسان صالحها وطالحها علی حسب
اختلاف الاستعدادات فافیضت صورهم
فی عالم المثال تکمیلا لادم علیه السلام و
تبیانا لاقتضاء وجودهم فی المثال وسألهم الست
بربکم قالوا بلی اجابوا بلسان الفطرة قبل ان یکون
یخالطه الطبیعة فاخذ وابتلك الواقعة حیث
کانت تبیانا لاصل فطرتهم فتلك الواقعة
صورة الفطرة کما یکون شیٔ صورة شیٔ فی المنام
فنسبت المواخذة الیها فی العلوم النازلة فی مدارك
الملأ الاعلی ثم فی مدارك بنی آدم ومنها انه الهم
بعمل شیٔ من الارتفاق الاول فاخذ فی الزرع والحصاد
والدیاس وتسخیر البهائم وطبخ الاطعمة والکلام وغیر
ذلك واهتم بامر النسل وسن العبادات سننا و
استنبط اللغات واهتدی الی اسالیب وکان
ادریس علیه السلام فی ابتداء امره
من شیعة آدم علیه السلام یقتفو اثره فی العلوم
الانسانیة الوهبیة الجبلیة وکان کأنه التجرد الی

تو پایا اپنی حقیقت کو پایا کہ ہر شے کی طرف التفات تھا پھر تو اللہ نے
عالم مثال میں وہ سب اشیا ظاہر کر دیں جیسے حضرت آدم
علیہ السلام کے خیال میں آئی تھیں پھر ملائکہ سے اُن چیزوں کی
حقیقت اور اُن کے نام پوچھے اور ان سے ارتفاق کی کیفیت دریافت
کی تو ملائکہ نہ بتا سکے اسواسطے کہ اُنکی سرشت میں ایسی عقل سے جو
شہوت و غضب اور حاجت میں خوض کرے استنباط کا آلہ نہ تھا
تو حکمت ظاہر ہوئی اور نعمت پوری ہوئی ملائکہ پر اُن کی جاہل باتیں
اور انہیں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایکدن انکے علم میں ظاہر ہوا یہ امر
کہ وہ سب انسانوں کی منشا ہیں خواہ نیک ہوں یا بد اپنی اپنی استعداد
کے موافق تو عالم مثال میں ان سب کی صورتیں افاضہ ہوئیں اسواسطے
کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تکمیل ہو جاوے اور ظاہر ہو جاویں انکے وجود
عالم مثال میں پھر اللہ نے انسے سوال کیا الست بربکم انہوں نے
جواب دیا بلی اپنی زبان فطرت سے پہلے اس کے کہ طبیعت کی مخالطت
کے سبب لکنت ہو پس وہ اس واقعہ کے ساتھ مواخذہ کیے گئے
کیونکہ یہ واقعہ انکی اصل فطرت کا بیان تھا تو یہ واقعہ صورت فطرت
کی ہے جیسے خواب میں صورت شے کی ایک شے ہوتی ہے پھر نسبت
کیا گیا مواخذہ و فطرت کیطرف اُن علوم میں جو ملاء اعلی کے
مدارک میں نازل ہوتے ہیں پھر بنی آدم کے مدرکوں میں اور انہیں
ایک یہ واقعہ ہے کہ وہ ایک شے کے کرنے کیلیے الہام کیے گئے ارتفاق
اول سے تو شروع کیا کھیتی کرنی اور کاٹنی اور روندنی اور
بہائم کے مطیع کرنے میں اور کھانا پکانے میں اور کلام کرنے میں
(و غیر ذالک) اور نسل کا اہتمام کیا اور عبادات کے لیے طریقے
لغات استنباط کیے اور مقاصد کیطرف پہنچنے کی راہ ڈالی اور ادریس
علیہ السلام تھے ابتدائے امر میں حضرت آدم علیہ السلام کے گروہ میں
پیروی کرتے تھے انکی علوم انسانیہ میں جو جبلیہ ہیں انکا کمال یہ تھا کہ گویا انسانیت سے مجرد تھا

احکام الصورة الانسانیة ثم انه ترقی فی السدرة
الدرجة الی حکمة النسلاخیة فتجرد الی احکام الوجود
المنبسط علی هیاکل الموجودات ثم الی نقطة اللاهوت
ثم تنزل الی علوم طبیعیة والهیة ونجومیة و
طبیة وارتفاقیة وذلک لانه کان صناع الید و
صناع الوهم والخیال فظهرت منه علوم کثیرة ونفذت
فیها عنایة الهیة فحفظت علی اختلاف القرون وتبدل
الالوان کلما اندرس قرن قام بها قوم اخر وکلما
فسد لون انتظم لون اخر ثم بورک فی تلک العلوم
فنشأت ملة المجوس والملة الحنیفیة وانتظم علوم
علم الطب والدعوة والنجوم وکانت هذه العلوم حقة
یومئذ وان کان فیه الحق المشوب بالباطل والثابت المشوب
بالمحرف ثم ترقی ترقیا اخری فتجرد الی هیئة ملکیة
بکلیة الطبیعة وسلخها عن مقتضاها فاحاطت به
البرزة ورفع مکانا علیا تاویل احادیث
نوح علیه السلام وشیعته
الجملة فی امره انه کان قوی القوة الحیوانیة بحیث
یکون کالحجاب لوجه الروح عن بلوغها الی کمالها
وکذلک اکثر من بعث الیهم فانعقدت علیهم
شریعتهم من دوام القیام والصیام والطاعات
القاهرة علی القوة الحیوانیة المنبهة للانسانیة
ولم یکونوا استنبطوا دقائق الحکمة المنزلیة و
الاکتسابیة کثیرا لاستنباط الرکون الی ما یناسب
البهیمیة فلم ینزل علیه علوم تفرقیة فی هذه
الامور وکان سالکت النفس عن مناحیة الوهم

پھر انہوں نے اس درجہ سے ترقی کی حکمت انسلاخیہ میں
پھر انہوں نے اس وجود میں جو پھیلا ہوا ہے موجودات کی صورتوں
پر تجرد کیا پھر اس نقطہ سے ترقی کی نقطہ لاہوت میں پھر اس
سے نزول کیا علوم طبیعیہ الٰہیہ اور نجومیہ طبیہ وارتفاقیہ
کی طرف اور یہ اس واسطے کہ وہ ہاتھ کے صناع اور وہم
کے صناع اور خیال کے صناع تھے تو ان سے بہت سے
علم ظاہر ہوئے اور اُن علموں میں خدا تعالیٰ کی عنایت نافذ
ہوئی تو وہ علوم بہت قرنوں اور بہت رنگ بدلنوں تک محفوظ
رہے جب کبھی کوئی رنگ فاسد ہو جاتا تھا دوسرا اس رنگ
منتظم ہو جاتا تھا پھر اُن علموں میں برکت ہوئی تو ملت مجوسیہ
اور ملت حنیفیہ پیدا ہوئی اور منتظم ہوئی علوم جیسے علم طب اور
دعوت اور نجوم اور اس وقت یہ سب علم حق تھے اگرچہ انمیں
حق کیسا کہ باطل ملگیا تھا اور ثابت احکام تحریف آمیز ہو گئے
تھے پھر انہوں نے ایک اور ترقی کی اور ہیئت ملکیہ کیطرف تجرد
کیا اور جب طبیعت کے مقتضا سے نکل گئے تو انکو جنت نے گھیر
لیا اور اعلیٰ مکان میں اُٹھ گئے تاویل احادیث نوح وشیعتہ
نوح علیہ السلام اُن کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ انمیں قوت
حیوانیہ قوی تھی یہاں تک کہ وہ گویا روح کے مونھ پر پردہ تھی
اس کے کمال کو پہونچنے کو اور جنکی طرف وہ بھیجے گئے تھے وہ لوگ
بھی اکثر ایسے ہی تھے تو انکیواسطے شریعت منعقد ہوئی کہ ہمیشہ
نماز اور روزہ اور ایسی عبادت جو قوت حیوانیہ پر غالب ہو کیا
کریں جس کے سبب انکو انسانیت سے آگاہی ہو اور انکو زیادہ
قدرت استنباط نہ تھی کہ حکمت منزلیہ اور اکتسابیہ دقیقہ نکالیں
اسواسطے کہ جو امر بہیمیت کے مناسب ہیں وہ انکیطرف مائل
تھے تو حضرت نوح پر نازل ہوئے علم تفریق اُن امور میں اور انکا نفس

والخیال فلم یرتفع الی العلوم الادریسیة رأساً وکان
قومه فساقاً کفاراً افسدوا الارتفاقات وانسوا
سبیلهم الی الله وخرجوا عن معنی الانسانیة
وان کانت صورتهم صورة الانسانیة فانعقد علیهم
غضب الله فی الملأ الاعلی ونظر الله الیهم فلعنهم
وغضب علیهم غضباً شدیداً وقضی بهلاکهم
فوجب فی حکمة الله الانذار وارشاد الحق اذ للحق
السنة شتی وعنایات کثیرة وهو وان غضب علی
قوم بلسان قد لا یکاد یدع الحدب علیهم بلسان
آخر ولما کان اعدام الانواع شراً عظیماً لا یرضی به الله
واستیناف ایجادها ولما اجتمع الاسباب السماویة
والارضیة علی الهیئة الاعتدالیة ایضاً یخالف
العنایة وجب فی عنایة الله ان یرسل تقریباً لبقاء
اصول الانواع فالهم صناعة السفینة وجمع
فیها الانواع من کل نوع ذکراً وانثی ومن کل شجر
لا ینبت بنفسه بذراً فاتم الله امره وکان التدبیر
الالهی ینتظر واقعة عظیمة من وقائع الجو یعذبهم
فیها حتی اذا تواطئت الاسباب السماویة والارضیة
علی طوفان عام ماض نفذ الله عند ذلك قضاءه
وقل ما کان واقعة عظیمة الا باقتضاء عنایات
کثیرة کالعنایة بالطبائع الارضیة والعنایة
بالاحکام الفلکیة والعنایة بالمثل الالهیة و
النوامیس المضروبة علی الناس فیری من لم یؤت
الانصباغ من العلم باحدی تلك العنایات و
یذهل عن سائرها فیکذب بمن ینسبها الیها

وخیال سے ناآشنا تھا یعنی وہ علوم ادریسیہ تک بلند
نہ پہنچا اور انکی قوم تھی فاسق اور کافر تھی کہ ارتفاقات کو نہایت بگاڑ
ڈالا اور انکا راستہ اللہ کیطرف کا بند ہو گیا اور وہ انسانیت کے معنی
سے خارج ہو گئے اگرچہ انکی صورت انسان کی سی تھی انپر
اللہ کا غضب منعقد ہوا ملا اعلی میں اور اللہ نے انپر نظر
کی تو انپر لعنت کی اور سخت غصہ ہوا اور جب ان کے ہلاک کا
حکم ہوا تو اللہ تعالی کی حکمت میں ضرور ٹھہرا ان کو ڈرانا اور حق
بات کی راہ دکھانا اس لیے کہ حق کی مختلف زبانیں ہیں اور
اللہ تعالی کی عنایات کئی بہت سی ہیں وہ اگر غضب ہو
ایک راہ سے تو دوسری راہ سے انپر عنایت نہیں ہو تو شفقت
کرتا اور جب کہ ناپید کر دینا انواع کا شر عظیم تھا تو اللہ
اس سے راضی نہ ہوا کہ ان کو معدوم کر کے از سر نو پیدا کرے
اور جب کہ اسباب سماوی اور ارضی ہیئت اعتدالیہ پر جمع
نہ ہوتے تھے نیز مخالف عنایت کی تھی تو اللہ تعالی کی عنایت
میں ضرور ہوا کہ ایسی تقریب کرے جس سے اصول انواع
باقی رہیں تو اس نے کشتی بنانیکا اور اسمیں ہر نوع کا ایک ایک
جوڑا جمع کرنیکا اور جو درخت کہ از خود نہیں اوگتے تھے ان کے تخم لینے کا
الہام کیا پھر وہ کام پورا ہو گیا اور تدبیر الہی منتظر تھی ایک واقعہ
عظیمہ کی وقائع جو سے جس میں حق تعالی انہیں عذاب کرے یہاں تک
کہ جب اسباب سماوی ارضی موافق ہو گئے طوفان عام پر تو
جاری کیا اللہ نے اپنا حکم اور واقعہ عظیمہ بہت کم ہوتا مگر عنایات
کثیرہ کے اقتضا کیوجہ سے جیسے عنایت طبائع ارضیہ پر اور عنایت احکام
فلکیہ پر اور عنایت مثل الہیہ اور عنایت اور شرائع پر جو لوگوں پر ہوتے جسکو
کچھ تھوڑا علم ہوتا ہے وہ ایک عنایت کو دیکھتا ہے اور باقی عنایتوں کو
بھول جاتا ہے پھر جھٹلاتا ہے اس شخص کو جو اس واقعہ کو ان عنایات کی طرف منسوب کرے

والمعرفة المستوعبة لجمعها جميعا فكان جميع علوم نوح عليه السلام واحواله من هذه العنايات المذكورة فجعله الله الآدم الثاني وهو اول المرسلين الذين بعثوا منذرا للعناية الالهية بحسب الانذار والامر بالشرائع ومخاصمة الكفار والاحتيال لشيء تقتضيه العناية واليه تنتهي طريقة الانبياء عليهم السلام في هذه الامور وامته اول امة اخرجت للناس ولما نفث في روعه شيء من الاحتيال لبقاء بني آدم التوى فيه شيء من علوم الارتفاقات فوصى بها بنيه وشيء من علم الفتن فحذر قومه من الدجال وشيء من علوم التوحيد والعبادات وقهر الطبيعة البهيمية تحت الملكية تاويل احاديث

هود وصالح عليهما السلام امرهما في انفسهما وامر قومهما في الكفر والفسق وامر الملأ الاعلى في الغضب عليهم والقضاء بهلاكهم وامر عناية الحق بالانسان الالهي ان ينذرهم ويحتال لنجاة المؤمنين شبيه بقصة نوح عليه السلام فكانا منذرين والهما في قلوبهما حيلة نجاة المؤمنين واوتيا سنن العبادة الكاسرة للطبيعة ولما كان مسكن عاد الاحقاف والرمال وكان هواء ديارهم مائلة الى اليبس والسخونة كان اقرب وجوه عذاب في حقهم الطوفان الهوائي فاحتبس عنهم المطر دهرا ومسكتهم مواشيهم تضرعوا الى الحق وتنبهت القوة الملكية فاخذت وابا عما لهم لو انهم صاروا كالبهائم لم يعذبوا على الفور لانه ظهرت العناية

اور معرفت پوری ان سب کو جمع کر لیتی ہے تمام علوم نوح عم کے اور انکے احوال ان عنایات مذکورہ سے تو اللہ تعالی نے انکو آدم ثانی کیا وہ اور سب رسولوں سے اول ہیں جو خادم بنا کر بھیجے گئے ہیں واسطے عنایت الہیہ کے بموجب ڈرانے اور عمل کرنے کے شریعتوں کا اور کافروں سے خصومت کرنیکا اور واسطے حیلہ کا جس شے کا اسکی عنایت اقتضا کرے اور انہیں کیطرف منتہی ہوتا ہے طریقہ انبیا علیہم السلام کا ان سب امور میں اور انکی امت اول امت ہے جو نکالی گئی ہے واسطے لوگوں کے اور جب ان کے دلمیں آیا حیلہ باقی رہنے اولاد آدم کا تو متضمن ہوئے اس میں علوم ارتفاقات جنکی انہوں نے اپنی اولاد کو وصیت کی اور کچھ فتنوں کا علم کہ اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا اور کچھ توحید اور عبادات کا علم اور طبیعت بہیمیہ کا تحت ملکیہ کے مغلوب کرنیکا علم تاویل

احادیث ہود وصالح علیہ السلام ان دونو نبیوں کا حال انکے بارے میں اور انکی قوم کا حال فسق وکفر میں اور ملأ اعلی کا حال انپر غضب کرنے میں اور انکی ہلاکت کی بابت حکم کرنے میں اور خدا کی عنایت کا حال انسان الہی کو یہ کہ انکو ڈرانے اور مسلمانوں کی نجات کے لئے حیلہ کرے حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ سے مشابہ ہے یہ دونو نبی اللہ تعالی کیطرف سے ڈرانیوالے ہوئے اور ان کے دلمیں الہام کیا گیا تھا مسلمانوں کی نجات کا حیلہ اور انکو ایسے طریقے عبادت کے ملے تھے جو طبیعت کے کاسر تھے اور چونکہ مسکن عاد کا ٹیلے ریگ کا تھا اور انکی ہوا خشکی کیطرف مائل اور گرم تھی انکے حق میں طوفان ہوائی بہت قریب وجہ عذاب کی تھا ایک زمانہ تک ان پر مینہ نہ برسا اور انکے چارپائے ہلاک ہو گئے تب انہوں نے اللہ تعالی کی درباریں عاجزی کی اور گڑگڑائے اور ہوشیار ہوئی قوت ملکیہ پھر مکر گئے اپنے اعمالوں سے سب ایسے ہو گئے مثل چارپایوں کے تو فورا عذاب نہ آتا اس لئے کہ عنایت ملکیہ ظاہر ہوئی تھی

الملکیۃ فلعنوا لا تقتضیہم احکام تلک العنایۃ فلما راوا السحابۃ المادۃ المجتمعۃ فی السماء حسبوہ سحابا ممطرا وکان ما استعجلوا من عذاب اللہ فتحول ریحا صرصرا ولما کان مسکن ثمود الجبال المفازات کان اقرب التعذیبات فی حقہم الزلازل والصیحۃ ثم ان صالحا علیہ السلام دعا لہلاکہم ولما آن وقت ہلاکہم فاکتسبت نفسہ ہیئۃ الہلاک وصار تعلق اللہ بہ متلبسا بما اکتسبہ فاعتراہ حالۃ بین الموت والنوم کالتی اعترت اصحاب الکہف ثم بعث وکل شر فی الملکوت فانہ یتمثل بصورۃ حیوان بحسب مناسبۃ جبلیۃ للشر بالحیوانات واخر الشرور یتمثل بصورۃ انسان یقرب الہلاک العام فظہر شرہم بدعوۃ صالح علیہ السلام بصورۃ ناقۃ فلما قتلوہا نزع الشر وجاء الطوفان وکذلک اذا قتل الدجال نزع الشر وجاءت القیمۃ الکبری والطوفان ہو ہلاک قوم والقیمۃ ہی ہلاک العالم تاویل احادیث ابراہیم علیہ السلام والجملۃ الامر فی قصتہ انہ کان خارجا الی جانب الفطرۃ ... وذلک لان افراد الانسان یختلفون فی ظہور الاخلاق فمنہم من یکون الشجاعۃ فیہ ... ومنہم من یکون ضعیفۃ لا یظہر بالریاضۃ البالغۃ الا قلیلا لا یعتد بہ ومنہم من یکون

سو وہ ملعون ہو گئے اس عنایت کے جو کام توڑ ڈالنے کے سبب پس جس وقت انہوں نے دیکھا ابر کو یعنی ایک مادہ مجتمع آسمان میں تو اسے مینہہ برسنے والا سمجھے اور وہ عذاب تہا جس کی جلدی کرتے تھے وہ ابر ایک ہوا تیز و تند ہو گیا اور ثمود کے مقام رہنے کا پہاڑ تھے اور بیابان تو انکے حق میں بہت قریب وجہ عذاب کی زلزلہ اور صیحہ تہا پھر حضرت صالح علیہ السلام نے انکے ہلاک کی دعا کی اور جب اُن کی ہلاکت کا وقت ظاہر ہوا اور حاصل ہوئی ان کے نفس کو ہیئت ہلاک کی اور اللہ تعالیٰ کی نظر تھی اس ہیئت ہلاک پر تو انکو آ گھیرا ایک ایسی حالت نے جو درمیان موت اور سونے کے ہو جیسے اصحاب کہف کا حال ہوا اور عالم ملکوت میں ہر ایک شر ایک ایسی صورت حیوان کے ساتھ متمثل ہوتی ہے جو شر در حیوانات کی جبلت اور سرشت کے مناسب ہوا کرتی ہے اور اخیر شر در صورت انسان متمثل ہوتی پھر قریب ہوتی ہے ہلاک عام پس ظاہر ہوئے اُن کے شر حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے ایک اونٹنی کی شکل پھر جب انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا تو شر گیا اور طوفان آیا اور اسی طرح جب دجال قتل کیا جائیگا تو شر چلا جائے گا اور قیامت آ جاویگی اور طوفان تو ایک قوم کا ہلاک کرنا ہے اور قیامت سب کا ہلاک کرنا

تاویل الاحادیث حضرت ابراہیم علیہ السلام

ان کا حال ان کے قصہ میں یہ ہے کہ یہ فطرت کی جانب نہایت ہی نکلے ہوئے تھے اور اس سبب سے کہ افراد انسان اپنے ظہور اخلاق میں مختلف ہیں بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن میں ضعیف سی شجاعت ہوتی ہے جو بہت بڑی ریاضت سے کچھ تھوڑی ہی سی ظاہر ہوتی ہے - اور بعضوں کو ا...

فيه متوسطة لا تظهر الا بداعية اليها و لا تقوى
الا بممارسة افعال واقوال مناسبة لها والوقوع
في مظان تلك الاحوال ومنهم من يكون فيه قوة
فاذا حبس نفسه عن مقتضيات الشجاعة
كالاقدام في المهالك وكالغيرة في مظانها لم
نحبس لا يجهد وكان الحبس شديدا عليها ومع
ذلك لا يخلو عن فلتات الشجاعة واذا اوقعها
في مظانها او دعى اليها داعي سمع كان كالكبريت
يتصل به النار فلا يتراخى احراقه ومنهم من يكون
فيه في غاية الشدة بحيث لا يمكن له حبس نفسه
عن تلك المقتضيات بل يكون كالمندفع بالضرورة
اليها وان دعى الى مخالفها داعي سمع لم يسمع قوله
ولم يخطر في قلبه فذا حديث يناسب الجبان و
هذا الاخير هو الامام في الشجاعة لا يحتاج الى
امام بل يجب على الناس الذين هم ادنى درجة
منه ان يتمسكوا بسنته ويعضوا بنواجذهم على
رسومه ويتذكروا وقائعه حتى يكون لهم دستور
في الشجاعة فان لم يقتدوا به اخطأوا سبيل
الشجاعة وانتقصت فيهم على حسب استعداداتهم
والمتمسكون على طبقات كثيرة منهم السابق
الذي يقع قوله التام في قلبه بموقع ويكون
اوعى له من راويه ومنهم المقتصد ومنهم الظالم
لنفسه وبالجملة فالناس مختلفون في الفطرة
كاختلافهم في الشجاعة فمنهم من هو الامام في
الفطرة وهو المندفع بالضرورة الى افعال العبادة

کم ہوتی ہے جو اسطرف مائل کرنے سے ظاہر ہوتی ہے اور بغیر
ممارست اور افعال و اقوال کی مناسبت کے اور ان احوال کے مواقع میں پڑنے
قوی نہیں ہوتی ہے اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ انمیں شجاعت قوی ہوتی ہے
ہے کہ اگر وہ اپنے نفس کو مقتضیات شجاعت سے روکنا
چاہیں تو روک سکتے ہیں جیسے ہلاکت کی جگہ میں گھس جانا اور غیرت کی جگہ میں غیرت کرنا
مگر بڑی کوشش سے اور روکنا اسپر نہایت سخت ہوتا ہے اور باوجود
اسکے وہ شجاعت کے خیالات سے خالی نہیں ہوتا اور جب موقع
پاتا ہے یا اسطرف بلایا جاتا ہے تو جیسے گندھک میں آگ پہنچتی ہے کہ جلانے میں
کچھ دیر ہی نہیں لگتی یہ بھی ایسا ہی ہو جاتا ہے اور بعضے ایسے ہوتے ہیں
کہ انمیں نہایت ہی شدت سے شجاعت ہوتی ہے کہ وہ کسیطرح نفس
کو مقتضیات شجاعت سے روک ہی نہیں سکتے بلکہ ضرورت کی وجہ
اسے دفع کرتی اور اگر اسکے برخلاف بلائی جاتی ہے تو کبھی نہیں سنتے
اور کبھی انکے دل میں نامردی کی بات گزرتی ہی نہیں تو ایسا شخص پیشوا ہے
شجاعت میں اسے کسی پیشوا کی حاجت نہیں بلکہ جو لوگ اس سے ادنی درجہ
کے ہیں انکو اسکا طریقہ اختیار کرنا واجب ہوتا ہے اور اسکے طریقے
پر چلنا بڑی ضروری امر ہے اور جو واقعے گزرے ہیں انکو یاد رکھنا
لازم حتی کہ یہ شخص انکے لیے شجاعت میں مقتدا ہو جاتا ہے پس
جو اسکی پیروی نہ کرے وہ شجاعت کا راستہ بھولا اور اپنی اپنی
استعداد کے موافق ناقص ہوا اور جو اسکے پیرو اور اسکے طریقے کے اختیار
کرنیوالے ہیں انکے بہت گروہ ہیں ایک انمیں سے سابق ہے اور سابق وہ ہے
کہ اس پیشوا کا قول اسکے دل میں بیٹھ جاتا ہے اور وہ اس قول کا اسکے روایت
کرنیوالے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے اور ایک قسم مقتصد ہے یعنی درمیانی
اور ایک قسم ظالم النفس ہے کہ اپنی جان پر ظلم کیا غرض جیسے شجاعت
میں افراد انسان مختلف ہیں اسیطرح فطرت میں بھی مختلف ہیں بعضا ایسا
شخص ہے کہ وہ فطرت کا امام اور پیشوا ہے وہ افعال عبادت کیطرح

ليس له سهم في الطبيعة ولا اسرار فيه من
مقتضى جبلته منافية له لفرط ذكائها والعباد
والقسط لاحوالها من غير تقليد ولا رواية عن
احد كابراهيم عليه السلام فانه الاتم في هذا الشان
لم يخرج احد الى هذا الخلق مثل خروجه لا قبله و
لا بعده وكان بحسب هذا الخلق يترشح عليه علوم
الالهية والانقياد قلبه له فيسر له التوجه الى الرحمن فتمثل
في ضمن اللحوق بالملأ الاعلى انعكاس انوارهم
فلذلك جعل اماما وامر الانبياء عليهم السلام باتباع
ملته ومنهم من يكون قوي الفطرة خارجا على
الاجمال بحيث لو لم يجعل اماما لم يقطع المخالفة او
لكن كان في قلبه اضطراب ولو جعل فقر قوي له
من قلبه وفهم وعرف تاويله واندفع الى ضبط
قوانينه وشرح مجمله واشاعة مذهبه كسائر
الانبياء عليهم السلام اتبعوا ملة ابراهيم عليه
السلام وشرحوها ودعوا اليها الناس ومنهم
من لا يهتدي لو لم يجد اماما فاذا وجد انتفع كل
الانتفاع كسابق الامم ومنهم من لا يخرج الا بعلوة
جبلته الى الفطرة فينتفع نوع انتفاع ومنهم المنكر
الشديد المباين ختم على قلبه وعلى سمعه وجعل
من بين يديه ومن خلفه سدا فلما بلغ ابراهيم
عليه السلام اشده اتاه الله الحكمة وانفسحت
عليه جبلته فلما رأى الكوكب والقمر والشمس
افلات تذكر منها تذكرا عظيما ان ربه الله الذي
فطره هو الذي يربيه ويهديه وتجرد عن احكام الاجسام

کہ کسی قسم کی طاقت ہے طبیعت کی نہ کسی [illegible] انکی
کہ اپنی بات رکھے نہ اس کو کسی کی تقلید ہے نہ روایت ہے جیسے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ وہ اس مرتبہ میں بہت بڑے ہیں کوئی
اس خلق میں اول درجہ کا کوئی ایسے نہ پہلے ہوا اور نہ ان کے
بعد ہوا اور اسی خلق کے موافق انپر علوم الٰہیہ ٹپکتے تھے اور اس
سبب سے کہ انکا قلب مطیع تھا فطرت کا انکو میسر ہوا رحمن
کی طرف توجہ ضمن میں ملاء اعلیٰ سے ملنے کے ساتھ اور ملاء اعلیٰ
کے نور منعکس ہونے سے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انکو
امام کیا اور انبیا علیہم السلام کو انکے دین کی پیروی کرنیکا حکم فرمایا
اور بعضے ان میں قوی فطرت ہیں اور مجملاً فطرت کیطرف نکلے
ہوتے ہیں اس حیثیت سے کہ اگر امام نہ پائیں تو مخالف فطرت کے
تو نہوں لیکن انکے دلمیں اضطراب ہو اور جو پائیں تو اسکا قول
انکے دلمیں جم جاوے اور اسکی تاویل کو پہچان لیں اور اسکے قوانین
کو ضبط کریں اور اسکے اجمال کی شرح کریں اور اسکے مذہب کو پھیلاویں
جیسے اور انبیا علیہم السلام نے اتباع کیا ملت ابراہیم علیہ السلام کا
اور شرح کیا اسکو اور لوگونکو اسکی طرف بلایا اور بعضے وہ لوگ ہیں
کہ وہ ہدایت نپائیں اگر امام نپائیں اور جسوقت پائیں تو خوب نفع
اٹھائیں جیسے پہلی امتیں اور بعضے ایسے ہیں کہ فطرت کیطرف خارج
نہوں مگر بمشکل اور محنت سے اور تھوڑا نفع اٹھاویں اور بعضے ان میں ایسے
لوگ ہیں جو بڑے سخت منکر ہیں جنکے دلوںپر اللہ کی مہر ہے اور انکے
کانوں پر اور آگے سے اور پیچھے سے انکے دیوار کھنچی ہوئی ہے پس
جسوقت حضرت ابراہیم جوانی کو پہنچے اللہ نے انکو حکمت عطا کی
اور انکی جبلت انپر منشرح ہوئی جب ستارہ اور چاند اور سورج کو دیکھا
کہ غروب ہوجاتے ہیں تو انکو خوب سمجھے جیسے سمجھنے کا حق تھا کہ انکا رب
ہے جسنے انکو پیدا کیا اور پرورش کی اور جسنے ہدایت کی وہ بری ہوئے احکام اجسام

متعال عن الناسوت فاعتبراه حال عظیم
و تجلی علیہ الحق و کان ذا غیرۃ شدیدۃ علی ما
یعبد من دون اللہ فکسر الاصنام فالقی فی
النار و کان عبدا مرضیا یرید اللہ بقائہ فی الخلق
فافاض اللہ علی مادۃ النار ہیئۃ باردۃ دفعۃ
واحدۃ فی ضمن ریح ہبت علیہا من الطبقۃ
الزمہریریۃ حملت برودۃ شدیدۃ فغیرت النار
فحصل من تصادمہما ہواء طیب ثم انہ ضاق
صدرہ مجالسۃ الفجار المجادلین فی دین اللہ فہاجر
الی ربہ یعنی الی ارض یمکن لہ فیہا عبادۃ ربہ
فاعترضہ جبار عنید یرید ان یظلمہ علی امرأتہ
فدعی اللہ تعالی بجہد ہمتہ فاوحی اللہ الی الملائکۃ
ان یدخلوا فی جسد الجبار من قبل البخار المنبث
فی البدن فتشنجت یدہ فلما رای ذلک ترک المرأۃ
و اخدمہا ہاجر ثم ان ابراہیم علیہ السلام و
مرأتہ کبر سنہما و لم یرزقا ولدا فرحمہ اللہ و رزقہ
ولدین من محض عنایۃ اللہ بابراہیم علیہ السلام
من حیث انہ عبد محبوب فالتوی فیہما جذب
النبوۃ و کان الناس محتاجین الی خلفاء امام الفطرۃ
و اقرب الناس الی الافاضۃ من التوی فی جبلتہ سر
الجذب فلہذا جعل فی ذریتہما النبوۃ و الکتاب
و جعلت الدعوۃ الی التوحید کلمۃ باقیۃ فی
عقبہما اما احدہما فکان مراد الحق فیہ ان یجعلہ
سادن حرمہ و ان یتدلی علی یدہ الی الخلق و
یذلون شعائر یتقربون بہ الی اللہ و یجعل لہ ذریۃ

اور بلند ہے ناسوت سے تو انپر ایک عظیم حال وارد ہوا اور
انپر حق روشن ہوگیا اور وہ بڑے صاحب غیرت تھے سوا خدا تعالی
اور کسی کی عبادت کیجائے آپکو نہیں بڑی غیرت تھی پس انہوں نے
بتوں کو توڑ ڈالا اور اسوجہ سے آگ میں ڈالے گئے اور چونکہ آپ اللہ
کے برگزیدہ بندے تھے اللہ آپکی بقا چاہتا تھا کہ خلقت میں رہیں اللہ تعالی
نے یکبارگی آگ کے مادہ پر ٹھنڈی کرنیوالی ہیئت ڈالدی کہ طبقہ
زمہریریہ سے ایک ایسی ہوا آئی کہ اس نے سخت ٹھنڈ کو اٹھا کر آگ کو متغیر
کر دیا اور اس آگ اور ہوا کے ملنے سے ایک بہت اچھی ہوا پیدا ہوگئی
بعد اسکے آپ ایسے لوگوں کی ہمنشینی سے جو فاجر تھے اور اللہ کے دین میں
مجادلہ کرتے تھے تنگ آگئے تو آپنے اپنے رب کیطرف ہجرت کی
یعنی ایسی سرزمین میں گئے جہاں اللہ کی آرام سے عبادت کر سکیں
راہ میں ایک جبار سرکش متعرض ہوا جو انکی بی بی پر ظلم کرنا چاہتا تھا آپ نے
بہت کوشش و ہمت سے اللہ کی جناب میں دعا کی اللہ نے وحی کی ملائکہ کو
کہ اس جبار کے جسم میں داخل ہوا سطرح جیسے بخار سے ہوا بدن میں پھیلتی ہے
اس جبار کے ہاتھ کو تشنج ہوگیا جب اس جبار نے اپنا یہ حال دیکھا انکی بی بی
کو چھوڑ دیا اور حضرت ہاجرہ کو انکی خدمت کیواسطے دیا پھر حضرت ابراہیم اور انکی
بی بی بوڑھی ہوگئیں اور اولاد نہوئی تھی اللہ نے انپر رحمت کی اور
دو فرزند عنایت کئے اپنی محض رحمت سے کیونکہ وہ اللہ کے محبوب
تھے تو ملتوی رہا ان دونوں میں جذب الہی اور لوگ محتاج امام فطرت
کے خلفا اور امامت میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنکی جبلت میں سر
جذب الہی ملتوی ہوا ہو تو اللہ نے انکی ذریت میں نبوت عطا کی
اور کتاب دی اور توحید کی ہدایت انکے پیچھے کلمہ باقیہ رکھا سو ان دونوں
فرزندوں میں ایک سے اللہ کا یہ ارادہ تھا کہ اس کو اپنے حرم کا
خادم کرے اور اسکے وسیلہ سے خلقت پر برکت نازل کرے اور
مراتب سے خلقت اللہ تعالی کے مقرب ہو اور اسکی ذریت میں ایک

فيها انه مسلمة فكان اقرب الوجوه الى وجود ذلك
ان تهب سارة هاجر لابراهيم عليه السلام
فأولدها اسمعيل عليه السلام وكان اقرب
الوجوه وصوله الى ارض الحرام ان هاجت
غيرة سارة فاخرجت من بيتها هاجر وابنها
فاسكنهما في ارض قفر فانبع الله هنالك عينا
والهم في قلوب اقوام ان يسكنوه فانتظم
بذلك امر الحرم ثم الهم في قلب ابراهيم
عليه السلام ان يبني بيت الله ويبوأه
مكان البيت بان انشأ في قلبه
فراسة ثم بارك فيها وعلمه
المناسك وكيفية عبادته بالبيت
بان بادله في خلق ديانته فانعقد
في صلاة وحيا موجبا وقراه في
مرآة نفسه فنظم الله امر اسمعيل عليه
السلام وجعله سادن بيته واظماء اكباد
الناس الى الحج واوحى اليه فعل الخيرات
امر بالمعروف لقومه واما الآخر
فبشر الله به ابراهيم عليه السلام بواسطة
الملائكة واهاج بسببهم في سارة شبابها
واعاد اليها حيضها فولدت اسحاق عليه السلام
والحاصل ان ابراهيم عليه السلام لما تجرد الى الله بفطرته
وجبلته عد من الملائكة المقربين وانفتح له من كوة
الانسان الالهي بواسطة الملأ الاعلى لسان الامداد والآثار
فلذلك استمر تابعا للنواميس الغيبية والشرائع وكان

ایسی امت کرے جسکی شان میں ہے انہ مسلمۃ تو اس کے وجود
ہونیکی بہت قریب وجہ یہی کہ بی بی سارہ ہبہ کر دے اپنی خادمہ
ہاجرا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور اُن سے پیدا ہوئے حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کے حرم تک پہونچنے کی بہت قریب
وجہ یہ تھی کہ بی بی سارہ کو رشک آیا اور انہوں نے بی بی ہاجرہ کو
اور اُنکے فرزند کو اپنے گھر سے نکال دیا اور حضرت ابراہیم نے انہیں
ایک جنگل میں بسایا جہاں پانی ہونیکی گنجائش نہ تھی اور وہاں اللہ تعالیٰ
نے ایک چشمہ پانی کا نکالا اور لوگوں کے دلوں میں وہاں سکونت
اختیار کرنے کا الہام ڈالا گیا تو اس سے منتظم ہو گیا حرم شریف کا
امر پھر الہام ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ بیت اللہ بنائیں
اور جگہ بھی انکو وہاں اس طرح کہ اللہ نے اُنکے دل میں فراست پیدا
کی اور اسمیں برکت دی اور سکھائے انکو احکام حج کے اور کیفیت
اپنی عبادت کی اس گھر میں کہ ہمیشہ دی انکے خلق و دیانت میں
پھر منعقد کی ان کے سینہ میں ایک وحی موجب اور دکھایا انہوں نے
اُسے اپنے آئینہ نفس میں تو منتظم کر دیا اللہ نے کام حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام کا اور انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر یعنی بیت اللہ کا خادم
مقرر کیا اور لوگوں کے دلوں میں شوق ڈالدیا حج کا اور انکو وحی کی نیک
کاموں کی اور اپنی قوم کو امر معروف کرنے کی اور دوسرے فرزند کا یہ حال ہے
کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دی بواسطہ ملائکہ
کے اور اُنکے سبب سے بی بی سارہ کی جوانی نے جوش مارا اور پھر انکو
ایام آنے لگے تو حضرت اسحاق پیدا ہوئے اور جاننا چاہئے کہ حضرت
ابراہیم اپنے فطرت اور جبلت کے سبب سے تجرد کیا طرف جسم کے تو نکلا انکا
ملائکہ مقربین میں گیا گیا اور آواز دی گئی انسان الہی کے روشندان سے
ملائکہ کیواسطے زبان ارادہ اور اختیار سے بواسطہ انہوں نے تجرد
اللہ محبوبیت اور شکر کو باطل کیا اور اللہ تعالیٰ نے انکی تعلیم سے

الله اراد بهذا التعليم تقريبا وهو ان الملل كانت اختلفت
وصار التحقيق في الحسية وكثر الشرك بالنجوم وكان
الحق الا مغمورا بالباطل هو الذي بالفطرة والانقياد
للسان الارادة وكانت الحكمة تقتضي اول هذه الامة
تنصلا من قوى الافلاك والعناصر بلا واسطة فنطق
ادريس عليه السلام بالعلوم المناسبة لها ثم
ازدحمت الملأ الاعلى في حظيرة القدس وكان
كل واحد منهم كالطلسم المودع فيه بعض قوى
الافلاك فكان الله تعالى اذا اراد شيئا بسط
قبض الملأ الاعلى فاتم مراده فلم يبق للافلاك
حكم صريح فجاء ابراهيم عليه السلام داحضا
للنجوم ناطقا بالتوحيد داعيا الى التجلي
القائم في حظيرة القدس واعلم
ان العلوم التي في الملأ الاعلى اقرب بالترشح
في النفوس المناسبة بالملائكة وان العناية
بهداية الناس واللعن عليهم وضرب النواميس
عليهم انما يكون في الملأ الاعلى فلذلك انما
نزل العلوم على الانبياء بواسطة الملأ الاعلى
وبلغتهم وعلى ما يليق بمداركهم واعلم ان الله
تعالى السنة شتى فلما اراد الله ان يعلمه التقرب
الى الله بذبح القربات كلمه بلسان لتكون
واقعة عظيمة مفسرة لاخلاصه لله تعالى وانقياده
له وليكون فداء الذبح بالكبش في ذلك اللسان
نعمة مشكورة وسبيل ذلك ان ادوار الحيوانات
متضمنة للعالم كل كالانسان الا ان الحيوان

ایک تقرب کا ارادہ کیا اور وہ یہ ہے کہ ملتیں مختلف ہوگئی
تہیں اور تحقیق ضائع ہوچلی تھی محسوسیت ہیں اور شرک بسبب
ہوگیا تھا نجوم کے سبب سے گویا کہ حق مغمور تھا الا اس باطل
کا وہی امر فطرت تھا اور تابعداری زبان ارادہ کی اور یہ حالت
اس دورہ کے اول میں صادر ہوئے تھے افلاک عناصر کی
قوتوں سے بلا واسطہ تو حضرت ادریس علیہ السلام ان علوم
ناطق ہوگئے جو اسوقت اُن کے مناسب تھے پھر ازدحام
کیا ملاء اعلیٰ نے حظیرہ قدس میں اور ہر ایک انہیں ایسا تھا
جیسے اس میں طلسم امانت رکھا ہوا ہے بعض قوتوں افلاک کا
اور اللہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو بسط و قبض کرتا ہے
ملاء اعلیٰ کو اس کی مراد پوری کردیتا ہے تو حکم صریح باقی نہ
رہا واسطے افلاک کے اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے آتے ہی
نجوم کو مٹادیا اور توحید سکھائی اور بلایا اس تجلی کیطرف جو
حظیرہ قدس میں قائم ہے اور جاننا چاہیئے کہ جو علوم ملاء اعلیٰ
میں ہیں وہ بہت قریب ہیں یہ وہ علوم ہیں جو ترشح ہوتے ہیں
اُن نفوس میں جو ملاء اعلیٰ سے نسبت رکھتے ہیں اور عنایت
لوگونکی ہدایت کی اور انپر لعنت کرنیکی اور احکام دین انپر مقرر
کرنیکی سب ملاء اعلیٰ میں ہیں تو اسیواسطے انبیاء پر جو علوم نازل
ہوئے ہیں وہ ملاء اعلیٰ کیواسطہ ہوتے ہیں اور انبیا کی زبان
میں اور جو اُنکے مدارک کے لائق ہوں اور جاننا چاہیئے کہ اللہ کی
بہت سی مختلف زبانیں ہیں پس جب اللہ نے چاہا حضرت ابراہیمؑ کو قربانی
کے ذبح کرنیسے تقرب الی اللہ کی تعلیم دے تو انسے دو زبانوں میں ساتھ
کلام کیا اسلئے کہ وہ ایک واقعہ عظیمہ ہوجاوے اور انسے انکا اخلاص
اور تابعداری ظاہر ہوجاوے اور اسواسطے کہ بیٹے کا قربان کرنا اس زبان میں
ایک بڑی قدر والی نعمت ہوجاوے اور اسکا بھید یہ ہے کہ ارواح حیوانات

اشار بها الى من الانسان انما تشرح عليه هذا ا
السر فتمثل في رؤياه انه ذبح ابنه المنام السابق في
الانسانية ومثل ذلك مثل ايجاب خمسين صلوة
على نبينا محمد صلى الله عليه وسلم ثم اوجب خمس صلوة ثم
اعلم ان الله لا يبدل القول لدي ثم هي في الحقيقة وهي
خمسون باعتبار كل خمسة بعشر امثالها خمسون
لسان تجوز تكلم الله به ليتم النعمة ويبتلي الانقياد
فكذلك كلم الله ابراهيم عليه السلام بلسانين احدهما
لسان تجوز ان اذبح ابنك كبشا سابغا يكون اكرم
على صاحبه كرامة الولد على والده فلما انقاد هذا اللسان
حصلت له واقعة عظيمة شارحة لعبادته وكتب في
صحيفته انه ذبح ولده لله ثم فداه الله بذبح عظيم اتماما
للنعمة وتكميلا للرحمة عليهما وثانيهما لسان حقيقة فقال
قد صدقت الرؤيا يعني اتيت بتعبير الرؤيا وما اراده
انما هو ذبح كبش لا غير وكان ابراهيم عليه السلام تلقى
من الانسان الالهي علم الارتفاقات وعلم البر والاثم
فلذلك سن الضيافة وحق ابن السبيل وخصال
الفطرة والتقرب بالذبح وشرع اركان الاسلام ونهاهم
عن الشرك بالتوجه وكان من شيعته لوط عليه
السلام من ناوبه عليه وما بعد منه فوقوم من قومه
بموقعهم عليه وكانت سنة مرضية وكان هذا الكلام
اقواما قلبت عليهم الحيوة [illegible] في الارض
والتلذذ بالبها ثم في استيفاء اللذات [illegible]
فغضب الله عليهم وكان من حكمة الله ان يبلغ [illegible]
قبل ان يصيبهم جزاء ما كسبوا نادى الى ابراهيم عليه السلام

انسانیت کی صورت [illegible] اجمال [illegible] کھل گیا راز اور [illegible] ہوا
حضرت ابراہیم کے خواب میں کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو ذبح کیا
وہ صورت کمال اور اتمام تھا انسانیت میں اور یہ بالکل ایسی ہے جیسا
کہ جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں
پھر پانچ نمازیں فرض رہیں اور خدا نے آپکو معلوم کرا دیا کہ اس کا
قول بدلتا نہیں ہے وہ پانچ ہیں حقیقت میں اور پچاس ہیں
اس اعتبار سے کہ ایک ایک کا بدلہ دس دس ہیں تو پچاس ہیں [illegible]
[illegible] ہیں جسکے ساتھ خدا نے کلام کیا تاکہ تمام کرے نعمت اپنی اور
دیکھے فرمانبرداری اسی طور کلام کیا اللہ نے حضرت ابراہیم سے
دو زبانوں میں ایک زبان تجوز ہے وہ یہ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر یعنی
ایک بہت اچھا دنبہ جو اپنے مالک کو ویسا ہی چاہتا ہو جیسے اپنے
بیٹا پیارا ہوتا ہے جب وہ فرمانبردار اس زبان کے ہوئے تو حاصل
ہوا واسطے انکے ایک واقعہ عظیم کہ وہ شرح کرنیوالا انکی عبادت
کا اور لکھا گیا انکے صحیفہ میں کہ انہوں نے اللہ کیواسطے اپنے بیٹے کو ذبح
کیا پھر اللہ نے اسکا فدیہ ذبح عظیم [illegible] واسطے
اپنی نعمت کے پورا کرنیکو اور کامل کرنیکے ان دونوں پر رحمت کے اور دوسری زبان
حقیقت کی تھی تو فرمایا اللہ نے قد صدقت الرؤیا یعنی تم نے تعبیر خواب پوری کی اور
اللہ کی مراد یہی دنبہ ذبح کرنا تھا سوا اسکے اور کچھ نہ اور حضرت ابراہیم نے
انسان الہی سے علم ارتفاقات سیکھا تھا اور نیکی اور گناہ کو جان لیا تھا تو سکھلائے
انہوں نے طریقے مہمانی کا اور مسافر کا حق اور فطرت کی خصلتیں اور
قربانی سے اللہ کا تقرب ڈھونڈنا اور اسلام کے ارکان جاری کیے اور شرک سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ان يقوم بالانذار ولو برجل من شيعته فارسل
لوط عليه السلام فوعظهم وذكرهم وانذرهم
فلم ينفع فيهم شيئا فانتظرت الحكمة اسبابا
سماوية وارضية تعد بفيضان واقعة جوية
يهلكون بها فلما جاء امر الله تمثلت الملائكة
وجاؤا الى ابراهيم عليه السلام لانه هو الاصل
في الانذار وهو الذي وضع في يده نواصيهم
في صورة اضياف فقرب اليهم ما يليق
بالاضياف فلما رأى ايديهم لا تصل اليه
نكرهم واوجس منهم خيفة وعلم انهم ملائكة
فزالت الوحشة من ظاهر ابراهيم عليه السلام
واهل بيته وجاءهم الفرح وانصبغت نفسهم بصبغ
الملكوت فلذلك كان من دعائهم
رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت و
الملائكة من روح الله تعالى والروح لا تمر
على كل شيء الا اداليه حياته وشبابه فلما دعوا
بالبركة وهو ابتهاجهم ان يصير حال سارة
كانت الرحمة تنتظر في استجابة دعاء
ابراهيم عليه السلام مثل هذه الحالة تبدت في
نفس سارة فرح وتعجب اصابها ظاهرا و
باطنا من قبل البشارة حين تخيلت وجود
الولد فانتشرت روحها في جسدها بها
في هذا الانتشار كان المريض اذا لقي ما
يشفاء الفرح بغتة وكان حكايات
الاخبار من اهل الباه تقوي بها تلك القوة

انکے انذار پر قیام کرین اگرچہ اپنے گروہ مین سے ایک ہی شخص
کے ساتھ تو انہون نے حضرت لوط علیہ السلام کو بھیجا انہون نے
وعظ کہا اور نصیحت کی اور سمجھایا اور ڈرایا سو انکے وعظ و نصیحت
کچھ مفید نہ پڑی پس منتظر رہی حکمت الہی اسباب سماوی اور
ارضی کے جو مہیا ہون واسطے اترنے ایک واقعہ جویہ کے جس سے وہ
ہلاک کئے جائین پھر اللہ کا حکم آیا تو متمثل ہوئے ملائکہ اور آئے حضرت
ابراہیم کے پاس اسلئے کہ اصل تو وہی تھے ڈرانیوالے اور وہی
تھے جن کے ہاتھ مین انکی پیشانیان رکھی گئی تھین مہمانون
کی صورت بنکر حضرت ابراہیم نے انکے پیش کیا جو مہمانون کے
لائق ہوتا ہے جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ وہ اُس مین ہاتھ
نہین ڈالتے تو انہین انجان جان کر متوحش ہوئے حتی کہ جب واضح ہو گیا
کہ ملائکہ ہین تو وحشت ظاہری انکے اور انکے گھر والون کی جاتی رہی
اور خوشی حاصل ہو گئی اور انکے نفس رنگ ملکوت مین رنگے گئے
تو اسواسطے ان ملائکہ نے دعا دی رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت
اور چونکہ ملائکہ اللہ کی روح ہوتے ہین اور روح جس پر گذرتی ہے
اسکی زندگی ہو جاتی ہے اور جوانی عود کر آتی ہے تو جب ان ملائکہ
نے دعا دی برکت کی اور ارادہ کیا اپنی کوشش ہمت سے کہ
بی بی سارہ کا حال اچھا ہو جاوے اور رحمت منتظر تھی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کرنیکو ایسی حالت مین تو وہ جدا
ہو گئین اس خوشی مین اور تعجب مین کہ انکے ظاہر و باطن مین پیدا
ہوا اور بشارت کی وجہ سے جب فرزند کا خیال کیا تو انکے
جسم مین روح پھیل گئی اور اُس پھیلنے مین برکت ہوئی
جیسے کہ کوئی بیمار پیشتر کا لاغر اوقات بڑا اچھا خوشی سے
اچھا ہو جاتا ہے اور جیسے قوی اہل باہ کی حکایتین قوی
کر دیتے ہین اُس قوت کو جس کے مناسب ہوئی ہین

ثم سألهم ابراهيم عليه السلام عن خطبهم
فاخبروه ثم ذهبوا الى قرية لوط عليه السلام
ونزلوا عليه فجاءه قومه يهرعون اليه يريدون الفساد
فاعمى الله ابصارهم في ضمن دورة دعها حصلت
لهم في معاركة لوط عليه السلام ثم طوى لهم
الارض بان بورك في مشيتهم ولم يلتفتوا
الى ما خلفهم لئلا يستكثروا المسير فتتشتت عزيمتهم
التي هي كالشبح للروح الالهي ثم نزل العذاب بذلك
برجفة شديدة من الارض وانعقاد مادة المطر
الباسر والبرد حجارة من سجيل واعلم ان جميع
التعذيبات التي تجيء من قبل كائنات الجو لا يكون
الا في اتصالات موحشة من الكواكب ولا يكون
الا بعد احتباس المطر في السماء واجتماع مواد
كثيرة فيها مدة طويلة واحتباس مواد كثيرة في
الارض فينضم مع ذلك غضب الملأ الاعلى
ولعنتهم فيبسط الله تعالى تلك الاسباب فيجعل
تلك المواد تارة زلازل وصيحة وتارة خسفا
وحجارة من سجيل تارة صرصرا وتارة صاعقة
ونارا مستطيرة وكان الله تعالى قدر على

يوسف عليه السلام

بلاءً ومصيبة وهجرا من والده فاتوا له اسباب
عادية على ذلك فاصابته واقعة عظيمة من
قبل حسد اخوته وايقاعه في الجب ثم بيعه
ووصوله الى مصر وسجنه الى ان انقضى وقت
البلاء فرحمه الله وفتح عليه نعما جليلة ثم

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ کیا کام ہے تو
انہوں نے بیان کیا اور گئے اس قریہ میں جہاں حضرت لوط علیہ السلام
تھے اور انہیں کے وہاں جا کر اترے انکی قوم کے لوگ آئے دوڑتے ہوئے اور ارادہ کیا
فساد کا پس اللہ تعالیٰ نے انکو اندھا کر دیا انکی جلدی اور دوڑ میں جو حضرت
لوط علیہ السلام کے معرکہ میں حاصل ہو گئے تھے پھر انکے واسطے طے زمین
ہو گئی کہ انکے چلنے میں برکت دی گئی اور حکم کئے گئے کہ پیچھا پھیر کے
نہ دیکھیں تا کہ بہت نہ جانیں تھوڑے کو پھر پراگندہ و پریشان ہو گئے
انکے ارادے کہ مانند قالب کے تھے روح الٰہی کے پھر نازل ہوا
عذاب اور وہ ایک زلزلہ سخت تھا زمین سے اور مینہ اور ہوا و
سردی کے منعقد ہونے سبب سے جو فضا میں لپٹے پتھر کنکر کی آگ ہو گیا
گئے اور جاننا چاہیے کہ تمام عذاب جو آتے ہیں کائنات جو کی
طرف سے وہ جبھی آتے ہیں جب کواکب کا اتصال وحشت ناک ہوتا ہے
اور جبھی آتے ہیں جب مینہ بند ہوتا ہے آسمان سے اور ایک مدت
تک بہت مادے آسمان میں اور بہت مادے زمین میں جمع
ہوتے ہیں اور انکے ساتھ ملا اعلیٰ کا غضب مل جاتا ہے اور وہ
لعنت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بسط کرتا ہے ان اسباب کا اور کر دیتا
ہے ان مادوں کو کبھی زلزلے اور سخت آواز اور کبھی زمین میں
دھنس جانا اور کبھی پتھر سنگ گل کے اور کبھی ہوا کا طوفان اور کبھی
بجلی اور آگ۔

تاویل احادیث حضرت یوسف علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے انکی تقدیر میں مصیبت و بلا
اور والد سے جدائی لکھی تھی اسلئے کہ اسباب عادی اسکے
موافق تھے سو انپر واقعہ عظیم گذرا بھائیوں کے حسد کے سبب کنوئیں
میں ڈالے گئے پھر فروخت ہوئے اور زلیخا پاس پہنچے اور قید
میں رہے جب وہ زمانہ بلا و مصیبت کا گذر گیا تو اللہ تعالیٰ
نے انپر رحمت کی اور انپر نعمتوں کے دروازے کھولے

و باطنه و لأن له في حادثته تلك عنايات من
ربه فمنها انه كان يوسف عليه السلام ذكيا
فظهر له في رؤياه ما ينعم الله عليه في آخر امره
من جعله مطاعا في خلق الله يعظمه ابواه و
اخوته تعظيما شديدا فعبرها يعقوب عليه
السلام وعلم ما هو مراد الله وعلم من تنبهه
بالسر المراد على وجه منتظم انه مستعد لعلم
تأويل الاحاديث فان الرؤيا والحوادث لها
تأويل يعرفه صاحب التنبه المنتظم و اعني
بالتنبه المنتظم ان يكون تصوير الخيال للمعنى
المراد بصورته المناسبة الطبيعية على ما
يقتضيه الطبيعة الكلية اذا افاضت حقيقة
اجمالية في الناسوت ومنها ان اخوته لما حسدوه
عليه وتشاوروا في قتله اجرى على لسان رجل
منهم ان لا تقتلوا يوسف والقوه في غيابة
الجب ثم جعل سائرهم مطيعين لقوله فجعل
قتله الفناء في الجب سهل عليه القضاء ومنها انه
لما القوه في الجب اوحى الله اليه لينبئنهم بامرهم من
انقيادهم له واعترافهم بفضله وخطائهم في
حقه حيث قالوا لقد آثرك الله علينا ليثبت
قلبه ويؤنسه في وحشته ومنها انه كان
المقتضى الطبيعي لهذه الحادثة ان يهلك يوسف
عليه السلام لكن الله تعالى قضاها فانجاه
هلاكا حقيقة ولكن هلاكا في الظاهر وفي
[illegible] والظاهر [illegible]

اور باطن میں اور اس حادثہ میں اُنپر اللہ تعالیٰ کی بہت عنایتیں
تہیں اُنمیں ایک یہ ہے کہ یوسف ذکی تھے انکو خواب دکہا دیا جو
اُنپر آخر الامر میں اللہ تعالیٰ کا انعام ہونا تہا کہ خلقت انکی تابعدار
ہو اور والدین اور بہائی انکی نہایت تعظیم بجا لائیں اور اسکی تعبیر
حضرت یعقوب علیہ السلام نے دی اور جان لیا جو اللہ
تعالیٰ کی مراد ہے اور جان لیا آگاہی اسرار سے ایک وجہ
منتظم سے کہ وہ مستعد ہیں تعبیر خواب کے کیونکہ خواب اور حوادث
کے واسطے تعبیر ہے کہ اسکو صاحب آگاہی منتظم جان لیتا
ہے اور آگاہی منتظم سے مراد میری یہ ہے کہ وہ ایک تصویر
خیال کی واسطے معنی مراد کے بیچ صورت مناسب طبیعت کے
اوپر اقتضائے طبیعت کلیہ کے جب فائض ہو حقیقت اجمالی
ناسوت میں اور ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ جب اُنکے بہائیوں
نے حسد کیا اور اُنکے مار ڈالنے کا مشورہ کیا تو اللہ تعالیٰ
نے ایک کی زبان سے نکلوا دیا لَا تَقْتُلُوا یُوسُفَ وَاَلْقُوْہُ
فِیْ غَیَابَۃِ الْجُبِّ یعنے اُنکو قتل نہ کرو کنوئیں میں ڈالدو تو
سب کو اسکا مطیع کر دیا اور اُسکے کہنے سے قتل نہ کیا تو
اُنکے قتل کو کوئیں میں ڈالنے سے بدل دیا اور وہ قضا آسان
کر دی اور ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ جب اُنکو کوئیں میں ڈالا
تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی اُنکی اور اُن کے بہائیوں کے حال کی
کہ وہ سب تابعدار ہونگے اور اقرار کرینگے اُنکے فضل کا اور اپنی
خطا کا چنانچہ کہا لقد آثرک اللہ علینا تاکہ اُنکی تسلی ہو جاوے اور وحشت
دفع ہو جاوے اور ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ مقتضا
طبعی اس حادثہ کا یہ تہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہلاک
ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے حقیقت میں اُنکو ہلاک نہ کیا ظاہر میں
ہلاک کیا [illegible] اور گمان میں ہلاک کیا اور حضرت یعقوب

السلام ومنها انه ادس لهم اقرب باب الى قتل
يوسف عليه السلام فالقى في قلوبهم
ان يميلوا الى تلك الجهة وان يسعوا ويجروه
الى الجب يظنون ان هذا اتلاف يعرض على يوسف
عليه السلام من ذلك الوجه ويرغب فيه من
حافظ عليه ظنا منه انه بضاعة والحق انه مراد
طول صحبته وبلوغه الى كماله ومنها انه لما اشتراه
العزيز القى الله في قلبه ان يوصي به امرأته
خيرا وفي قلبها ان تستوصي خيرا عسى ان ينفعنا او نتخذه
ولدا والحق انه مراد الحق فيه ان يبوأه في الارض
ويسبغ عليه نعمته قبل النعمة الكبرى ومنها انه
اظهر الله عليه العلم والحكمة والعلم من غير تعليم
واوضح عليه الملة الحنيفية وان كان في قوم
كفار ورهطه فاسد ومنها انها عشقته المرأة
وراودته عن نفسه وهو شاب قوي المزاج
فهمت به وهم بها اظهر الله برهانا عظيما
فهاج من قلبه داعي عصمته فابان ذلك منه
وان قوية فمثل له في خياله الوجه الذي كان يعتقد
فيه انه من شعائر الله وانه داعي الحق
في الصورة زاجرا عن فعله ومنها انه لما اتهموا يوسف
عليه السلام وبطل لسان الصدق
الذي كان له في الناس انطق
الله صبيا بكلمة يظهر بها براءته ومنها
ان امرأة العزيز لما ذيعت واظهرته
على النسوة لتدفع عنها طعنهن عشقته وسعين

علیہ السلام کے ہلاک کرنیکا قریب تر سبب تھا اور ایک انمیں سے یہ ہے کہ انکی سمجھ
میں یہ بات آئی کہ انکو لیجائیں اور اندھے کنوئیں میں ڈالدیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ
پانی پینے کو جو لوگ آئیں گے ان میں سے کوئی اس کنوئیں سے پانی نکالے اور وہ انکو
نکال لے جو کہ یوسف علیہ السلام کے حق میں مفید تھا اور اسی قسم کی انکی اور بہت
سی ایک صورت پیدا ہوگئی اور حق یہ ہے کہ انکی طول صحبت اور ترقی
اور انکا کمال کو پہنچنا منظور تھا اور ایک انمیں سے یہ ہے کہ جب انکو
عزیز مصر نے خرید لیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں یہ ڈالا کہ
اپنی بی بی زلیخا کو تاکید کرے کہ انکو اچھی طرح رکھو اور زلیخا کے دل میں ڈالا کہ
شاید وہ انکو اپنا بیٹا بناوے اور حق یہ ہے کہ مراد حق کی یہ تھی کہ
وہ زمین میں جگہ پائیں اور ان پر اللہ تعالیٰ اپنی اور نعمتیں پوری کرے پہلے بڑی
نعمت سے اور ایک انمیں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انپر علم اور حکمت ظاہر
کی اور علم بے تعلیم اور انپر ملت حنیفیہ روشن کردی اگرچہ وہ
کافروں میں بود و باش رکھتے تھے اور وہاں بڑے فاسق لوگ تھے اور ایک ان
میں سے یہ ہے کہ جب زلیخا عاشق ہوئیں اور انکو ورغلانا اور
یہ جوان قوی مزاج تھے اور ارادہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک
بڑی دلیل ظاہر کی کہ انکے دل سے عصمت نے جوش
مارا اور محفوظ رکھا کہ انکو اپنے والد کی صورت نظر آئی
جنکو وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے شعائر سے ہیں
اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں زمین میں دکھائی دی کہ وہ
منع کرتے ہیں اس فعل سے اور ایک انمیں سے یہ ہے کہ جب
انپر تہمت لگائی اور لوگوں میں کوئی سچی بات کہنے والا
نہ ہوا تو ایک بچہ کو گویا کردیا اسی حکمت کیواسطے کہ
جس سے انکی براءت ہوگئی اور ایک انمیں سے یہ ہے کہ
کہ جب زلیخا نے انکو ظاہر کردیا عورتوں پر تاکہ اپنے پر
سے طعنہ دفع کرے اور وہ عورتیں عاشق ہوگئیں

اليه بأمر وحيه فكان هنالك بقاء عصمته كالمتمم
في الظاهر فخطر بباله ان يخلصه ولو بالسجن الذي
بادر به لسان زليخا تخوفا بها ليتم مرادها فاستجاب
الله دعاءه واظهر لهم ان يسجنوه وان دلت
الآيات على براءته ومنها ان الله بعث تقريبا
عجيبا لخلاصه وتمكينه في ارض مصر ان
ينطلق لسان العوام والخواص بمدحه وثنائه
فارى الفتيين رؤيا ووفق يوسف عليه
السلام لتعبيرها ففهم بها معنى المراد وامر الساقي
ان يذكره عند ربه ويبين فضله ومنها انه
لما احاط باهل مصر سنة عظيمة وكاد ان
يهلكهم الهم حيلة النجاة في قلب ملكهم رحمة
لهم ولم يتم الالهام ولا وجوه الحيلة الا بيوسف
عليه السلام ولا خلاص يوسف عليه
السلام الا بالالهام والاحتياج اليه فاحتاج
الملك والمدينة حاجة الى يوسف عليه
وليوسف عليه السلام حاجة اليه واليهم
ليقضي الله امرا كان مفعولا ولكن امات اكثر
الحوادث يجتمع فيها عنايات كثيرة في حق
اشخاص كثيرة ومنها ان وفق ليوسف عليه
السلام التلبث في سجنه حتى تظهر براءته
ويكون له لسان صدق في الناس قبل تحقق
رفعه الله فيكون لسان صدق مشوبا سببا
بالدنيا ولذلك اثنى عليه النبي صلى الله عليه
وسلم واعترف بفضله حيث قال لو لبثت في السجن

انہوں نے بہت ہی لیا یا تو اللہ تعالیٰ نے انکی عصمت کو
قائم رکھا پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی انسے نجات کی اگرچہ قید
ہو جیسی ہی ہو کہ زلیخا نے انہے ڈرانے کو کہا تھا کہ انکی مراد
برآوے، اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی دعا قبول کی اور ان
لوگوں کے جی خیال میں آیا کہ انکو قید کریں اگرچہ ان کی برأت
ہو گئی تھی اور ایک انمیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی رہائی
کیواسطے ایک بڑی عجیب تقریب کی اور انکی امیری مصر کیلئے
ذریعہ سبب کیا اور ایسا سامان کیا کہ سب خاص و عام انکی
تعریف کریں کہ دو شخصوں کو خواب دکھایا اور اسکی تعبیر کی حضرت
یوسفؑ کو توفیق دی اور انہوں نے اسکی مراد کو سمجھ لیا اور
انہوں نے ساقی سے کہا کہ اپنے مالک سے اسکا ذکر کرنا اور ایک
انمیں سے یہ ہے کہ جب اہل مصر میں ایسا قحط ہوا کہ وہ ہلاک
ہو جائیں تو انکے بادشاہ کے دلمیں انکی نجات کی تدبیر ڈالدی
انپر رحمت کرنیکے واسطے اور وہ تدبیریں نہ آئی مگر حضرت یوسفؑ کے
سبب سے اور حضرت یوسفؑ کی رہائی ممکن نہ تھی جبتک کہ
انکی طرف حاجت نہ پڑی سو بادشاہ اور شہر کو حاجت ہوئی انکی
اور حضرت یوسفؑ کو حاجت پڑی انکی طرف تاکہ جو اللہ تعالیٰ کا
امر کیا ہوا ہے وہ ظہور میں آجاوے اور اسیطرح اکثر حادثے ہو گئے
کہ انمیں اللہ تعالیٰ کی بہت عنایتیں جمع ہوئی ہیں بہت لوگوں کے
حق میں اور ایک انمیں سے یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کو توفیق
دی کہ وہ قیدخانہ سے نہ نکلیں جب تک انکی برأت نہ ہو لے
اور سب انکو سچا نہ جان لیں پہلے اس سے کہ انپر اللہ کے انعام ہوویں
کریں تاکہ سچا ثنا صادق ہو اور وہ دنیا سے ہو اور اسیلئے سیدنا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ثنا کی ہے اور انکی بزرگی کا اقرار کیا کہ
حدیث شریف میں ہے جیسا کہ فرمایا ہے اگر میں ٹھہرتا فی السجن

الحکایۃ ومنہا ان اللہ تعالیٰ جعل یوسف
علیہ السلام ملکا وطوع لہ قلب ریان وقلوب
الناس وجعل ذلک نعمۃ علی یوسف علیہ
السلام وعلی الناس جمیعا ومنہا ان الہام غربۃ
اخوۃ یوسف علیہ السلام ان یاتوہ لیتم
مواصلۃ المحزونین وکان یعقوب علیہ السلام
یعلم التوجیہ وعلم الاسباب جمیعا خاف العین
وامرہم بالحذر ومنہا انہ لما اراد ان یحبس
اخاہ عندہ لیستانس بہ من حیث لا یشعرون
کاد اللہ لہ کیدا فاجری علی لسان اخوتہ انہ من
وجد فی رحلہ فہو جزاءہ یظنون انہم یبالغون
فی اظہار براءتہم والحق انہم یسعون فی
مراد یوسف علیہ السلام من حیث لا
یشعرون ثم اوحی اللہ فی قلب یعقوب
علیہ السلام وحیا اجمالیا انہ واصل الیہ ثم
اتم علیہ نعمتہ ورد علیہ بصرہ فی ضمن بشارۃ
حوصلت الیہم وحقق رؤیا یوسف علیہ
السلام فہذہ ایادی ظہرت علی یوسف
علیہ السلام ینبغی للمؤمن ان یعلم ومنہا کیف
یظہر اللہ عنایتہ فی خلقہ اذا اراد بقاء نفس
فی ہلکۃ او باوضاع کمالہا فی الدنیا والآخرۃ و
اذا اراد بقاء قوم فکیف یلہم حیلۃ النجاۃ ثم یہیئ
لتلک الحیلۃ من ہو مستعد لہا فقد جمع ایادی اللہ
وکن عالما بتدبیرہ فی خلقہ وننشاؤ یوسف
علیہ السلام فی نعمۃ ویسر وکذا

اور راضی ہوگئے [illegible] بادشاہ انکا ہو گیا اور
مطیع کر دیا [illegible] اور لوگوں کے دل اور نعمت عطا کی اللہ
تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور سب آدمیوں کو اور ایک
انہیں میں سے یہ ہے کہ الہام کیا بھائیوں کو کہ انکے پاس جو کیا کہ حزن والے
[illegible] اور حضرت یعقوب علیہ السلام توجیہ جانتے تھے اور انکو
سب اسباب کا علم تھا اور نظر لگنے کا خوف تھا اور حکم کیا [illegible]
بچنے کی تدبیر بتائی اور [illegible] انہیں میں سے یہ ہے کہ حضرت
یوسف [illegible] نے چاہا کہ ٹھیرا لیں اپنے بھائی کو اپنے پاس
[illegible] اور [illegible] اسطرح کہ [illegible]
کو خبر نہ ہو اللہ تعالیٰ نے ایک تدبیر کی کہ ان کے
بھائیوں کے منہ سے نکلا کہ من وجد فی رحلہ فہو جزاؤہ
انہوں نے اپنی برأت کے واسطے کہا تھا ظاہر میں لیکن
وہ کوشش تھی حضرت یوسف ع کی آرزو بر آنے کی پھر
حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک وحی اجمالی کی کہ وہ بیٹے
ملیں گے اور پھر انپر رحمت پوری کی اور انکی
آنکھیں پھر بینا ہو گئیں اور اس خوشی میں جو انکو حاصل
ہوئی تھی اور خواب حضرت یوسف ع کا ظاہر ہوا تو یہ سب
احسان ہیں جو ظاہر ہوئے حضرت یوسف ع پر [illegible] چاہیے
کہ جانیں اللہ تعالیٰ کی عنایت اپنے بندوں پر [illegible] کرنا
چاہتا ہے کسی کو باقی رکھنا کسی ہلاکت کے [illegible] میں یا انکو
کسی کمال کو پہونچانا دنیا میں اور آخرت میں اور جب کسی
قوم کی بقا چاہتا ہے تو کیسا نجات کا رستہ انکے دل میں
ڈالدیتا ہے اور کس طرح انکا خادم کر دیتا ہے جو انکے لائق ہو
غور کر اللہ تعالیٰ کی [illegible] اور جان اسکی تدبیر خلقت میں [illegible]
الاحادیث [illegible] حضرت یوسف [illegible] بہت نعمت اور فرحت

ورفاہیۃ وعبادۃ ونظافۃ فبعث نبیاً الی قومہ
یأمرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر ویدعوہم
الی الملۃ الحنیفیۃ ویسد خلۃ الفقراء والمساکین
منہم ثم تواطئت الاسباب السماویۃ علی
مصیبۃ فی مالہ واہلہ وجسدہ فکان لہ یومئذ
عنایات من ربہ من افاضۃ خیر وطمانینۃ ومن
تصبیرہ لانہ تلک من صولۃ ما یشرح انقیادہ
للہ فکتبت فی صحیفۃ عملہ وشکر لہ باریہ علیہا
فلما جاء انقضاء البلاء تمم اللہ علیہ نعمہ وبرزت
الرحمۃ التی کانت کامنۃ وقیل ارکض برجلک ہذا
مغتسل بارد وشراب اما الرکض فعنایۃ من
اللہ بالاسباب الارضیۃ لئلا تصیر سنۃ معطلۃ
من کل وجہ فانبعث عیناً من خاصیتہا ازالۃ الجذام
کما ان عین الکبریت لہا خاصیۃ فی ازالۃ الجرب
فاستعملہ اغتسالاً وشرباً فنشف ظاہر بدنہ و
انحل مادۃ مرضہ وعاد الیہ والی امرأتہ شبابہما
فولدت لہ علی ما کان ہلک ومثلہ معہ وجعل لہ
لسان صدق فی اہل زمانہ ومن بعدہم و
بارک فی اموالہ کما کان بارک من قبل واکثر
وکان ذات یوم یغتسل فجاءتہ الجراد رحمۃ
من ربہ فلما وقعت فی بیتہ مسخت ذہباً
ووقعت واحدۃ خارج البیت فحرص علیہا
علماً منہ ان الرحمۃ اذا توجہت من جہۃ وجب
التعرض لہا بقدر الامکان وکان نذر ان
یضرب امرأتہ مائۃ ضربۃ وکان اللہ نظر الیہ نظر رحمۃ

اور درستگی اور عبادت اور پاکیزگی مین تھے اللہ تعالی نے انکو
نبی کیا انکی قوم کا۔ یہ ہدایت کرتے تھے اچھے کاموں کی اور منع
کرتے تھے بُری باتوں سے اور ملت حنیف کیطرف بلاتے
تھے اور فقرا اور مساکین کی حاجت روائی کرتے تھے پھر موافق
ہو گئے اسباب سماوی انکی مصیبت کے انکے مال و اہل و عیال
اور جسم سب پر مصیبت آئی تو اُس وقت بھی اللہ تعالی کی انپر عنایتین
تہین کہ افاضہ خیر کا ہوتا تھا اور انکو اطمینان تھا اور جسکا ایسا
حال ہو اُس سے اللہ کی فرمانبرداری کا کیا بیان ہو اُنکے صحیفہ
اعمال میں لکھا گیا پھر جب وہ بلا منقضی ہوگئی اللہ تعالے نے
اُنپر نعمتیں ظاہر کین اور رحمت الہی جو پوشیدہ تھی ظاہر ہوگئی
اور اُنسے کہا گیا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ
سو زمین پر پاؤں مارنا تو اللہ تعالی کی عنایت تھی اسباب ارضی
مین کہ یونہین نہ رہجاوے ہر وجہ سے وہاں ایک پانی کے چشمہ نے
جوش مارا کہ اُسکی خاصیت تہا جذام کو شفا ہوجانا جیسے
گندھک کے چشمہ کی خاصیت ہے جرب کی بیماری دکھو فی یہ اُس
پانی سے نہائے اور اُسے پیا سب بدن اچھا ہوگیا اور مادہ
مرض کا جاتا رہا اور پھر اُنکی بی بی نئے سرسے جوان ہوگئی
اسقدر اُنکی اولاد پیدا ہوئی کہ جتنی ہلاک ہوئی تہی وہ اور اُسکے مثل
اور سب اہل زمانہ میں اور جو اُنکے بعد آوین سب مین اچھے ہوگئے اور مال
مین بھی بہت برکت ہوئی پہلے سے اور ایک روز نہا رہے تھے کہ
اللہ کی رحمت سے ٹڈیاں آئیں اور اُنکے گھر مین گر پڑیں وہ سب سونے کی
ہوگئیں اور ایک ٹڈی گھر کے باہر گری تھی یہ اُسکو بھی اٹھا لائے
کیونکہ جانتے تھے کہ جب ایک طرف سے رحمت آتی ہے تو
بقدر امکان اور طرف سے بھی ڈھونڈھنی چاہئے اور انہون نے
منت مانی تھی کہ اپنی بی بی کو سو ضرب مارینگے اور اللہ کی انپر نظر رحمت

وتسهيل فاكتفى من ايفاء نذره بعثكال ذي
المائة دون المعنى فان ضرب مائة ضربة مؤداه
الايلام الشديد وصورته مائة فعلة وكذلك
فعله تعالى بالمحبوبين من عباده يكتفي منهم بالصور
من حدود الشريعة دون المعنى عناية منه
بالنواميس المنعقدة في صلاة الملأ الاعلى
وبما فيهم من الحرج والشدة وكذلك فعله
بكل نظام مرضي اذا تواطئت الاسباب الارادية
فانه يقضي بينهما بالعدل ويكتفي من الشيء بوجه
دون وجه وكان شعيب عليه السلام
مؤمنا صافي القلب منقادا لربه فافسد
قومه في الارض وظلموا الناس حقوقهم واجتمعوا
على الرسوم الفاسدة وكان المظلومون و
يستغيثون فلا يغاثون ونسوا الايمان بالله
واليوم الآخر رأسا فكان من حكمة الله ان
يوحي الى شعيب عليه السلام ان ينذرهم
بالله فاعل بهم ويخبرهم بلعنه اياهم فلما لم
ينفعهم انذاره شيئا انتظرت الحكمة حتى اذا احتبس
عنهم المطر مدة طويلة واحتبست مواد الارض
واشتد الحر جاء امر الله فهب عليهم السموم ثم
بورك في تلك الرياح فصارت نارا وصبحتهم
فاهلكوا فصار شعيب عليه السلام
مؤمنا منقادا لربه كما كان واضمحل ما عظم
في صدره من المجادلة والاحسان
كاسبة عن انعقاد اللعن في الملأ الاعلى

اور آسانی کی تھی تو کفایت کی سنت کی ظاہری صورت پر نہ کہ
حقیقت پر کیونکہ سو ضرب مارنے کے معنے سخت الم پہونچانے کے ہیں
اور اسیطرح اللہ تعالی نے اپنے محبوب بندوں سے کفایت
کی ہے ظاہری صورت پر نہ حقیقت پر حدود شرعیہ میں اپنی
عنایت کی راہ سے احکام منعقدہ میں جو ملاء اعلی کے بیچ میں
ہیں اور اسمیں حرج اور شدت دیکھی اور اسیطرح کیا ہر
ہر نظام پسندیدہ میں جب موافق ہو گئے ہیں اسباب ارادیہ
اللہ تعالی دونوں میں حکم کرتا ہے عدل سے ایک شے پر
کرلیتا ہے ایک وجہ سے نہیں ایک وجہ سے تاویل احادیث
حضرت شعیب علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام
مومن صاف قلب اپنے رب کی بہت فرمانبرداری کرتے تھے
انکی قوم نے زمین میں فساد کیا اور لوگوں پر ظلم کئے انکی حق
تلفیاں کیں اور بری بری رسمیں اختیار کیں مظلوم فریاد کرتے
تھے اور کوئی نہ سنتا تھا ایمان و قیامت کو بھول گئے تھے اللہ
تعالی کی حکمت میں تھا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو وحی
کرے کہ آپ نے خدا تعالی کیا کیا چاہتا ہے اور قوم سے انکو
خبر کرے جب ان لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی کہی
نہ سنی حکمت الہی منتظر تھی ایک مدت دراز تک مینہ نہ برسا
اور زمین سے کچھ پیدا نہ ہوا سخت گرمی پڑی اللہ تعالی کا
حکم آیا کہ ہوائے گرم باد سموم چلے اور اسمیں برکت دی
گئی وہ آگ ہو گئے اور عذاب آیا ہلاک ہو گئے پھر
حضرت شعیب علیہ السلام مومن مطیع اپنے رب کے
جیسے کہ تھے اور جو انکے سینے میں اور جھگڑا اور
خوف دلانے سے جوش مارتا تھا وہ ختم ہو
گیا ملاء اعلی میں لعنت منعقد ہونے کے باعث تھا

وكان يتلذذ بنزول حالة الهيبة في قلبه فقضى
ان يكون لبعض قومه اسن ولبعضهم لم يؤمن

تأويل احاديث موسى وهارون

عليهما السلام اعلم ان فرعون تكبر على
الله وعلى شعائره وادعى انه اله واستعبد له
خلق الله وافسد في الارض واستعلى على بني
اسرائيل بقتل ابناءهم والاستخفاف بهم وكانوا
خيرة خلق الله في ارضه فتضرعوا الى الله و
استغاثوا به فاراد الله ان يعذب فرعون و
قومه على ما يفعلون ويمن على هؤلاء المستضعفين
ويجعلهم ائمة ويجعلهم الوارثين فقضى بخلق رجل
عظيم الشان يكون هلاك هؤلاء على يديه
فكان لله به عنايات في ابتداء امره الى
بلوغه اشده وفتنه فتونا تنفس عليه جبلته
ويبرز ما طوي في استعداده فمنها ان
فرعون بعث القوابل يتجسسن نساء بني
اسرائيل فستر موسى عنهن بان ادى
اجتهادهن الى انه ليس هناك حمل ثم لما ولد
الهم في قلبها حيلة نجاته ان ارضعيه فاذا
خفت عليه فالقيه في اليم ولا تخافي ولا تحزني
انا رادوه اليك وجاعلوه من المرسلين و
ذلك بان حدثت نفسها بانه يريد هوان فيسعه
عند ما ظنت الاهلاك واما الالقاء في اليم فعسى
ان يكون سببا لخلاصه وعسى ان يكون هو
الذي يبشر به علماء بني اسرائيل

اور وہ مزہ لیتا تھا نزول حالت ہیبت سے اپنے دل میں
تو انہوں نے ارادہ کیا کہ بعض قوم ایمان لاوے اور بعض نہ لاوے

تاویل احادیث حضرت موسی و ہارون علیہما

السلام جاننا چاہیے کہ فرعون نے اللہ تعالی سے تکبر کیا
اور اسکے شعائر سے اور خدائی کا دعوی کیا خلقت سے
اسکی پرستش کی اور اسنے زمین میں فساد کیا اور بنی اسرائیل کے
بیٹیوں کو قتل کیا اور انکی حقارت کی اور بنی اسرائیل اللہ تعالی
کے نیک بندے تھے اسکی زمین میں وہ اللہ تعالی کے
آگے روئے عاجزی سے فریاد کی اس سے تو اللہ تعالی نے
چاہا کہ فرعون پر عذاب بھیجے اور اسکی قوم پر اور انکے
فعلوں کی انکو سزا دیوے اور بنی اسرائیل بیچاروں پر احسان
کرے انکو پیشوا بنائے اور وارث بنائے حکم کیا پیدائش
کا ایسے مرد عظیم الشان کی جو انکو ہلاک کرے اور اللہ تعالی
کی عنایتیں رہیں شروع سے قوت پانے تک اور آزمائش
کی کہ کھل جاوے جبلت اس مرد کی اور ظاہر ہو جاوے
جو اسکی استعداد میں پوشیدہ ہے تو ایک انمیں یہ ہے کہ
فرعون نے دائیاں بھیجیں جاسوس بنی اسرائیل کی عورتوں
میں بھیجیں تو حضرت موسی علیہ السلام کو انسے چھپا لیا انہوں نے
جان لیا کہ یہاں حمل ہی نہیں پھر جب وہ پیدا ہوئے
تو انکی والدہ کے دل میں ڈالدیا حیلہ نجات کا یہ کہ فاذا خفت
علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ
الیک وجاعلوہ من المرسلین اور یہ اسطور پر کہ ان کے جی میں یہ
بات آئی کہ اپنے پاس رکھنے سے گمان ہلاک کا ہے اور دریا
میں ڈالنے سے شاید کوئی سبب خلاصی کا نکل آئے اور شاید
یہ وہی نبی مرسل ہو جس کی بشارت بنی اسرائیل کے علماء دیتے ہیں

أمر بها فرعون فترشح الإلهام في صورة حديث
النفس ثم بورك فيه فغلب عليها الحديث حتى
لم تملك نفسها ففعلت ثم أهاج الله في اليم
أمواجا حتى ألقت التابوت إلى آل فرعون
فالتقطوه فرغبهم الله فيه يظنون أنهم عسى
أن ينفعهم أو يتخذوه ولدا والحق الصريح أن
الله تعالى أراد تربية موسى عليه السلام أحسن
تربية وبرأه من خوف فرعون وكذلك أي الله
إذا شاء ارتفاع ملة أو دولة فربما سخر الرجل الفاجر
أثر حسب ما يليق بذهنه فيباشره فيفعل
الله مراده وهو لا يشعر ولذلك قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم إن الله يؤيد هذا
الدين بالرجل الفاجر ثم أصبح فؤاد
أم موسى فارغا وحيث لم تكن منسلخة
عن حكم الطبيعة منقادة للإلهام كما
ينبغي فغلب عليها العلم الفكري
فعلمت أنها أخطأت التدبير
وأنه يجب عليها أن تفحص عن
التابوت قبل أن يخفيه الأمواج ولكن
الله ربط على قلبها فتارة تقول
لعل الله يفعل ما كنت أتمناه وتارة تريد أن
تبدي سرها جزعا ثم قالت لأخته
قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ
ثم أراد الله أن تقر عينها ولا تحزن وتكون هي
التي تحضنه وترضعه من غير خوف فرعون ليكون

اور خوف کرتا ہے اس سے فرعون تو ان کے دل میں الہام آیا
خیال اور وسوسہ کی صورت میں اور اس میں برکت دیگئی تو ان کے
دلمیں یہ بات جم گئی یہانتک کہ وہ اپنے نفس پر قادر نہو سکیں اور انہوں نے
دریا میں ڈالدیا اللہ تعالی نے دریا کو موج زن کیا حتی کہ موجوں نے
تابوت کو آل فرعون کے پاس پہنچادیا انہوں نے اس تابوت کو
نکال لیا اللہ تعالی نے انکے دلمیں حضرت موسی کی رغبت ڈالدی
کہ انہوں نے گمان کیا کہ شاید یہ ہمیں نفع دے اور اسکو بیٹا
بنالیں اور حق صریح یہ تھا کہ خدا تعالی نے چاہا کہ حضرت موسی
عمدہ طور پر پرورش پائیں اور فرعون کے خوف سے امن میں رہیں اور
خدا کی عادت یونہی جاری ہے کہ جب کسی ملت یا دولت کی ترقی
چاہتا ہے تو اکثر اوقات ایک فاجر آدمی کے دلمیں اسکے ذہن کے
موافق ایک بات ڈالدیتا ہے پھر وہ اسکا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ تعالی
اپنا ارادہ ظاہر کردیتا ہے اسطرح کہ اسکو خبر بھی نہیں ہوتی اور
اسیواسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
ان اللہ یؤید هذا الدین بالرجل الفاجر پس صبح ہوئی اور حضرت موسی کی ماں کا
دل بیچین ہوا چونکہ وہ حکم طبیعت سے بالکل آزاد نہ تھیں اور جیسا کہ
چاہئے الہام کی مطیع نہ تھیں انپر علم فکری غالب ہوا وہ سمجھیں کہ ہم نے
تدبیر میں خطا کی اور تجہیز تابوت کا حال دریافت کرنا ضرور تھا
اس سے پہلے کہ اسکو موجیں کہیں لیجائیں لیکن خدا نے ان کے
دل کو مضبوط کیا کبھی کہتی تھیں کہ شاید خدا تعالی وہی کرے
جو میری آرزو ہے اور کبھی بیقرار ہو کر اپنا راز ظاہر کرنا چاہتی تھیں
پھر ان کی بہن سے کہا کہ ثم قالت لاخته قصيه فبصرت
به عن جنب وهم لا يشعرون پھر اللہ تعالی نے چاہا کہ ان کی
آنکھیں ٹھنڈی کرے اور رنجیدہ نہوں اور وہی پرورش
کریں اور دودھ پلائیں فرعون سے بیخوف ہو کر تا کہ

ارفق بموسى واوفق لنسبه واقرب لتمذهبه
بالملة الحنيفية وعنايتها التعلمان الحديث
الذي هذا في صدرها الهام من ربها فتنقاد
له وتشكر الله ليكون انفع لها في كمالها فاهاج
الله تقريبا فحرم عليه المراضع فلم يكن يمص
ثديا يستبشع كل لبن حتى اعياهم امره ثم
هدى اليها فاستطاب ثديها فتعينت مرضعة
ثم لم يزل يزيد في عقله وعلمه وينشرح عليه
فطرته حتى اذا بلغ اشده اتاه حكما وعلما ففهم
تاويل النواميس وتهيئ للانصباغ من الملأ الاعلى
ثم اراد الله ان يخلص موسى ع من حضانة
فرعون ويبعده عنه ليكون اتم لعلمه ورشده
فان موسى ع كان من الذين يتم اشراق فطرتهم
بصحبة المؤمنين ويمنعهما الارتفاق
بمرافق الغفلة وصحبتهم فاهاج الله تقريبا
لا يصادم عصمته بان دخل في الذين يقتتلان
يريد الاصلاح فانجر الى تاديب الظالم فبادرت
يده الى القتل فاستغفر به بلسانه الذي
يعرفه يومئذ فتاب الله عليه وكشف الله
الغين الذي كان على قلب موسى عليه
السلام حين ظن انه اذنب الاثم وهو خادم
امر الله مطيع في قتله ولكن اقتضى لسان زمانه
وما ازاله يتفطن لهذا السر ويلبس عليه احكام
الناموس الذي تعلمه من الشريعة فالهم مخاطبا
اجرى الله على لسان من نصح موسى عليه السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی مہربانی سے رکھیں اور انکی نسب کیلیے
زیادہ استحکامی کا باعث ہوا اور ملت حنیفیہ کو مذہب قرار دینے کیلیے
زیادہ قریب ہو اور جان لیں کہ جو بات اُنکے دل مین ڈالی گئی وہ حقیقت
مین ڈالی گئی وہ حقیقت مین خداوندی الہام تھا پس اسکے مطیع
ہو جائین اور اُسکا شکر کرین تاکہ اُنکے حق مین بہتر ہو اُنکے کمال کو تو اللہ
نے ان باتون کی تقریب کی اور حضرت موسیٰ پر ہر کسی کا دودھ پینا حرام
کر دیا آپنے کسی دودھ پلانیوالی کی چھاتی کو منہ نہ لگایا ہر دودھ کو
بدمزہ سمجھا یہان تک وہ عاجز ہوگئے پھر جب بتائی گئین حضرت موسیٰ
کی والدہ تو انکا دودھ انہین نہایت خوشگوار معلوم ہوا اور وہ مقرر ہو گئین
دودھ پلانیوالی پھر حضرت موسیٰ کے عقل اور علم بڑھتے گئے اور انپر
فطرت کھلتی گئی حتی کہ جب بالغ ہوگئے تو اللہ تعالی نے حکم و علم
دیا اور سمجھنے لگے احکام الہی کی تاویل اور چلنے لگے ملاء اعلے کے رنگ
مین پھر اللہ نے چاہا کہ فرعون کی تربیت سے رہائی بخشے اور اس سے انہین
دور کرے تاکہ انکے علم و رشد مین کمال ہو کیونکہ حضرت موسیٰ ان لوگون
مین تھے جنپر مومنون کی صحبت مین فطرت کا انشراح تکمیل کو
پہنچ گیا تھا اور انکو روکے ان باتون سے جو فرعونیون کی رفاقت اور انکی
صحبت مین حاصل ہوئین تو اللہ نے ایسی تقریب کی کہ انکی عصمت کو
صدمہ نہ پہنچے اسطرح کہ دو شخص لڑ رہے تھے آپ انمین گئے تاکہ انکو چھڑا دین
اور جو ظالم تھا اسکو تادیب کرین چنانچہ اُنکے ہاتھ سے وہ قتل ہو گیا پھر
بخشش مانگی اس بولی مین جو اس زمانہ مین جانتے تھے پس اللہ نے توبہ قبول
کی اور حضرت موسیٰ کا جو پردہ تھا وہ اٹھا دیا جسوقت انہون نے
گمان کیا تھا کہ مین گناہ کیا ورنہ وہ تو اللہ کے امر کے خادم تھے اور اس
قتل مین مطیع تھے لیکن اسوقت اور اس حال کا یہی اقتضا تھا کہ اس کو نہ
سمجھین اور وہ شرعی احکام انپر مشتبہ ہو جائین جو انہون نے شریعت سے
سیکھے تھے تو ان پر القا کیا پھر اللہ نے اس شخص کی زبان سے جسکی حضرت موسیٰ

فمن عليه وما فيه خوف هلاك كيلا يهلك الله ليكون تقريبا لخروج موسى عليه السلام و يأسه من نعمة فرعون وذلك انه قدم من قول موسى عليه السلام إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ انه يريد البطش به فتفوه بالخبر و شاع في المدينة وغضب فرعون ثم اجرى على لسان مخبر ما يهيجه الى الخروج ثم لما توجه تلقاء مدين بلا زاد ولا راحلة ولا دليل فوض امره الى الله وتوكل عليه تولى الله حفظه وهدايته ولما وصل ماء مدين اراد الله تقريبا ليمكنه في ارض مصر فالقى في قلب هذا ان يتبرع بسقي غنم شعيب عليه السلام والقى في قلب شعيب عليه السلام وابنته الرغبة فيه لانه قوي امين فقضى هذا وذلك امر شاءه ثم هدى موسى عليه السلام ان يختار من العصي عصى توارثه الانبياء عليهم السلام فيها البركة ثم خرج موسى عليه السلام الى مصر بما تقوم في ظاهر الامر وليقضي الله امر الرسالة في الحقيقة ولما بلغ وادي طوى وهو وادي مبارك تحضر فيه روحانيات الملائكة اراد تقريبا فاضطر الى النار ولحق وجع امرأته الطلق وجاء البرد وضل الطريق فلما وصل الى سدرة في ذلك الوادي تدلى سنا بارقة وتجلى الى موسى عليه السلام تجليا عجيبا لم يتقدم مثاله من غيره وهو الملأ الاعلى انتقل فيهم داعية مجادلة موسى عليه السلام شفاها لا دينا

جس میں انکی بلاکت کا خوف تھا اور حقیقت میں خدا کیطرف سے ایک سبب تھا تاکہ حضرت موسیٰ کے واسطے نکلنے کا اور فرعون کی نعمت سے ناامید ہو گئے اور فرعون کی سلطنت کے قریب ہو جائے اور سبب اس طرح ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قول اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ سے سمجھ گیا کہ موسیٰ مجھے بھی مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں پس یہ خبر فوراً سارے شہر میں پھیل گئی — اور فرعون غصہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مخبر کی زبان سے وہ چیز کھلوادی جو انہیں مصر سے نکل جانے پر برانگیختہ کرے پھر جب مدین کو بے توشہ اور بے سواری اور بے رہنما روانہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا امر سونپا اور اس پر توکل کیا تو اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی اور رہنمائی کی اور جب مدین پانی پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تقریب پیدا کی کہ مصر کی زمین میں انہیں متمکن کرے پس انکے دل میں یہ بات ڈالی کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلا کر ان پر احسان کریں اور حضرت شعیب علیہ السلام اور انکے بیٹی کے دل میں رغبت دی اُن کی اس لئے کہ وہ قوی امین تھے انہوں نے بکریوں پر مقرر کیا اور انہوں نے یہی چاہا تھا اور حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ ایک عصا لے لو پس وہ عصا لے لیا جو انبیا کی میراث میں چلا آتا تھا اور اس میں برکت تھی پھر نکلے حضرت موسیٰ مصر کی طرف ظاہر میں تو اپنی قوم کی محبت سبب اور حقیقت میں تاکہ خدا امر رسالت کو پورا کرے اور جب وادی طوی میں پہنچے اور وہ بیابان مبارک ہے اور اس میں روحانیات ملائکہ جمع ہوتے ہیں تو تقریب جوش مارا اور آگ کی حاجت ہوئی اور سردی کی تلاش کی اور بی بی کو درد زہ شروع ہوا اور سردی ہو گئی اور رستہ بھول گئے جب پہنچے ایک بیری کے درخت کے پاس جو اس وادی میں تھا تو تجلی کی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کیطرف ایک عجیب تجلی جو کسی اور کی طرف پہلے نہیں ہوئی تھی اور وہ یہ کہ ملا اعلیٰ میں منتقل ہوا ایک داعیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

[illegible]

رجل صلب الطبیعة شجاعها فتصورت النار
فی تلک البقعة تصورا حثیثا فافاض الله صورة
النار لا من قبل العناصر والطبائع بل من محض
عالم المثال فکلمه شفاها فی تلک النار علی لسان
الملأ الاعلی فخاف موسی علیه السلام فآنسه
الله وامره ان یذهب الی فرعون ویدعوه
الی الایمان واراه معجزة العصا والید البیضا
وتحقیق الامر فیهما ان عالم المثال کما یظهر بحیث
یکون موجودا مستقلا لا یرتبط بموجود
طبیعی کالنار فکذلک قد یظهر فی جسم طبیعی
فیحصل له حکم المثال ویغلب علیه الکون
المثالی فصار عصاه ناسوتیا مثالیا وصارت
شعبتاها لحیی الثعبان وکذا الید کانت فیها
لمعة فصارت بعینها نورا وکان السحر فی زمانه
التصرف فی مشاعر الناس حتی یتخیلوا اوصافا
واعراضا فی الاجسام الطبیعیة ما لیس
فیها فظهر الحق فی مثل تلک الصورة وکان
السحر باطلا لانه تخییل ما لیس له اصل وهذا
حق لان له اصلا وبین الحق سبحانه له یوم مناجاته
جمیع ما جری له من العنایات اوحی الی
امه وجاء القی علیه محبة منه وهلم جرا الی
هذه الحالة وعلمه اصول علم التهذیب وعلم
المناظرة مع فرعون وسأل موسی علیه
السلام اشیاء کحلال العقدة من لسانه
وجعل اخیه وزیرا له فاعطاه جمیع ما سأل

طبیعت کے مضبوط اور شجاع تھے تو اُن کی طبیعت نے آگ
کا تصور کیا اور تصور بھی پے درپے پس موجود کی اللہ تعالیٰ نے
ایک آگ کی صورت کہ وہ عناصر اربعہ اور طبائع کے قبیل سے
نہ تھی بلکہ فقط عالم مثال سے تھی اس نے کلام کیا سامنے
اُس آگ میں ملاء اعلیٰ کی زبان پر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے
پھر تسلی دی اور تسلی کی اُن کی اللہ تعالیٰ نے اور فرمایا کہ فرعون
کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو ایمان لائے اور اُس کو عصا اور
ید بیضا کا معجزہ دکھایا اور ان دونوں کی تحقیق یہ ہے کہ
عالم مثال جس طرح ظاہر ہوتا ہے باین حیثیت کہ وہ موجود مستقل
ہے موجود طبعی سے کچھ ربط نہیں رکھتا مانند آگ کے تو
اسیطور کبھی ظاہر ہوتا ہے جسم طبعی میں پس اسوقت اُسے
مثال کا حکم حاصل ہو جاتا ہے اور اُسپر کون مثالی غالب ہو جاتا ہے
تو عصا ناسوتی مثالی ہوگیا اور اسکی دو شاخیں اژدہے کی دو
جبڑے ہو گئے اور اسیطور ہاتھ میں چمک تھی وہ بعینہ نور ہوگیا اور
اس زمانہ میں جادو حواس خمسہ میں تصرف کرنا تھا حتی کہ لوگ اجسام
طبیعت میں وہ اوصاف و اعراض خیال کرتے تھے جو درحقیقت
انمیں پائے نہ جاتے تھے تو ظاہر ہوا حق اس جیسی صورتیں اور جادو
تھا باطل کیونکہ وہ ایک ایسا تخیل تھا جسکی کچھ اصل نہیں اور یہ حق تھا
جسکی اصل ہے اور بیان کردیں حق سبحانہ نے حضرت موسیٰ کیواسطے اس
روز وہ عام عنایتیں جو انپر گزریں جسوقت انکی والدہ کو وحی کیگئی اور
جسوقت اپنی محبت انپر ڈالی اور اسیطرح دور تک چلی جا اس حالت تک
اور سکھائے انکو قاعدے علم عبادت کے اور فرعون و دلیلوں میں
غالب آنیکا علم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے
سوال کیے بہت چیزوں کے جیسے زبان کے صاف ہونیکے اور بھائی
کے وزیر ہونیکے پس اللہ نے سب کچھ عنایت کیا جو انہوں نے سوال کیا

فلما تحقق موسى عليه السلام نبيا مبعوثا
كان من الله تعالى بعد ذلك ان قوى همته وجعله نبيا
رضيا وآتاه آيات تنزل من الله في مواطن ومنها
ان فرعون سأله عن ربه فاجاب بلا
يأمره بأن لا معرفة الذات ولكن الدلالة
وقليل ما هم والتماس ...
وطلب آية فانقلب العصا ثعبانا ...
يده بيضاء من غير سوء فعجز السحرة وظهر
امر الحق ومنها ان فرعون عزم على قتل موسى
عليه السلام فقيض الله مؤمن آل فرعون
يعظهم ويذكرهم حتى كبحهم عن عزيمتهم وشككهم
في امرهم ثم القى في قلوبهم ارجاء امر موسى عليه
السلام وطلب معارضة من السحرة يظنون
ان في ذلك علو كلمتهم والحق انه تقريب الى
علو كلمة موسى عليه السلام وظهور معجزته
ومنها ان الله هدى السحرة الى الحق ليكون اصرح
بحجته حيث اطاع له من تصدى لمعارضته ومنها
ان الله ابتلاهم بتسع آيات مفصلات كلما
دعى موسى عليه السلام ان يرفعها الله رفعها
وكلما دعى ان ينزلها انزلها ومنها ان الله امر موسى
عليه السلام ان يخرج الى اليم فاتبعهم فرعون
بجنوده فلما وصلوا الى اليم سلط الله عليه ريحا
قوية شقت بعضه وايبست بعضه وامر
في بعضه كتصرفها في اجساد الارض حين
نضب اعصارا فانجى بني اسرائيل واهلك

پھر جب تحقیق ہو گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی فرعون سے مقابلہ ہوا تو
اللہ کی طرف سے پہلے عصا اور ید بیضا کے ساتھ ...
اور نشانیاں تھے پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ...
قوم پر اپنے کی سمجھا اُن عصا بیضا سے کیا ...
کیا کہ تمہارا رب کون ہے تو اسکو آپنے ظاہر نشانیوں سے جواب دیا
اسواسطے کہ ذات کی معرفت بجز ایک قوم کے کسی کو ممکن نہیں ...
تھوڑے سے لوگ ہیں اور التماس الٰہی عام اور سب لوگوں کو شامل
ہیں اور جب فرعون نے معجزہ طلب کیا تو عصا اژدہا بنگیا اور ہاتھ کا
نور بغیر کسی علت کے چمکتا نظر آیا پس جادوگر عاجز ہو گئے اور امر حق
ظاہر ہوا منجملہ انکے یہ ہے کہ فرعون نے انکے قتل کا ارادہ کیا
تو خدا تعالیٰ نے آل فرعون میں سے ایک مومن کو مقرر کیا جس
انکو نصیحت کی اور سمجھایا حتیٰ کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور انکو
شک میں ڈالدیا پھر اُن کے دلمیں ڈالا کہ چند روز حضرت موسیٰ کو
ڈھیل دیجائے اور جادوگروں کو انسے مقابلہ کیلئے طلب کیا اور
سمجھے تھے کہ جادوگر غالب ہونگے اور حقیقت میں وہ تقریب تھی
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بول بالا ہوا اور انکا معجزہ ظاہر ہو
منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کو حق بات کی ہدایت
دی تاکہ آپکی حجت کیلئے صریح تر ہو اس طرح کہ جو شخص آپ سے
مقابلہ کا درپے ہو وہ آپکا مطیع ہو جائے منجملہ انکے یہ ہے کہ اللہ
نے فرعونیوں کی نو واضح نشانیوں کیساتھ آزمایش کی جب
حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اللہ تعالیٰ وہ بلا دور کر دیتا تھا
اور جب کہتے تھے نازل کر نازل کرتا تھا منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ دریا کی طرف جاؤ فرعون مع لشکر کے انکا
پیچھا کیا جب پاس پہنچے اللہ نے ایک قوی ہوا کو مسلط کیا کہ اس نے بعض
دریا کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بعض کو خشک کر دیا اور تصرف اس کے بعض

فرعون وجنوده فلما توجهوا تلقاء بيت المقدس
مروا على قوم يعكفون على اصنام فقال سفهاؤهم
ممن لم تدخل بشاشة الايمان في قلبه اجعل
لنا الها كما لهم الهة وذلك لان جبلتهم كانت
قابلة الالتفات الى الجبروت فلما قرعهم موسى
عليه السلام بقوارع المواعظ طلبوا شبحا
للجبروت يلتفتون اليها في ضمنه فعرفهم
موسى عليه السلام الحق وفضح مقالتهم
فارتدعوا بالقسر وسكتوا على شك في انفسهم
فتفطن السامري منهم ذلك ففعل بهم ما
فعل ثم ان الله وعد موسى عليه السلام ان
يناجيه في البقعة المباركة يعطيه الالواح و
الاحكام اما خصوص البقعة فالاجتماع روحانيات
الملائكة هنالك وانما درست الاخبار المبينة
لوجه الاجتماع واما ما يرجع الى موسى عليه
السلام فانه اعتكف هنالك وتبحج لذكر
الله وتشبه بالملكوت وبمادة الموضع
الذي تجلى الله فيه انقاد لتلك الحالة واطمأن بها
فاعطى الله موسى عليه السلام الالواح في
نسختها هدى ورحمة يعني المواعظ وايام الله
وصفاته وباهر افعاله وكان جوهر
الالواح من زمرد الجنة اي من جوهر شبيه
الزمرد اوجده الله بقول كن من غير سبب
منه واضل السامري بني اسرائيل
بعد موسى عليه السلام بان القى قبضة

اور فرعون اور اُس کے لشکر کو ہلاک کیا پھر جب بیت المقدس کو
چلے تو ایک ایسی قوم پر گزرے جو بت پرستی کرتی تھی تو بنی اسرائیل
کے بعض احمقوں نے جن کے دل میں بشاشت ایمان کی
نہ داخل ہوئی تھی کہا کہ ہمارے واسطے بھی ایک خدا بنا دے
جیسے اس قوم کے خدا ہیں اور یہ اسلیے تھا کہ انکی جبلت کو
جبروت کی طرف التفات نہ تھا پھر جب حضرت موسیٰ نے
انکو نصیحتوں کے کوڑوں سے تادیب کی تو انہوں نے ایک ایسا
قالب جبروت کا طلب کیا جسکے ضمن میں جبروت کیطرف التفات
کریں پھر معلوم کرایا انکو حضرت موسیٰ نے حق اور انکی گفتگو
کی فضیحت کی تو وہ باز رہے زبردستی سے اور خاموش ہو گئے حالت
شک میں ان میں سے سامری اس بات کو تاڑ گیا پھر سامری نے
کیا جو کیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے وعدہ کیا کہ وہ مناجات
کریں اُس جگہ مبارک میں کہ انکو توریت کی تختیاں اور احکام
دے سو خصوصیت جگہ مبارک کی اسواسطے ہوئی کہ وہاں روحانیات
ملائکہ جمع ہوتیں اور اس اجتماع کی وجہ سے ظاہری خبریں پیدا ہو گئی
تھیں اور وہ چیز کہ رجوع کرتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وہ یہ
کہ انہوں نے وہاں اعتکاف کیا اور تنہا ہو کر اللہ کا ذکر کیا اور ملکوت سے
مشابہت پیدا کی اور اس جگہ کو دیکھا جہاں اللہ تعالیٰ نے تجلی کی تو اس حالت
کے مطیع ہو گئے اور خوش ہو گئے پس اللہ تعالیٰ نے انکو توریت کی تختیاں
دیں جن میں ہدایت اور رحمت تھی یعنی نصیحتیں اور گزشتہ وقائع
اور خدا کی صفتیں اور اسکے افعال ظاہر اور تختیوں کا جوہر جنت کے زمرد کا
تھا یعنی ایسے جوہر سے تھا کہ زمرد سے مشابہ ہو جسے اللہ تعالیٰ
نے کسی عنصری سبب سے نہیں بلکہ صرف لفظ کن کہنے سے ایجاد
کیا تھا اور یہاں سامری نے بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا بعد جانے حضرت
موسیٰ کے اس طرح سے کہ چاندی سونے کے بچھڑے کا قالب ایک بنا کے خالی اندر

من اثر الروح التي من خاصيتها اثر الحياة على شئ
الاعادة اليه حيوة مناسبة له في صورة العجل
وذلك في الحقيقة رحمة بصالحي بني اسرائيل
وتوفير على سفهائهم ما استعدوا له وذلك
لان قوما منهم كانوا جابلين بالطبع انقاد و ا
التعبد غير الله وكان تظهر عليهم فلتات
كفرهم وقتا فوقتا فاراد الله ان ينقي بني اسرائيل
منهم ولانهم كانوا بحيث ان بقوا في الدنيا لم
يتخلصوا الى حقيقة الايمان قط لمنع طبائعهم الابية
عن ذلك فكان خيرهم ان يقتلوا على حالة الانقياد
لتتأثر نفوسهم في البرزخ فلما علم موسى
عليه السلام السامري وكشف الله له
ودعا عليه ومن عنايات الله تعالى
بموسى عليه السلام ان قوما طعنوا بالادرة
لانه كان يستتر عند الغسل استحياء فظنوه
من باب ستر العيب فبرأه الله مما قالوا وكان
عند الله وجيها لا يجب ان يطعن فيه وذلك
انه مر على ماء فاراد ان يغتسل فوضع
ثوبه على الحجر فتدهده الحجر في الارض
حتى راه قوم من بني اسرائيل عريانا وشهدوا
ببراءته عن الادرة ولما راى موسى عليه
السلام ان العناية توجهت اليه اتم توجه
وانه قد حصل له تشبه قوي بالملأ الاعلى
سال الله ان يريه جهرة اي تجلي نوره بانحلال النفس
الكلية في طائفة من العنصر الخامس ثم يتدهده فيه

قائم ہو رہی کی جس کی خاصیت یہ تھی کہ جس شئے پر گذر رہی تھی
اُس کی طرف اسکی مناسب حیات عود کر آتی اور یہ حقیقت
میں بنی اسرائیل کے نیک بختوں کے حق میں رحمت تھی اور
ان کے احمقوں کیواسطے توفیر تھی جبتک کہ اُس کیلئے مستعد
رہے اور یہ اس واسطے کہ ان میں ایسے بھی لوگ تھے جو بالطبع
دجال تھے کہ مطیع ہو غیر اللہ کی عبادت کے اور انپر وقتاً فوقتاً انکی
کفر کے وہم گذرتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بنی
اسرائیل کو پاک کر دے اُن سے کیونکہ وہ ایسے تھے کہ اگر دنیا
میں رہتے تو کبھی ایمان کی حقیقت کو نہ پہنچتے وجہ یہ کہ انکی
طبیعتیں ابیہ اس سے روکتی تھیں ان کے حق میں یہی بہتر تھا کہ حالت
اطاعت میں قتل ہوں تاکہ عالم برزخ میں انکے نفوس ترقی کریں
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلایا اور اس سے
دریافت کیا اور اُسکو بد دعا دی اور اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ
پر عنایتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انکو ایک قوم ادرہ کی بیماری
کا طعنہ دیتی تھی اس لئے کہ وہ اپنا بدن چھپاتے تھے غسل کے وقت حیا
کے سبب اور اُن لوگوں کا گمان تھا کہ بیماری کے سبب چھپاتے
ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُس سے بری کیا اور وہ اللہ تعالیٰ
کے نزدیک بڑے آبرو والے تھے اللہ تعالیٰ کو انہیں کسے کی
طعنہ دینا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا اور یہ اس طور پر ہوا کہ وہ پانی پر
گئے ارادہ کیا غسل کریں کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے پتھر کپڑے لیکر
زمین میں لڑھکا اس قوم نے انکو برہنہ دیکھ لیا۔ اور گواہی دی
کہ موسیٰ کو ادرہ کی سی بیماری نہیں اور جب حضرت موسیٰ نے اپنے
حال پر کمال عنایت متوجہ دیکھی اور سمجھے کہ مجھے ملا اعلیٰ سے قوی تشبہ
حاصل ہوگئی تو اللہ سے سوال کیا کہ وہ ظاہر کر یا تجلی کرے یعنی اسکا ...
جسکہ ... نفس کلیہ عنصر خامس میں ... اور ...

جسمانیۃ انبیائہا کی مبلغ معرفۃ موسی علیہ
السلام بربہ فیکون روحہ تعرف الحق نفسہ
الی موسی علیہ السلام وجسمہ من عالم الملاء
الاعلی ویکون الاختلاط بین الروح والجسم
ان یصدق نسبۃ حالۃ کل واحد منہما الی الآخر
کالجسم الاخروی فہذا معنی قولہ ارنی انظر
الیک وما صدر ہذا من موسی علیہ السلام
الا لمعرفتہ بتصرفات النفس الاولی اذا اعتنت
بہدایۃ احد من المحبوبین کما کان لہ عند شوق
من النار ولکن کان موسی علیہ السلام فی
بدو الامر اعطی التوجہ الی الحق ولم یعط التصرف
فی الخلق بالحق فتجلی لہ الحق یومئذ بنار لحدۃ
من لہبہ ولم تحرق ولو تجلی الیوم تجلی بنار محرقۃ
لا یماسہا شیء الا تلف لان صورۃ موسی علیہ السلام
فی مرآۃ الحق فعرف موسی علیہ السلام ان اللہ
لا یتجلی للشیء الا بصورتہ فی مرآۃ الحق فیکون ہو بحسب
استعدادہ موجبا لصورۃ فی الحق وحاشا
منصب الرسالۃ ان یجہل مثل ہذہ المعرفۃ
ولم یعرف انہ الیوم بحالۃ لو تجلی اللہ بصورتہ
تلف جسدہ وان بقاءہ فرد رحمۃ بالناس
فرحمہ اللہ وتجلی لہ علی جبل فاندک الجبل وخر
موسی صعقا فلما افاق انکشف علیہ
الدقیقۃ وتاب الی اللہ ان یسأل بلسانہ ما
لا یتم استعدادہ وطلب قوم موسی علیہ السلام
ما طلب موسی سلام اللہ علیہ لانہم کانوا بحالۃ

جسم نورانی تھی کہ یاد دلاتا ہے اندازہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
معرفت کا جو اپنے رب کیساتھ رکھتے ہیں کہ ہووے روح اسکی تعریف بالفا
حق نفس اسکا طرف موسیٰ علیہ السلام کی اور جسم اسکا ملاء
اعلیٰ کے عالم سے ہو اور روح و جسم میں ایسا اختلاط ہو جائے
کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کی حالت نسبت دوسرے کی طرف
صادق آجائے جیسے جسم اخروی، تو یہ معنی ہیں آیت ارنی انظر الیک کے
اور یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسواسطے صادر ہوئی کہ
انکو معرفت تھی نفس ولی کے تصرفات کی جب وہ ارادہ کرے ہدایت
کا کسی کے محبوبوں میں سے جیسا کہ انکے واسطے آگ کے شوق کی کیفیت
تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ابتدا سے حق کی طرف توجہ عنایت
کی گئی تھی اور نہ عطا کئے گئے تھے خلق میں حق کیساتھ تصرف کرنا
تو تجلی کی اس روز حق نے آگ کیساتھ انکی مزاج کی تیزی کے
سبب اور انکو نہ جلایا اس آگ نے اور اگر آج تجلی کرتا تو جلانیوالی
آگ کیساتھ تجلی کرتا جو چیز اسے چھوتی تلف ہو جاتی اسواسطے کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صورت حق کے آئینہ میں تھی تو پہچان لیا
انہوں نے کہ اللہ نہیں تجلی کرتا کسی شے کیلئے مگر اسی کی صورت
کیساتھ حق کے آئینہ میں تو وہ بلحاظ اپنی استعداد کے اس صورت کے
موجب تھے جو آئینہ حق میں موجود تھی اور حاشا کہ منصب رسالت کو ایسی
معرفت سے جاہل رکھے لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ آج ایسی حالت میں ہیں کہ اگر
اللہ تجلی کرے انکی صورت میں تو تلف ہو جائیگا جسم انکا اور ان کے باقی
رکھنے کا ارادہ کیا گیا ہے لوگوں پر رحمت کرنے کیلئے تو اللہ نے رحم کیا
اور تجلی کی انکے واسطے پہاڑ پر تو پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور حضرت موسیٰ
بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا اور دقیقہ معلوم ہوا تو اللہ سے توبہ
کی کہ آئندہ ہرگز اپنی زبان سے اس چیز کا سوال نہ کرینگے جو میری استعداد سے بالا
ہو اور حضرت موسیٰ کی قوم نے بھی وہی طلب کیا جو انہوں نے طلب کیا تھا کیونکہ

شوقیة الی مظاهر النفس الکلیة منه فی قلوبهم فتجلی
الحق فی صورة صاعقة فاتلفهم ثم احیاهم رحمة
بموسی علیه السلام ثم امرهم ان یسکنوا الارض المقدسة
واقطعها لهم وکان تغلب علیها قوم من الجبارین فامروا
بالجهاد ووعدوا بالنصرة فاتخذ موسی علیه السلام
من کل سبط نقیبا یتعرف اخبارهم ویامرهم و
ینهاهم ویتمیز عندهم منازل القوم فی اخلاقهم و
بعثهم عیونا الی الجبارین فاخبر رجلان بما یشجعهم
وسائرهم بما یفشلهم فرحم هذین واتخذهما صدیقین
خلیفتین وغضب علی هؤلاء فاهلکهم فلما اختلف
الاخبار جبنت بنو اسرائیل عن مقاومتهم فعاتبهم الله
بان اضلهم فی التیه مدة لا یهتدون سبیلا فاعوز
زادهم فدعا موسی علیه السلام بجهد همته فرزقهم
الله المن والسلوی بحز قاذرة بقبض الاسباب وبسطها
وجعل لهم سحابا غلیظا یشبه الظلة تقیهم الشمس و
نارا مضیئة تشبه العمود تکفیهم عن المشاعل والسرج
وبارک فی ثیابهم فصارت لا تتسخ ولا تبلی وکل ذلک
تصرف فی مادة السحاب والبرق وما نظائرها فی الطبیعة
وکان موسی یلهم فی قلبه فیضرب حجرا هو اقرب الاحجار استعدادا
لنبوع الماء فینصدع ویخرج منه الماء ویجعله اثنتا عشر
ینبوعا بعدد الاسباط وکان فی الجبارین رجل
تعلم علوم الانبیاء وحفظ کتبهم فاطاع الشیطان
ومال الی الدنیا فامرهم بادخال البغایا علی بنی اسرائیل
لیکثر فیهم الفجور فتذهب البرکة وتنقلب العنایة
فان العنایة وان کانت من محبوبیة موسی وهارون علیهما السلام

حضرت موسیٰ کی طرف سے انکے دلوں میں شوقیہ حالت نفس کلیہ کی تجلی جو نفس
کلیہ کے مظاہر کی طرف ہوا کرتی ہے تو حق نے تجلی کی بجلی کی صورت میں انہیں ہلاک
کر ڈالا۔ اسکے بعد انکو زندہ کیا حضرت موسیٰ پر رحمت کیوجہ سے پھر انکو حکم ہوا کہ زمین
مقدس میں سکونت کریں اور اسکو انکی جاگیر میں دیا اور چونکہ اس میں جباروں کی
قوم کا قبضہ تھا لہذا بنی اسرائیل کو جہاد کا حکم کیا اور مددگاری کا وعدہ دیا
حضرت موسیٰ نے ہر سبط پر ایک سردار مقرر کیا کہ وہ انکی خبر رکھیں اور انکو امر
نہی کریں اور قوم کے اخلاقی منازل انکے آگے متمیز کریں حضرت موسیٰ نے
انہیں جاسوس بنا کر بھیجا جباروں میں تو دو شخصوں نے ایسی خبر دی جس سے
بنی اسرائیل کی شجاعت بڑھی اور باقی نے ایسی جس سے وہ ڈر گئے اور بزدل ہو گئے
اللہ تعالیٰ نے ان دو پر رحم کیا اور ان دو کو صدیق اور خلیفہ کیا اور ان باقی
پر غضب ہوا پھر انکو ہلاک کرنا پڑا پھر جب مختلف ہوئیں خبریں نامرد ہو گئے بنی اسرائیل
جباروں کے مقابلہ میں تو اللہ تعالیٰ نے انپر عتاب کیا کہ ایک مدت تک انہیں تیہ میں
حیران و سرگردان کیا کہ کسی طرف راستہ نہ پا سکے اور زاد راہ کچھ نہ باقی رہا حضرت
موسیٰ نے انکے واسطے کوشش ہمت سے دعا کی اللہ نے انکو من و سلویٰ ایسا رزق
دیا جسکی تدبیر قبض و بسط اسباب کی اکسیر ہے اور ایک ابر مقرر کیا گہرا کہ وہ سایہ کے
مشابہ تھا انکو دھوپ سے بچاتا تھا اور ایک آگ روشن مانند ستون کہ بجا
مشعل اور چراغوں کے تھی اور انکی کپڑوں میں برکت دی کہ نہ پرانے ہوتے تھے
اور نہ میلے اور یہ تمام باتیں ابر اور بجلی کے مادہ میں تصرف کر کے جیسے ہیں ایسا امر ہوا
تھیں اور اسکے لئے نظیریں اپنا علم طبعی میں اور حضرت موسیٰ کو الہام ہوتا
تھا وہ ایک ایسے پتھر کو مارتے جو پانی کے بہانے کے قابل ہوتا وہ پھٹ جاتا اور
اس میں سے پانی جاری ہو جاتا اور اسکے بارہ چشمے کر دیتے موافق عدد بارہ گروہ بنی
اسرائیل کی اور جباروں میں ایک شخص علوم انبیاء جانتا تھا اور انکی کتابیں یاد رکھتا تھا
تو اسنے شیطان کی اطاعت کی اور دنیا کی طرف جھکا اور اسنے حکم کیا کہ بنی اسرائیل
میں کار بد زنوں کو داخل کرو کہ ان میں فسق و فجور شیوع ہو جائے اور برکت جاتی رہے اور
عنایت موقوف ہو جائے کیونکہ اگرچہ عنایت اللہ تعالیٰ کی بسبب محبوبیت حضرت موسیٰ و ہارون علیہما

تقتضي النصرة ولكن لغلبة الفجور فيهم تقتضي الخذلان
فوفق موسى عليه السلام لاخراج البغايا فقاتلوا الجبابرة
ففتح الله عليهم تلك الديار واسكنهم فيها لا ينزعهم عنها
منزع لاجزاء عملهم جملهم وكانوا في الارض في رغد عيش
وجمع شملهم موسى عليه السلام يعلمهم التورية ويعظهم
ويزكيهم ويقيم فيهم الحدود ويأخذ للمظلوم من الظالم فصل ۱۲
وكذلك صنع الله بالمحبوبين من عباده يسهل عليهم
الدنيا ويجعل لهم لسان صدق وقبولا في الناس فلما
اجتمعوا على التوكل على الله والانقياد لامره من غير تردد
ولا تشتت عزيمة رزقهم الله من عنده وبارك في
زروعهم ومواشيهم واكسابهم ثم ان الله علم موسى عليه
السلام في جملة ما علم صنعة الكيمياء فبلغت قارون
وكان ابن عم موسى عليه السلام فاثرى ثم طغى وبغى ونسي المبدأ
والمنتهى وكان فرعونا من الفراعنة فنهاه موسى عليه السلام
فلم يزده زجره الا حقدا واتهمه بالبغايا فدعا موسى عليه السلام
عليه بجهد همته فخسف الله به وبداره الارض وهذا
اية من ايات الله لمن في الناس من التكبر على انبياء الله تعالى
والغافلين المطمئنين بالحيوة الدنيا والناسين لله تعالى
ماذا يفعل بهم الله تعالى بما يختار من انواع العذاب بما هو اقرب
يومئذ الى الاسباب الطبيعية وكان خسف داره اقرب
يومئذ من سائر التعذيبات وكان عند موسى عليه
السلام انه اعلم الناس فتوقف في طلب الزيادة فاراد
الله واقعة تحرضه على طلب الزيادة كما اكتفى في حق نبينا
صلى الله عليه وسلم بالامر فقال قل رب زدني علما
وذلك لان العبد اذا تجلى الحق له بصورة الوقت وتمثل

کی مددگاری کے مقتضی تھے لیکن بنی اسرائیل میں فسق وفجور غالب تھا اور انکی
خذلان کا مقتضی ہوا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بدکار عورتوں کے نکالدینے
کی توفیق دیئے گئے اور جابر قوم سے جہاد کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو
فتح دی اور وہ ملک انکے قبضہ میں آگیا اور چین سے رہنے سہنے لگے کوئی انکو وہاں سے
نکالنے والا نہ تھا انکے اعمال کی جزا کے سوا اور انکو اس میں کا بادشاہ بنادیا وہ بڑی فارغ البالی
اور بڑے عیش میں تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انکو توریت کی تعلیم دیتے تھے
اور وعظ کرتے تھے اور انکا تزکیہ کرتے تھے اور انمیں حدود قائم کرتے تھے
ظالم سے مظلوم کا عوض لیا جاتا تھا اور اسیطرح کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں سے
انپر دنیا آسان کردی ہے اور انہیں بات کا سچا اور لوگوں میں مقبول کیا پس اگر قوم
نے توکل کیا اور اللہ کی فرمانبرداری کی بے تردد و پریشانی ارادہ کے تو اللہ تعالیٰ نے
اپنے پاس سے انکو رزق دیا اور برکت دی انکی کھیتیوں اور چارپایوں اور کسب میں
پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو علم سکھائے تھے انمیں ایک علم کیمیا بھی سکھایا
تھا یہ قارون کو معلوم ہوگیا اور وہ انکے چچا کا بیٹا تھا اور دھن سیکھ کر سرکشی کی
اور بغاوت کا جھنڈا اونچا کیا اور اول و آخر کو بھول گیا اور فرعونوں میں ایک فرعون
ہوگیا حضرت موسیٰ نے اسکو منع کیا یہ نہ مانا اور کینہ کرنے لگا اور انکو زنا کی تہمت لگائی
تو حضرت موسیٰ نے اسپر دعا کی اپنی کوشش ہمت سے اللہ تعالیٰ نے اسکو اور اسکے گھر کو زمین میں
دھنسا دیا اور یہ ایک نشانی ہے اللہ کی نشانیوں سے کہ لوگ جان لیں کہ جو اللہ کے پیغمبروں
سے تکبر سرکشی کرتا ہے اور انسے کینہ و دشمنی رکھتا ہے اور دنیا کی زندگی پر بھروسہ کرتا ہے
اور حق کو بھول جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ کیسا کچھ برتاؤ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ انواع
عذاب میں سے وہ عذاب چنتا ہے جو اسدن اسباب طبیعیہ کے بہت قریب تھا تو صرف اسکو
اور اسکے گھر کو زمین میں دھسانا بہت قریب تھا اور حضرت موسیٰ اپنے نزدیک تمام لوگوں سے
علم میں سب سے بڑھکر تھے تو علم کی زیادتی کی طلب میں توقف کیا اللہ تعالیٰ نے ایک
ایسے واقعہ کا ارادہ کیا جو انکو علم کی طلب پر رغبت دلائے جیسا کہ اکتفا کیا
اللہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فقط امر کو فرمایا ہے قل رب زدنی علما
اور یہ اسلئے ہے کہ جب بندہ کیلئے اللہ تجلی کرتا ہے صورت وقت میں اور متمثل ہوتی ہیں

عندما علوم يقتضيها ذلك التجلي فانه ربما لا يعرف
غير تلك العلوم لا نفيا ولا اثباتا بل يذهل عنها
ذهولا بسيطا وهكذا يترقى طورا بعد طور الى ما شاء
الله ولا يكون للمحجوب في الاكثر قلق ولا شوق مفرط
وبالجملة فقام موسى عليه السلام ذات يوم خطيبا
يعلم الناس مما علمه الله حتى اذا رقت قلوب الحاضرين
فسأله سائل هل تجد يا موسى اعلم منك قال
لا احدا فاوحى الله بلى عبدنا خضر هو اعلم منك يعني في
علم التدبير الالهي في خاصة الاوقات والصيرورة
كالجارحة له اذا اراد اتمام شيء من التدبير كما
ان موسى عليه السلام اعلم منه في علم النواميس
الكلية والشرائع المضروبة على عموم الناس وفي
الصيرورة جارحة لله في اقامة الدين فسأل
موسى عليه السلام السبيل اليه فنفث في روعه
ان السبيل اليه هو الحوت المملوح ولم يعرف
وجه دلالتها على خضر فخرج موسى عليه السلام
وفتاه يوشع يلتمسانه وحملا اقراصا من شعير
وحوتا مملوحا في زنبيل فمشيا حتى اذا اتيا صخرة
فنام موسى عليه السلام عندها من تعب اصابه
وجلس يوشع يتوضأ فقطر الماء على الحوت و
سرى فيها الحيوة فوقعت في البحر فظهر طريق
يابس في ممرها وذلك لان للماء خاصية في احياء
الحيوانات المائية فبورك في تلك الخاصية
فوجد خضرا بتلك الآية فكان من امرهما انه
اراه ثلث وقائع مما يكون لله تدبير تقريبا واصلاحا

اور جو علوم جو مقتضی اس تجلی کو ہوتے ہیں اکثر اوقات نہیں جانتا ہے سوا
اُن علوم کے نہ ازروی نفی نہ ازروی اثبات بلکہ مطلقا ان علوم سے بے خبر ہو جاتا ہے
اسی طرح ترقی کرتا جاتا ہے ایک طور سے بعد ایک طور کے جہاں تک کہ اللہ تعالی
چاہے اور محجوب کیواسطے اکثر قلق نہیں ہوتا اور نہ کمال شوق ہوتا ہے
غرض حضرت موسیٰ ایک روز کھڑے ہوئے خطبہ پڑھنے کو تاکہ لوگوں کو
تعلیم کریں جو اللہ نے انکو تعلیم کیا تھا یہاں تک کہ لوگوں کے
دلوں میں بہت اثر ہوا اور وہ سخت تعجب میں تھے اسوقت ایک سائل نے سوال کیا
کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ کوئی عالم ہے انہوں نے فرمایا میں اپنے سے زیادہ کسی کو
عالم نہیں دیکھتا پس اللہ نے وحی کی کہ بلکہ تم سے زیادہ عالم ہمارا ایک بندہ
خضر ہے یعنی تدبیر الٰہی خاص خاص وقتوں میں تم سے زیادہ جانتا ہے
اور جب خدا اُسی تدبیر کی تکمیل کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُسکے لئے مانند اعضا
کے ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ اُس سے زیادہ جانتے ہیں احکام کلیہ اور
شرائع کو جو کہ عموم خلائق پر ہیں اور بانتظام الٰہی اقامت دین میں قائم ہیں
تو سوال کیا حضرت موسیٰ نے خضر کی ملاقات کا [illegible]
ڈالدیا کہ اوسکی ملاقات کا رستہ [illegible] مچھلی [illegible] اور حضرت موسیٰ
[illegible] اور [illegible] ہمراہ [illegible]
ہو [illegible] اور [illegible]
جو کی روٹیاں اور مچھلی [illegible] زنبیل میں [illegible] ایک
پتھر پر پہنچے تو حضرت موسیٰ تو [illegible] سو گئے [illegible]
اور یوشع وضو کرنے کو بیٹھے [illegible] پانی کی بوند [illegible] مچھلی پر پڑی [illegible]
جان آگئی وہ دریا میں [illegible] وہ مچھلی دریا میں [illegible]
سو کھا رستہ ظاہر ہو گیا اور [illegible] پانی میں [illegible]
کہ زندہ کردیتا ہے پانی کے جانوروں کو [illegible] برکت دی گئی [illegible]
ملاقات ہو گئی دونوں کی خضر سے [illegible] ان دونوں کا [illegible]
کہ خضر نے انکو تین واقعے بتلائے [illegible] تدبیر الٰہی [illegible]

في خلقه فجعل عبدا من عباده جارحة من
جوارح الحق في اتمام الفعل المراد والنواميس امرها
على الاحكام الكلية ومظان الحكم والتقريبات
امرها على المصالح الجزئية والقضاء في كل وقت
بما يناسبه وهي من ادق العلوم ولا يعلمها الا من
يصير من جوارح الحق فيعلم سر تلك الوقائع
بعينها وكان موسى عليه السلام ذهل عن هذا
العلم مرارا حين طلب الرؤية وحين استغفر
من قتل القبطي وحين حاج آدم عليهما السلام
وان كان من اعلم الناس بالنواميس فكان من
حكمة الله ان يريه مثل ما وقع له فانتزع لوحا
من السفينة حذرا من ان يغصبه الملك الجائر
وحفظ الله السفينة من الغرق بان جعل الموج كلما
مر بالسفينة اشتد سيره فلم يخرق سطح الماء
وقتل نفسا بغير نفس لانها طبعت كافرة ولو عاشت
لظهرت عليها احكام الجبلة لارهق ابويه طغيانا
وكفرا فابدلهما الله خيرا واقام الجدار حفظا للمال
الذي ودعه العبد الصالح المحبوب ومن الوقائع العظيمة
في ايام موسى عليه السلام ان الله اراد رحمة بالغلام
البار بامه لان اباه اودعه من الله فتكفل الله امره
في صباه حتى اذا بلغ اشده اراد ان يتم نعمته
واراد جزاء الذي قتل قريبه بان يحرمه
الميراث ويفضحه ويقتله بالقصاص واراد رحمة
بني اسرائيل ليعلموا ان امر الله ووعده بالبعث
حق وان موسى عليه السلام وان امره يكون

خلق کیلئے تجویز کر رکھا ہے پس بندوں میں سے ایک بندہ کو حق کے اعضا میں سے ایک عضو بنا
دیا تھا واسطے پورا کرنے اُن شرعی احکام اور فعل کے جسکا ارادہ کیا گیا تھا
شرعی احکام کا مدار تو احکام کلیہ اور حکم کے موقعوں پر ہوتا ہے اور تقریبات
کی بنا جزئی مصلحتوں پر ہوتی ہے اور قضا ہر وقت جو اسکے مناسب ہو
اور یہ باتیں سب علموں سے دقیق تر ہیں اور انکو وہی لوگ جانتے ہیں جو اسکے
اعضا و جوارح ہو جاتے ہیں پھر وہ اس واقعہ کا اسرار بعینہ جاننے لگتے ہیں اور
حضرت موسی اس علم سے غافل ہو گئے کئی بار ایک اسوقت جب کہ رؤیت طلب
کی اور ایک اسوقت جب قبطی کے قتل سے توبہ کی اور ایک اسوقت جب کہ آدم
علیہ السلام سے حجت کی حضرت موسی اگرچہ احکام شرعیہ سے بہت واقف تھے
پس اللہ تعالی کی حکمت نے چاہا کہ انہیں اس جیسی بات دکہائی جو انکے واسطے
واقع ہوئی تو خضر نے کشتی کا تختہ نکال لیا اس خوف سے کہ ظالم بادشاہ چھین لے
اور اللہ تعالی نے کشتی کو ڈوبنے سے بچا لیا اسطور کہ جب موج کشتی پر آتی تھی تو اسکی
چال سخت ہو جاتی تھی تو پانی کی سطح پہٹتی نہ تھی اور پھر ایک لڑکے کو قتل کر ڈالا
بے قصاص کے اس لئے کہ اسکی جبلت میں کفر تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اس سے
احکام جبلت کے ظاہر ہوتے اور خونریزی کرتا ماں باپ کی اپنی سرکشی
اور کفر کے سبب تب اللہ تعالی نے انکو بدلا دیا اور دیوار اٹھائی واسطے حفاظت
اُس مال کے جسکو ایک نیک بخت محبوب بندہ نے امانت رکھا تھا اور بڑے
واقعوں میں سے جو حضرت موسی کے زمانہ میں ہوئے یہ ہے کہ اللہ نے ایک لڑکے
پر جو اپنی ماں کی بہت فرمانبرداری کرتا تھا رحمت کرنی چاہی اسواسطے کہ
اسکے باپ نے اللہ کو سونپ دیا تھا اسکو تو اللہ تعالی لڑکپن میں اسکا متکفل
ہو گیا تھا یہانتک کہ جب وہ بالغ ہوا ارادہ کیا اپنی نعمت پوری کرے اور ارادہ کیا
کہ اسکو جزا دے جسنے اپنے قریبی کو مار ڈالا تھا کہ اسکو ورثہ نہ
پہنچے اور اسکی رسوائی ہو اور وہ قصاص میں مار ڈالا جائے اور بنی
اسرائیل پر رحمت کی کہ وہ جانیں کہ اللہ کا امر اور اللہ کا وعدہ کہ
مار کر پھر جلائیگا حق ہے اور حضرت موسی نے جو امر کیا یہ ضرور ہی جاننا چاہئے

يبدأ في الطاعة ثم يأمره بامتثال امره اذ تعمق بس
ينكشف بعد ان التدبر والتعمق في امر الله
سوء ادب فانزل الله بتلك العنايات التوراة
ولما وفق الله موسى عليه السلام الى رحمته
ساس بني اسرائيل سياسة حسنة فبعث فيهم
الانبياء ينذرونهم ويبشرونهم ويذكرونهم
ويامرونهم وينهونهم وذلك من الاستطاعة
الميسرة فمنهم من كان ملكا كيوشع عليه السلام
ومنهم من كان حبرا كاشعيا واليسع وشمويل
عليهم السلام ومنهم من كان راهبا قوي الرياضة
كالياس عليه السلام وذلك لاقتضاء المصلحة
وانتخاب الاقرب والاسهل في كل وقت والانبياء
عليهم السلام بنو علات ابوهم واحد هو
التربية الالهية والمناسبة بالنبوة وامهاتهم
شتى وهي الاستعدادات الوهبية والكسبية
وكانوا كلما اطاعوا التوراة واقاموها بارك
الله لهم وكلما عصوها انتقم منهم وكلما
احاط بهم داهية الهمهم حيلة النجاة وهي
السياسة الالهية ان لم ينعم ما نعم والله اعلم بالصواب

تاویل احادیث شمویل وداؤد وسلیمان ویونس علیہم السلام

كان الله تعالى اخبر في التوراة ان
بني اسرائيل سيعلون في الارض ويفسدون ويكفرون
مرتين ففي كل مرة يبعث عليهم عبادا اولي باس
شديد فجاسوا خلال الديار فلما جاء وعد

اگرچہ ظاہر میں بھید دیکھنے لگا اور سمجھ گیا کہ ایسا بھید تحقیق پر جو منکشف
ہوتا ہے ہوا اور جانا کہ اللہ کے امر میں تحقیق اور غور سے پیچھا کرنا بے ادبی کی بات
ہے تو اللہ نے پورا کیا اُن عنایتوں سے جو واقع ہوا اور جب خدا نے اُن کو
حضرت موسیٰ کو اپنی رحمت کی طرف اٹھا لیا تو حفاظت بنی اسرائیل کی اچھی
طرح کرانی نبی بھیجے جو ڈر سناتے تھے اور بشارت دیتے تھے
اور سمجھاتے تھے اور امر و نہی کیا کرتے تھے اور یہ سب باندازہ
قدرت میسر کے تھے تو اُن میں کوئی تو بادشاہ ہوا جیسے
یوشع علیہ السلام اور کوئی عالم جیسے اشعیا اور الیسع اور شمویل
علیہم السلام اور کوئی زاہد قوی الریاضت جیسے الیاس علیہ السلام
اور یہ سبب اقتضائے مصلحت سے تھا اور انتخاب اقرب و اسہل
سے ہر وقت میں اور تمام انبیا علیہم السلام باہم بنو علات تھے
یعنی ان کا باپ ایک تھا اور وہ تربیت الٰہیہ اور نبوت کے ساتھ مناسبت
تھی اور انکی مائیں جدا جدا تھیں اور وہ استعداد وہبیہ اور کسبیہ تھیں
یہ لوگ جب تک توریت کی اطاعت کرتے رہے اور اُس کے احکام بجا لاتے
رہے اللہ انکو برکت دیتا رہا اور جب نافرمانی کرتے تھے انتقام لیتا
تھا اُن سے اور جب ان پر کوئی بلا آتی اُسکی نجات کیواسطے انکو دلمیں نجات
کا حیلہ ڈال دیتا اور یہ سیاست الٰہیہ ہے جو کوئی امر مانع نہو واللہ اعلم

تاویل احادیث شمویل و داؤد و سلیمان و یونس علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے توریت میں خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل
ملک میں سرکشی کریں گے اور کفر و فساد برپا کریں گے
دو مرتبہ اور ہر مرتبہ ان پر بھیجے جائیں گے الیسے بندے جو بڑے
شجاع اور سخت لڑنے والے ہونگے پس پھیل جاویں گے ...

اولما عصوا احكام التورية فقيض عليهم جالوت
فقتل منهم وسبى وسلب التابوت الذي فيه تبركات
آل موسى وهارون فحزنوا وتابوا ورجعوا الى نبيهم
شمويل عليه السلام وطلبوا ملكا لانهم علموا
ان مقاتلة الاعادي وهم كثير لا يمكن الا باجتماع
الرأي في تدبير رجل لاقامة مصالح الملك وكان في
حكمة الله ان يدفع الكافرين بما شاء ولكن في بيان
يلهم المؤمنين ان يجاهدوا ويثبتهم ويشجعهم و
يسلطهم على من عاداهم اقرب تقريب واوفقه
بالمصالح الطبيعية فكان في تلك الواقعة عنايات
من الله منها انه لما قام طالوت ملكا طعنوا فيه
بانه ليس له سابقة في الملك ولا في السعة فكشف
النبي شمويل عليه السلام شبهتهم بانه يجب الانقياد
لالهام الله فيما دبره في خلقه فلم ينفعهم فاظهر الله
آية يطمئنون بها وهي ان ياتيهم التابوت فيه
بركات الصالحين آل هارون تحمله الملائكة و
ذلك انهم ابتلوا بالمصائب من القحط والمشاجرة
فيما بينهم فالهمت الملائكة انما ابتلوا لاجل التابوت
فلم يزالوا ينحونه عنهم قرية بعد قرية حتى اوصلوه
الى حد بلاد بني اسرائيل فحملوه على عجلة ووجهوها
الى بني اسرائيل اضرارا بهم وكان في الحقيقة تقريبا
لهم فلما اتاهم التابوت من غير سعي منهم كانت
آية لهم فاستانسوا ببركات موسى وهارون عليهما
السلام وافيض في ضمن هذا الاستيناس السكينة
والطمانينة والتصديق بكون الملك مؤيدا من الغيب

تو انہوں نے احکام توریت کی نافرمانی کی تو خدا نے ان پر جالوت کو
غالب کیا اوسنے انکو قتل کیا اور بردہ بنایا اور جس صندوق میں
تبرکات آل موسی و ہارون کے تھے وہ ان سے چھین لیگیا تو یہ غمگین
ہوئے اور توبہ کی اور رجوع ہوئے اپنے نبی شمویل علیہ السلام کیطرف اور ایک
بادشاہ طلب کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اتنے کثیر دشمنوں سے لڑائی لڑنی
بدون اجتماع رائے کے ممکن نہیں اور ملک کی مصلحت کیلئے ایک بادشاہ
ضروری اللہ تعالی کی حکمت میں ضرور تہا کہ کافروں کو جس طرح چاہے دفع کردے
لیکن دفع کیا ایسا انتظام کر کر کہ مسلمانوں کے دل میں ڈالدیا کہ جہاد کریں
اور انہیں ثابت قدم رکھے اور شجاع و دلیر بناوے اور ان کے دشمنوں پر
غالب کرے بہت نزدیک تقریب اور بہت موافق مصالح طبیعت کے
تو اس قصہ میں اللہ تعالی کی بہت عنایتیں تہیں منجملہ انکے ایک یہ ہے
کہ جب طالوت بادشاہ ہوا تو انہوں نے اسکو طعنہ دیا کہ یہ بادشاہ ہونے میں کچھ سابقہ
نہیں رکھتا نہ اسکو کچھ تونگری و آسودگی ہے حضرت شمویل نے انکا یہ خیال
مٹایا کہ اللہ کے الہام کی تابعداری کرو جو اسکی تدبیر ہے اسکی مخلوق
میں انکی سمجھ میں نہ آیا تو اللہ نے ایک نشانی ظاہر کی جس سے انکا اطمینان ہو گیا
اور وہ یہ کہ انکے پاس وہ صندوق آجاوے جس میں تبرکات آل موسی و آل
ہارون کے تھے فرشتے اٹھا لاویں اسلئے کہ دشمن مبتلا ہوئے بلا میں قحط پڑا اور باہم جھگڑے
پڑے تو فرشتوں نے انکے دل میں یہ بات ڈالدی کہ اس صندوق کے
سبب یہ مصیبتیں ہیں تو وہ اس صندوق کو اپنے ہاں سے ایک بستی سے دوسری
دوسری بستی میں نکالتے رہے حتی کہ بنی اسرائیل کی ملک کی سرحد پر پہنچا دیا
اور اسکو گاڑی پر لادکر بنی اسرائیل کی طرف ہانک دیا انکو ایذا دینے کیلئے اور حقیقت میں یہ
نزدیک ہونا تھا انکے واسطے تو جب وہ صندوق آگیا بدون انکی کوشش کے تو یہ
رہی انکی ایک نشانی ہوئی اور انہوں نے موسی و ہارون علیہما السلام کے تبرکات
سے آرام پکڑا اور اس انس کے ضمن میں انپر سکینہ اور اطمینان نازل ہوا اور بادشاہ
کی تصدیق ہوئی کہ یہ بادشاہ غیب سے تائید کیا گیا ہے

مباركا وهمتهم الى طالوت لحاجتهم الى معرفة من اهل
ومنازلهم في شجاعتهم وقوة قلبهم ليعتمد على كل
احد بما يرى فيه ولم يكن له سبيل الى تلك المعرفة
لانه على جناح التعجيل وهي انما يكون بعد ممارسة
وطول تعهد فاظهر الله لهم وابتلاهم به ونهاهم
عن شرب ماء الا غرفة واحدة بيده وكان هذا
منبعثا في الظاهر عن التوثق وقوة القلب
وانقياد الطبيعة لما امر به الحكمة و
الاقتحام في المهالك لم يلزم منه في حكم العقل
الشجاعة والانقياد للملك ولكن الله نفث في
هذه الحادثة بركة فلم تنبعث داعية
هذا الانقياد الا للكامل شجاعة وانقيادا فعرف
طالوت اهل الشجاعة والانقياد منهم فلما برزوا
لجالوت وهو في جمع غفير وشوكة عظيمة لم
يتوثق الا قلب من فطن فيه لذلك ومنها ان الله
اراد بداؤد ان يكون له لسان صدق في بني
اسرائيل ويتولى الملك فانطق الله الحجارة اي كشفت
من امرها لما مشى عليها كان يسمع منها انها آلة
قتل جالوت والقى الاضطراب في قلب طالوت حتى
شرط لقاتل جالوت نصف الملك وتزويج ابنته
ثم شجع قلب داؤد عليه السلام ومجد في يده
محاذبة لما اخره وامر الريح ان يحمل الحجارة اليها
فاهلك جالوت بهذا التدبير وقضى ما اراد من
نصرة بني اسرائيل ودفع الكافرين ورفع شان داؤد
عليه السلام وجعله ملكا وكان داؤد عليه السلام

اور بادشاہ مبارک ہو [illegible]
اپنے لشکر کا حال [illegible] شجاعت [illegible]
کریں تاکہ ظاہر ہو سکے [illegible]
آزمائش کا بالفعل [illegible] کوئی طریقہ نہ تھا کیونکہ [illegible]
جلدی تھی [illegible]
اللہ تعالی نے ایک [illegible]
پینے سے منع کیا لیکن ایک [illegible]
ایک سبب [illegible] اور قوت دل [illegible]
ہو [illegible] حکمت [illegible]
حکم تعمیل بادشاہ کی [illegible] شجاعت [illegible]
[illegible] برکت دی [illegible]
میں کامل تھا [illegible]
اور [illegible] جب مقابلہ [illegible] جالوت [illegible]
شان شوکت [illegible]
تھی اور کسی [illegible]
نے چاہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نبی اسرائیل میں [illegible]
اور والی ملک [illegible] ایک پتھر [illegible]
حال کھل گیا جب چلے [illegible] جالوت
اسی سے قتل ہوگا اور طالوت کو [illegible]
کہ جو جالوت کو قتل کریگا [illegible]
کرونگا [illegible] حضرت داؤد علیہ السلام [illegible]
جالوت [illegible]
پہونچا [illegible] داؤد نے اس [illegible]
جو خدا نے چاہا تھا [illegible] بنی اسرائیل [illegible]
[illegible] شان شوکت [illegible] بادشاہ [illegible]

رجلا شجاعا فاتاہ اللہ ملکۃ راسخۃ فی سیاسۃ
المدینۃ فجعلہ خلیفۃ فی الارض واعطاہ الامانۃ
ووضع بنی اسرائیل فی یدہ وجعل حقا علیہم وکتب
فی الملاء الاعلی انہم ان عصوہ عصوا اللہ وان
اطاعوہ اطاعوا اللہ فتصرف علیہ السلام فیہم
تصرفا حسنا فاقام الحدود وجاہد الکفار
وفصل القضایا المشکلۃ واظہر شعائر اللہ والف
بین اسباط بنی اسرائیل وکان لہ طریقۃ حسنۃ
فی التعبد والتذلل علی اللہ فالہمہ الزبور وہی
مائۃ وخمسون مزمورۃ کل مزمورۃ دعاء وتضرع
وطلب الخیر فی الدنیا والاخرۃ واستعاذۃ من اللہ
وکان صناعا بالید فالہمہ صنعۃ الدروع رحمۃ
من اللہ بہ لیکون اوسع لرزقہ وبالناس لتقیہم
من باسہم وسہل اللہ علیہ القرآن فکان یقرأ فی
زمان لا یقرأ فیہ غیرہ وذلک انہ بارک علی لسانہ
وعلی متخیلتہ فکان یتخیل کل لفظ بوجہ واضح فی
سویعۃ ویتلفظ بحسبہ تلفظا سریعا وجعل لہ صوتا
حسنا یؤثر فی الناس والدواب وسخر لہ الجبال فکان
اذا سبح جاوبتہ بالعشی والاشراق وذلک انہا کانت
تطن طنین القبۃ اذا صیح فیہا ثم بورک فی ہذا
الطنین فکان یخرج منہ اللفظ واصلہ ان النفس
العالیۃ ذات الہمۃ القویۃ اذا امتلأت بکیفیۃ
سرت فیما یلیہ من الانفس والطبائع وا[illegible]
من حجر وشجر بصرفۃ یقتضیہا الوقت فترونہا
فی الناس فیہ یسمعون ما سمعت وکان لداود علیہ السلام

ایک شجاع وبہادر آدمی تھے اور ایک ملک راسخ کا انکو ملکہ رکھتے تھے خدا نے انکو خلیفہ
کیا زمین میں اور امانت عطا کی اور بنی اسرائیل کو انکے قبضہ میں کیا اور حقوق
داؤد علیہ السلام کا ان پر ثابت کیا اور ملاء اعلی میں لکھا کہ اگر وہ داؤد
کی نافرمانی کرینگے تو اللہ کی نافرمانی کرینگے اور اگر اوسکی اطاعت کرینگے تو
اللہ کی اطاعت کرینگے پس حضرت داؤد علیہ السلام نے انمین بادشاہت کی
اچھی کہ شرع کی حدین جاری کین اور کافروں سے جہاد کیا اور مشکل قضیے فیصلہ
کئے اور اللہ تعالی کے احکام ظاہر کئے اور بنی اسرائیل کے گروہوں میں باہم
الفت کرا دی اور اللہ کی عبادت اور اوس سے عجز کرنیکا اُن کا بہت اچھا
طریقہ تھا اُن پر زبور نازل کی زبور کے ڈیڑھ سو حصے ہیں ہر حصہ میں
دعا و عاجزی اور دین و دنیا کی بہتری طلب کرنے اور خدا سے پناہ
مانگنے کا بیان ہے اور وہ ہاتھ کے کاریگر تھے انکو زرہ بنانیکا الہام
ہوا خدا کی رحمت سے اُن پر تو یوں کہ دولتمند اور فراخ رزق ہوں
اور لوگوں پر یوں کہ اونہیں لڑائی میں محفوظ رکھے اور اللہ تعالی
نے آسان کر دیا ان کو پڑھنا کلام الٰہی کا کہ وہ جتنی دیر میں
تلاوت کر لیتے تھے اوتنے عرصہ میں کوئی اور نہ پڑھ سکتا تھا اور
وہ یوں تھا کہ اُنکی زبان اور متخیلہ کو برکت تھی کہ ہر لفظ کو خیال کر لیتے
تھے واضح طریق سے اور اسکو زبان سے نکال لیتے تھے اُسکے موافق
بہت جلد اور انکو اللہ تعالی نے خوش آواز بنایا تھا کہ تاثیر ہوتی تھی
لوگوں کو اور چارپایونکو اور پہاڑونکو مطیع کر دیا تھا جب آپ تسبیح کرتے
تھے تو وہ بولتے تھے شام صبح اسطور پر جیسے گنبد سے بولو تو آواز آتی
ہے پھر اس آواز میں برکت دی تھی کہ اس سے لفظ نکلتے تھے اور اسکی اصل
یہ ہے کہ نفس عالی ہمت والا جب کسی کیفیت سے پر ہو جاتا ہے تو جو نفوس اور
طبیعتیں اُسکے نزدیک ہوتی ہیں اُنمین بھی اُسکا اثر سرایت کر جاتا ہے اور جسم جو کہ
پتھر یا درخت سے کوئی صرف [illegible] وقت سنتے ہیں اسکی قوت اور لوگوں
میں بھی سرایت کرتی ہے اور وہ کہی سنی ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
الذي [illegible] على ذلك بان مثل له
الملائكة في صورة الخصوم قال فالاكم من هذا
اخي له تسع وتسعون نعجة ولي نعجة واحدة
فقال اكفلنيها وعزني في الخطاب [illegible]
[illegible] وما [illegible] عليها
بان [illegible] داود عليه السلام [illegible]
[illegible] فاستغفر ربه
واناب اليه [illegible] بالكفارات [illegible]
ومنها ان كان ذات ليلة يذكر ربه اذ [illegible]
عليه الملائكة [illegible] بيت المقدس وكان
اهله في ذمة جالوت ولم يبق [illegible] وكان
في البيت سر عظيم كسر بيت الله الحرام [illegible] الله
له مكان البيت كما هو لابراهيم عليه السلام
ولكنه كان يجاهد في الله حق جهاده وكتب في
صحيفته انه هدم كثيرا من بنيان الناس [illegible]
استطوات بغير بيت الله على سبيل [illegible]
لا على سبيل الانتقام والغضب فقرب الى الله
ان لا يبنيه الا حسنة من حسناته وكان في

[illegible] بیت المقدس [illegible]
[illegible] حضرت داؤد علیہ السلام [illegible]
[illegible]
[illegible] کی محبت ہوگئی اور [illegible]
[illegible]
[illegible] نکاح کی رغبت کرتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حال [illegible] حضرت داؤد علیہ السلام [illegible]
[illegible] استغفار کیا اور [illegible]
[illegible]
[illegible] اللہ کی یاد کر [illegible]
[illegible] بیت المقدس [illegible] جالوت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت داؤد علیہ السلام

زمن داؤد علیہ السلام یعتدون فی السبت و
کان فی النوامیس المنزلۃ علی موسیٰ علیہ السلام
المحافظۃ علی السبت فاصطادوا السمک فمسخھم
اللہ قردۃ وذلک بان جعل السمک فاسد المزاج
متعفن الطبیعۃ فلما اکلوھا سری سوء المزاج فیھم
وتغیرت ابدانھم وتغیر تولد النسمۃ فیھا فاستتبع
ھذا التغیر نبت الشعر والقی علیھم الصغار و
الھوان وصاروا قردۃ فکان ھذا العذاب اقرب
الیھم فعذبوا وکان نکالا لما بین یدی تلک القریۃ
وما خلفھا ومنھا انہ رغب الی اللہ فی ان یخلفہ
من بعدہ فاستجاب دعاءہ فوھب سلیمان علیہ
السلام زکیا ذکیا حکیما اذا سمع ما یجری قضاء شریکا
لداؤد علیہ السلام فی فصل القضایا المشکلۃ
فکان یتفطن بالخیر النسبی فی الواقعات بخصوصھا
فنفشت غنم قوم فی زرع قوم فجاؤا الی داؤد
علیہ السلام ورفعوا قضیتھم فقضی بما ھو المنصوص فی
باب الاستھلاک وکان فیہ بخصوصہ ضرر
لاھل الغنم ففھمہ اللہ سلیمان علیہ السلام
ما ھو الخیر النسبی فی تلک الواقعۃ بخصوصھا و
علی ھذا الاسلوب اکثر قضایا سلیمان علیہ
السلام واوتی سلیمان علیہ السلام علوم الارتفاق
الثانی والثالث فاستخلفہ داؤد علیہ السلام
علی قومہ واوتی منطق الطیر وتحقیقہ ان المدارک الطبیعیۃ
والبھائم لھا علوم عادیۃ تاویھا ما تقتضی ما تعرض
الحاجات وربما اراد اللہ الھامھا من غیر الجبلۃ

کے زمانہ میں ہفتہ کے دن لوگ حکم الٰہی سے تجاوز کرتے تھے
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ہفتہ کی بہت محافظت
تھی تو وہ مچھلیاں پکڑتے تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بندر بنا دیا
اس طور کہ مچھلیوں کو فاسد المزاج اور متعفن الطبیعت کر دیا جب ان
لوگوں نے وہ کھائیں ان کے مزاج بگڑ گئے اور انکے بدن متغیر ہو گئے
اور بدل گئی جو ان میں روح پیدا ہوتی تھی پھر یہ تبدیل کا سلسلہ
کو پہنچ گئی اور بال نکل آئے اور رسوا اور ذلیل ہو گئے اور بندر ہو گئے
تو یہ عذاب انکے واسطے بہت قریب آ گیا تھا سو یہی ہوا اور یہ عذاب
ان لوگوں کے لئے عبرت ہو گیا جو اس قریہ میں تھے اور جو اس کے
پیچھے آئے تھے اور انکے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اللہ سے چاہا کہ فرزند صالح
ہو انکے بعد انکا جانشین ہو تو اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کی انکو فرزند
دیا حضرت سلیمانؑ جو بہت ذکی بہت ذہین دیندار حکیم خلیق نیکوکار تھے
پر حضرت سلیمان مشکل قضیوں کے فیصلہ دینے میں حضرت داؤد کے شریک
ہو گئے آپ خاص کر واقعات کی صورتوں میں بہتری جاننے کا بہت بڑا ملکہ رکھتے
تھے ایک قوم کی بکریاں رات کو ایک قوم کا کھیت چر گئیں وہ لوگ
حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فریادی آئے اور بیان کیا اپنا
قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی شریعت کے موافق وہ فیصلہ دیا جو
تاوان کرنے کی بابت کتاب میں بیان ہوا تھا اور اس میں خاص کر بکری
والوں کا نقصان تھا اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی حضرت سلیمانؑ کو خیر نسبی
سو اس واقعہ میں خصوصاً اور اسی طور پر اکثر فیصلوں میں وارد ہو گئے
حضرت سلیمانؑ ارتفاقات کے علوم ثانی اور ثالث تو حضرت داؤدؑ
نے انکو خلیفہ کیا اپنی قوم پر اور انکو پرندوں کی بولی کی سمجھ دی اور
اسکی تحقیق یوں ہے کہ پرندوں اور چارپایوں کے علوم عادیہ
الہام ہوتے ہیں انکو جیسا انکو حاجت پیش آتی ہے اور کبھی اتفاقاً
جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کوئی امر جیسی چارپایوں کی خبر ہو

كما هو خلاص من ورطة او وصول الى خير فالهم
في قلبها شيء وربما اراد الله تعليم شيء لعبد فقيض
طيرا والهم في قلبه علم العبد بواسطة الطير
كقصة هدهد ولها اصوات تدل على حالات
تعرض لها كالغضب والفزع والشبق والجوع فعلم
الله سليمان عليه السلام اكثر هذه العلوم و
ربما علم الله بعض اهل المعرفة ايضا شيئا من
ذلك ولهذه الامور اسباب جزئية لا تكاد تنضبط
وسخر له الريح والجن وذلك ان الاصل في وجود
الريح والنار وغيرها قيومية الحق والماء الذي
هو العنصر الاول فرب قيومية يصير بها الشيء
ريحا ورب قيومية يصير بها ماء وعلى هذا القياس
والعبد الكامل ربما كان له مناسبة ببعض تلك
القيوميات فكان لسليمان عليه السلام مناسبة
بقيومية الريح والنار وكان لنفسه همة قوية في تسخير
الشيء فبورك له فيها بتلك المناسبة فسخر الشياطين
يبنون له ما يشاء من محاريب وتماثيل ويغوصون
في البحر ويعملون له عملا دون ذلك وكان يجلس على
سريره ثم يامر الريح فتحمله الى حيث شاء وكان لسليمان
عليه السلام وقائع عجيبة منها انه عرض عليه
الخيل فاعجبته واشتغل بها حتى فاته وقت
طاعة فاصابه غيرة شديدة فقتل الخيل وعقرها
ومنها انه ضاق صدره لتهاون الامراء فيما امرهم من
الحروب فتمنى ان يواقع نسائه فتلد كل واحدة منهن
فارسا يجاهد في سبيل الله فتمسك بالاسباب وذهل

کسی مصیبت سے بچنا یا کسی بہتری کو پہنچنا تو ان کے دل میں الہام کر دیتا
ہے کوئی چیز اور بسا اوقات کسی اپنے بندہ کو کچھ سکھانا چاہتا
ہے تو اسکو کسی پرندہ پر غالب کر دیتا ہے پرندہ کے دل میں الہام ڈالتا ہے
اور اس بندہ کو اس پرندہ کے واسطے سے تعلیم دیتا ہے جیسے ہدہد
کا قصہ ہے اور انکی آوازیں ہوتی ہیں جو انکی حالتوں پر دلالت کرتی
ہیں جو انکو حال پیش آتے ہیں جیسے غضب اور بیقراری اور جفتی کی
آرزو اور بھوک کا ہونا تو حضرت سلیمانؑ کو ان علوم کا اکثر حصہ سکھا دیا
اللہ نے اور اکثر اوقات اللہ تعالیٰ بعضے عارفوں کو بھی اس
علوم سے سکھا دیتا ہے اور ان امور کے واسطے اسباب جزئیہ ہیں
کہ وہ ضبط نہیں ہو سکتے اور ہوا اور جن ان کے تابع کر دیے گئے
اور یہ امر یوں ہے کہ ہوا و آگ وغیرہما کے وجود میں قیومیت حق کی ہے
واسطے پانی جو عنصر اول ہے تو کبھی قیومیت سے ایک شئی ہوا ہو
جاتی ہے اور کبھی قیومیت سے پانی ہو جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس اور
عبد کامل کو مناسبت ہوتی ہے بعضی قیومیت سے تو حضرت سلیمانؑ کو
مناسبت تھی قیومیت ہوا اور آگ سے تو انکے نفس میں تسخیر
شئے کی ہمت قوی تھی اور انہیں برکت دی گئی اس مناسبت میں
انکے واسطے شیاطین مسخر ہو گئے جو چاہتے تھے ان سے بنواتے تھے بڑے بڑے
طاق اور تصویریں اور دریا میں غوطہ لگاتے تھے اور انکے واسطے اور بہت
کام کرتے تھے اور وہ تخت پر بیٹھتے تھے اور ہوا کو حکم کرتے تھے وہ
تخت کو لیجاتی جہاں چاہتے اور انکے عجیب عجیب واقعات میں سے ایک
ایک یہ ہے کہ جب گھوڑے سامنے آئے اور انکو پسند کر انمیں مشغول ہوئے
کہ نماز کا وقت فوت ہو گیا تو انکو سخت غیرت آئی اور سبکو قتل کر ڈالا
منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ ایکبار امیروں کی سستی لڑائی میں دیکھ کر تنگدل ہوئے پس آرزو
کی کہ اپنی بیبیوں سے صحبت کریں اور انمیں ہر ایک سے ایک بیٹا پیدا ہو
جہاد کرے اللہ کی راہ میں تو انہوں نے اسباب پر تمسک کیا اور

عن التفويض الى الله والاستعانة به لعارف
لا يتمسك بالاسباب حتى يستعين بالله قبل
ذلك ويرى سراية التدبير فيها فنبهه الله بان
لم تلد نساؤه شيئا فحمل منه رقيقا بواسطة
كثرة الشبق فلم يحصل منه التصوير الا شقا
ساقطا فالقى ذلك الجسد الغير المسوى على
سريره فعلم السر وتاب الى الله واستعان منه في
الملك وقال رب اغفر لي وهب لي ملكا لا ينبغي
لاحد من بعدي ومنها انه مر على وادي النمل و
هو على متن الريح فقالت نملة يا ايها النمل ادخلوا
مساكنكم لا يحطمنكم سليمان وجنوده
بقدر علمها فسمعها سليمان عليه السلام و
عرف مقالتها وشكر على ما اوتي من منطق
الحيوانات ومنها انه تفقد الطير فلم يجد
الهدهد فاوعده وعيدا شديدا فعلم الله
علما عجيبا رحمة بالهدهد ليتخلص عن الوعيد
وبسليمان عليه السلام ليعرف له مسالك
بلقيس وببلقيس وقومه ليؤمنوا فكانت الحكمة
يومئذ ان يعلم سليمان عليه السلام حالة
بلقيس على لسان هدهد واشار الهدهد
الى انها كافرة وانها اوتيت من المال والجمال امرا
عظيما ينبه على تلك الغايات المطوية في هذه
القصة ومنها ان الله تعالى خلع عرش بلقيس
عن الاحكام الناسوتية واعطاه حكم المثال ثم
البسه الناسوت في هذا المكان الدعوة عند صالح

اللہ تعالیٰ کی تفویض میں [illegible] کرنے اور [illegible]
اور عارف کو تنبیہ تھا [illegible]
سمجھا [illegible] اس سے پہلے [illegible]
اسباب [illegible] سرایت [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کو [illegible]
بی بی [illegible] فرزند [illegible]
شہوت [illegible]
جسم [illegible] ان کے تخت [illegible] ڈال [illegible]
کی [illegible] بادشاہی [illegible] اغفر لی و
ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی [illegible]
کہ انکا وادی النمل پر گذر ہوا [illegible] ایک چیونٹی
نے اور چیونٹیوں سے کہا اپنے گھروں میں گھس جاؤ [illegible]
سلیمان اور انکا لشکر [illegible] اس چیونٹی [illegible]
موافق [illegible] سلیمان نے سن لیا [illegible] کا کہنا [illegible]
اور اللہ [illegible] کا شکر کیا [illegible] حیوانات کی بولی [illegible]
ایک یہ ہے کہ [illegible] ہدہد کو [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] شفقت [illegible]
[illegible] بلقیس کا ملک [illegible]
اور بلقیس اور اسکی قوم پر رحمت [illegible] کہ وہ ایمان لاویں تو
حکمت [illegible] حضرت سلیمان کو بلقیس کا حال ہدہد کی
زبانی معلوم کرائی اور اشارہ کیا [illegible] کہ وہ کافر ہے اور اسکو
مال اور جمال بہت ملا ہے اس قصہ میں [illegible]
[illegible] ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے تخت بلقیس [illegible] احکام ناسوتیہ [illegible] حکم مثال [illegible]
اس مکان میں احکام ناسوتیہ [illegible]

[illegible] مجھ کو بخش دے اور ایک ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو ۱۲

[illegible] عليه السلام [illegible] زكريا وسليمان
عليهما السلام [illegible] بقيت [illegible]
لانه كان [illegible] وجه [illegible]
[illegible] افراى احسن [illegible]
[illegible] عليه السلام [illegible]
[illegible] الانبياء
[illegible]
[illegible] فلم يقرب
[illegible] اختار [illegible] بالشرب والعرب
[illegible] والعطش فهلكوا وجميعا
[illegible] فاقتلوا [illegible]
[illegible] على ذلك [illegible] فوابنيه [illegible]
[illegible] بامر اشعيا عليه السلام
[illegible] يقوم بالانذار ولو بواسطة
[illegible] يونس [illegible]
[illegible] وكان من جود الله وعنايته لانه
ولد [illegible] الله بطريق خرق العادة
فالتوى فيه العناية وتكفل الله امره في [illegible]
بالالهام [illegible] ثم تكفل [illegible]
تزوج [illegible] ان يخطب ابنته
ذلك [illegible] ذلك ان يزوج ابنته من هذا او
بالجملة فكانت العناية الالهية ملتوية في
نعمته فلذلك اختاره اشعيا عليه السلام
للرسالة فجبن عن مقاومة الجبابرة وكره
[illegible] كراهية طبيعية لا كراهية عقل فالتنبيه

[illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] اور [illegible]
حضرت [illegible] دیکھا [illegible]
[illegible] داؤد علیہ السلام [illegible]
[illegible] بادشاہ دنیا [illegible]
[illegible] انبیا کو [illegible]
[illegible] ظاہر کرنا [illegible]
[illegible] بنی اسرائیل کو [illegible]
اور پیاس [illegible] کر دی جاتی [illegible]
[illegible] عداوت [illegible]
اور [illegible] ایک قوم [illegible]
[illegible] اور [illegible]
کی [illegible] شعیا علیہ السلام کو حکم [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت یونس [illegible]
[illegible] وجود اللہ کی بخشش اور اسکی عنایت [illegible]
[illegible]
[illegible] خرق عادت [illegible]
[illegible]
[illegible] اللہ [illegible] انبیا [illegible]
[illegible] اپنی بیٹی کو [illegible] بیاہ [illegible]
اپنی بیٹی کو [illegible] بیاہ [illegible] عنایت الٰہی [illegible]
[illegible] حضرت شعیا [illegible]
[illegible] مقابلہ [illegible]

نفسه من ذلك مغاضبا فعاقبه الله فضلت
امرأته عن الطريق وذهب الموج بولده وتفرقه الذئب بالآخر
فتألم فتاب الى الله وترك الرفاهية واستقام على
مشاق الدعوة فلما اتاهم دعاهم الى التوحيد فكذبوه
وحبسوه وآذوه فدعا الله تعالى ان يهلكهم جميعا فمنعه
ولما يأن وقت هلاكهم فان الله لا يرضى بهلاك قوم
حتى ينفذ اللعن فيهم كل منفذ فاكتسبت نفسه هيئة
شبيهة بالقتل بغير حق فنظر الله اليه وهو بتلك الهيئة
فالتوى عليه الهلاك فكان له وقائع منها ان القوم لما
عاينوا العذاب تابوا الى الله وتضرعوا اليه باجمعهم فتاب
الله عليهم وكشف عنهم العذاب وسوّل الشيطان
ليونس عليه السلام ان القوم كذبوه وعزموا على ايذائه
فخاف منهم ففر منهم من غير تضرع الى الله وانما الحري
بالكمل ان يفوضوا امورهم الى الله فاذا احسوا بتدبير
منه سكنوا في الاسباب يتبعونها فلما ابق اكتسبت نفسه
هيئة اخرى فركب سفينة فاهتاجت الامواج فساهم فكان
من المدحضين فالقى نفسه في البحر فالتقمه الحوت
فسبّح وكفّر عن ذنبه فتاب الله عليه وعادت الرحمة الالهية
اليه فقذفه الحوت بالعراء وهو سقيم ونبتت عليه
شجرة من يقطين لئلا يقع عليه الذباب وقيض في قلوب
الوحش ان يرضعوه بان خيل اليها انه ولدها فهاجت
الرحمة في صدورها كما تهيج على ولدها وهكذا انفك عن
جسمه ما كان من قوى وصح فيبست اليقطينة وذهبت
الظبية فحزن عليهما فاوحى الله يا يونس تبكي على يقطينة
انبتت بلا سعي منك لم تزرع فيها ولا تبكي على مائة الف

اس نے ایک تنگ غصہ حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے مواخذہ کیا کہ راہ میں بی بی
گم ہوگئیں اور ایک بیٹے کو پانی کی موج بہا لے گئی اور دوسرے کو
بھیڑیا لے گیا تو آپ غمگین ہوئے اور توبہ کی اللہ تعالیٰ سے اور آرام و آسودگی
چھوڑ دی اور ہدایت کی مشقتوں پر قائم ہوئے اور جب آپ قوم میں پہنچے
انکو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلایا انہوں نے جھٹلایا اور قید کیا انکو
اور تکلیف دی پس آپ نے اپنی کوشش ہمت سے دعا کی انکے ہلاک ہونے کی
اور چونکہ ہلاکت کا وقت ابھی نہیں آیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک
کرنے پر راضی نہیں ہوتا جبتک کہ سب طرف سے اوسپر لعنت نہو لہذا
انکے نفس کو ایک ایسی ہیئت حاصل ہوئی جو قتل ناحق کے مشابہ ہوتی
ہے پس اللہ تعالیٰ نے انکی طرف نظر کی اور وہ اس حالت میں تھے پھر ہلاکت
ملتوی رہی اور انکو بہت سے واقعے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب قوم
نے عذاب دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور عاجزی سے روئے سب اللہ تعالیٰ نے توبہ
قبول کی اور عذاب موقوف کیا اور شیطان نے حضرت یونس کے دل میں یہ وسوسہ
ڈالا کہ قوم نے انکو جھٹلایا اور ارادہ اونکے ایذا کا کیا ہے وہ ڈر گئے اور وہاں سے
بھاگ گئے اللہ تعالیٰ سے بغیر تضرع کئے حالانکہ کاملوں کو چاہئے کہ اپنے سب کام اللہ کو
سونپ دیں اور جب کوئی اوسکی تدبیر معلوم کریں کہ عالم اسباب میں ہیں
تو اسکے تابع ہوں تو جب یہ بھاگ گئے انکے نفس نے دوسری ہیئت حاصل کی
کشتی میں بیٹھے اور دریا کی موجوں نے جوش کیا قرعہ ڈالا انکے نام نکلا دریا میں
گرے مچھلی نے نگل لیا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہی اور گناہ سے بیزاری اختیار کی
پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی اور رحمت الٰہیہ انپر نازل ہوئی مچھلی نے انکو چٹیل
میدان میں ڈالدیا اور بیمار تھے اور ناتوان تھے انپر درخت کدو کا پیدا ہوا
کہ اوسکے پتوں میں مکھی نہ بیٹھے اور وحشی کے دلمیں ڈالدیا کہ اسکو دودھ
پلائیں اور یہ یوں ہوا کہ وحشی جانور دوڑ گئے لیکن یہ خیال پیدا ہو گیا کہ یہ
ہمارا بچہ ہے پس انکے دلوں میں رحم نے جوش کیا جیسا اپنے بچہ پر ہوتا ہے اور اسطرح
انکے سب کاموں کا فیصلہ ہوا یہاں تک کہ وہ قوی اور تندرست ہوگئے پھر وہ کدو

[illegible]

او یریان وهذا الوحی ظاهر لبعض ما ارتکبت نفسه
وذلک لانها اذا ارتکبت النفس الزکیة صبغة
لابد لها ان تنفطر بتلک الصبغة وبکونها مصبوغة عند ربّ
العالمین امر علمه ویوافقه خارجیة کالمنام او بوحی الهی کما یکون
لسائر الانفس فی البرزخ عند هیئة الطیبة ثم مرّ یونس
علیه السلام علی قوم یجتنون ثمارهم ویلقونها علی الارض
فقال لهم لم تفسدون ثمارکم لا تشفقون علیها فاوحی
الله الیه تشفق علی ثمارهم ولا تشفق علی مائة الف
او یزیدون ثم اذ مر فیه رجل کان یعمل فخارا فاوحی
الله الیه ان مره بکسر فخاره فنبه الرجل فقال انا صنعته
فضربه الله مثلا لما اراد یقومه ثم دعا الله لزرع رجل
فانبته الله احسن نبات ثم اهلکه فحزن علیه فضربه
الله مثلا فضرع الی الله وتاب الیه فتاب الله علیه توبة
خالصة وعاد التکفل کما کان یزد علیه امراته واعطا
مائة دینار ورد علیه اولاده ثم فرقه من بطن الحوت
اظهر علیه الآیات وجعل له لسان صدق فی قومه وذلک
لان الله تبارک وتعالی کالمرآة کما قال انما هی اعمالکم احصیها
علیکم فمن قام بصبغة حسنة جوزی بالحسنة ومن
قام بصبغة سیئة جوزی بالسیئة والقلوب بین اصابع
الرحمن فاذا اراد بعبد نقمة قلب القلوب الی ما یؤذیه واذا
اراد بعبد نعمة قلب القلوب الی ما ینفعه وهذا من نعم الله
دائما لاسیما فی حق المجردین لامر الله من تکفل تربیته و
کان یونس علیه السلام منهم تاویل احادیث
زکریا ومریم ویحیی وعیسی
علیهم السلام کانت حنة عاقرا واسنت

آور بیچ نہیں پھیر دیا اور یہ وحی بعض اوس چیز کے ظہور میں تھا جو حضرت یونس علیہ السلام
کے نفس نے حاصل کیا تھا کیونکہ جب نفس زکیہ کسی رنگ کا مرتکب ہوتا ہے
تو ضرور ہے کہ اوس رنگ میں رنگ جاوے اور معلوم کرے کہ وہ اللہ تعالی کے نا پسند ہے
خواب میں یا کسی واقعہ خارجیہ کے وسیلہ سے جو مثل خواب کے ہو یا وحی الہی
کے ذریعہ سے جیسا کہ ہوتا ہے سب نفسوں کو برزخ میں بعد ہیئت کی ہدایت کیونکہ
پھر گذرے حضرت یونس علیہ السلام ایک قوم پر جو اپنے پھلونکو چن کر زمین پر پھینکتی تھی انہوں
نے اُنسے کہا کہ کیوں اپنے پھلونکو خراب کرتے ہو اور ذرا شفقت نہیں کرتے کام نہیں
اللہ تعالی نے وحی کی کہ اے یونس تمکو انکے پھلونپر شفقت آتی اور ایک لاکھ یا زیادہ
آدمیوں پر نہ آئی پھر انکی ملاقات ایک شخص سے ہوئی اور وہ مٹی کے برتن بناتا تھا
اللہ تعالی نے وحی کی انکو کہ اس سے کہو کہ اپنے برتن توڑ ڈالے انہوں نے کہا
اس سے یوں ہی کہا اوس نے گالی دیکر کہا کہ تو دیوانہ ہے پس خدا تعالی نے اوسکو
مثل بنائی اونکی جو انہوں نے ان لوگونکا ہلاک چاہا تھا پھر ایک شخص کی کھیتی
کیواسطے اللہ تعالی سے مانگی اللہ تعالی نے اوسکو خوب پھلایا بہت اچھی طرح سے پھلی پھولی
پھر اسکو ہلاک کر دیا تو انکو رنج ہوا یہ بھی اللہ تعالی نے مثل بنائی تو انہوں نے
اللہ تعالی سے بہت عاجزی کی اور توبہ کی اللہ تعالی نے قبول کی اور انپر رحمت فرمائی
کی اور انکا تکفل جیسا ہی کیا جو پہلے تھا اور انکی بی بی بھی مل گئی اور انکو سو
دینار دیے اللہ تعالی نے اور انکی اولاد بھی مل گئی اور انکو مچھلی کے شکم سے نکالا اور انپر
نشانیاں ظاہر کیں اور انکو اپنی قوم میں سچا کیا یہ سب اسلیے ہوا کہ اللہ تعالی مثل آئینہ کی
ہے جیسا ارشاد فرمایا ہے کہ یہ تمہارے اعمال ہیں اور کچھ نہیں تمپر شمار کرتا ہوں جو اچھا
رنگ قائم ہوتا ہے اوسکو اچھا بدلہ دیتا ہے اور جو برا رنگ قائم ہو اسکو برا بدلہ دیتا ہے
اور سب دل اسکی انگلیوں میں ہیں جب کسی کو تنگی دینا چاہتا ہے تو لوگونکے دل اسی
چیز کیطرف پھیر دیتا ہے جس میں اسکو ایذا ہو اور جب کسی پر نعمت چاہتا ہے تو لوگوں کے
دل اسطرف پھیر دیتا ہے جس میں اسکو نفع ہو اور اللہ تعالی کا یہ کام ہمیشہ ہے خصوصاً ان لوگوں
کے حق میں جنکی تربیت اور پرورش کا وہ کفیل ہوا ہو اور حضرت یونس علیہ السلام بھی انہیں میں سے تھے
تاویل احادیث زکریا و مریم و یحیی و عیسی علیہم السلام حنہ ایک بانجھ

رأت علامة نزق فرخ لها فاشتاقت الى الولد وبكت و
تضرعت الى الله فبارك الله في تلك المشاهدة وتلك
الرقة فازال العقر بادمان البشاشة ما يخوها فذكر الاطباء من ان
الرؤية مصافحة الحيوانات تعد النفس لاقامة القوة
النسلية فيصير العضوين صحيحا فكذلك لما رأت حنة
الحمامة تزق الفرخ تذكرت امر الولد وحنت اليه اشد
حنين فاستقام منها ما كان فاسدا ثم ان الله القى في
قلبها رغبة في الولد الذكر فاثرت متخيلتها وتاكد
عزيمتها وصحت رجاءها تاثيرا في الجنين فصارت
مريم مباركة فيها امزاج من امزجة الفحول ونشأت
في الجسد كاملة المزاج صحيحة الفطرة والنظافة كالهيئة
التي تكون لاكابر الرجال ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم
كمل من الرجال كثير الحديث وكانت انثى من كرة منه
المؤمنة من الرجال ونحو ذلك ولما انتهى في وجوه ...
الى الله والرجاء منه واجتمعت الهمة على ذلك الجهة
نفذت في القوة المصورة فلما وضعتها انثى تحققت
الوالدة فلم يكن المحرر الا الذكران لكن تقبل الله مريم بالحرية
لانها مباركة محررة فالقى في قلب زكريا عليه السلام
وسائر السدنة القبول وان خالف الرسم واظهر عنايته بالله
بربوبيته لم يجعل كفيلها الا زكريا عليه السلام فانه
كان نبيا صبيرا شفيقا بها وامرأته خالتها فالقى في
قلوب السدنة والاحبار ان يتحاكموا بالقاء الاقلام
في النهر يظن كل واحد انه يصير اليه الامر وكان في
ذلك تقريب الى ظهور الحق في جانب زكريا عليه
السلام ومنها انه ظهرت الآيات على مريم ...

انھوں نے دیکھا کبوتر کو اپنے بچے کو دانہ بھراتی ... [illegible]
اور ... وہ دعا ... کمال ... [illegible]
اس مشاہدہ ... [illegible]
جاتی رہی ... [illegible]
بچہ کو ... حیوانات کو ... [illegible]
... [illegible]
اسی طرح جب حنہ نے کبوتر کو دیکھا کہ اپنے بچہ کو دانہ ... [illegible]
... اپنا ... میں کمال اعتقاد ... [illegible]
... [illegible]
پیدا ہوئی ... [illegible]
لڑکی کی ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
اور ... [illegible]
اور ... [illegible]
پیدا ہوئی لڑکی تو ... اللہ تعالیٰ کی ... [illegible]
آزاد ... لیکن اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کو قبول کیا
کر لیا ... مبارک تھیں اور ... [illegible]
... زکریا اور تمام ... [illegible]
قبول کر لیں اگرچہ ... اللہ کی عنایت ... [illegible]
... کفیل حضرت زکریا کو کیا کہ وہ نبی ... [illegible]
اور ان کی بیوی حضرت مریم کی خالہ تھیں ... [illegible]
اللہ ... انصاف کریں ... [illegible]
... حضرت زکریا کی جانب

بقول کن من غیر سبب عنصری کالذی یخلقه الله لاهل الجنة فی الجنة وکان زکریا علیه السلام عارفا بالله عالما بسنته فی خلقه فعرف ان للقوی الروحانیة ظهورا عجیبا فی تلک الایام وان التکوین یومئذ لا یتوقف علی سبب عنصری کالایام التی کانت عند خلق آدم علیه السلام فرغب الی الله فی ولد یخلقه من بعده یقیم الحبورية ویدعو الناس الی طاعة الله فانه کان یخاف اولاد اعمامه ان یاخذوا عرض هذا الادنی فیضلوا ویضلوا فرغب رغبة عظیمة فاجاب الله تعالی دعاءه وجعله شابا وازال عقم امرأته فتولد یحیی علیه السلام حکیما متوجها الی الله ولم یکن یصل الی النساء لان کل شئ لم ینعقد علیه الاسباب الارضیة یکون فیه ضعف بحسب الاخلاق الحیوانیة ویکون محروما من مرافق الدنیا وان کان مبارکا فیما یرجع الی الاقترابات الالهیة فکان زهد یحیی وعیسی علیهما السلام وحبهما الخمول واعراضهما عن الریاسات والملاذ من هذا القبیل فان الکمالات الانسانیة لا تظهر فی نفس الا قدر ما تطیبت لها النسمة بحسب جبلتها فرب انسان یکون ذکیا فیکون کماله الحکمة والرسوخ فی العلم ورب انسان یکون له الملکة العادلة والسیاسة فیتوجه الی الله فیرزق الخلافة وطلب زکریا علیه السلام آیة تدل علی حمل امرأته بالولد المبشر فاوحی الیه ان لا تکلم الناس ثلثة ایام وذلک لان عنایة الحق وهمم الملاء الاعلی

فرمان کن سے پیدا کیئے بدون سبب عنصری کے جیسے اہل جنت کیواسطے جنت میں خدا تعالی ایک مخلوق پیدا کریگا اور حضرت زکریا عارف باللہ اور سنت اللہ کے عالم تھے جو اسکی مخلوق میں جاری ہے انہیں معلوم ہوا کہ ان دنوں قوائے روحانیہ کا ظہور عجیب ہونیوالا ہے اور اسباب تکوین سبب عنصری پر موقوف نہیں یہ ایام انہی جیسے ہیں جنمیں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے پس چاہا انہوں نے اللہ سے دعا کی فرزند کی کہ وہ انکے بعد خلیفہ ہو حبوریۃ کو قائم کرے اور لوگونکو اللہ کی اطاعت کیطرف بلا‌ئے کیونکہ انکو اپنے چچازادوں کیطرف سے ڈر تہا کہ وہ دنیا کی فانی عزت و آبرو اختیار کرین تو آپ بھی گمراہ ہوں اور دوسرونکو بھی گمراہ کرین تو کمال رغبت سے دعا کی اللہ نے قبول کی اور انکو جوان بنادیا اور بیوی کا بانجھ پنا دور کیا حضرت یحیی پیدا ہوئے جو حکیم اور اللہ کیطرف رجوع کرنیوالے اور عورتوں سے نہ ملتے تھے اسلئے کہ جس شئے پر اسباب ارضیہ منعقد نہیں ہوتے اوسمیں ضعف ہوتا ہے موافق اخلاق حیوانیہ کے اور دنیا کے کاموں سے محروم ہوتا ہے اگرچہ وہ مبارک ہوتا ہے اون چیزونمیں کہ تقربات الہیہ کیطرف رجوع کرتی ہیں تو حضرت یحیی اور عیسی علیہما السلام کا زہد اور انکا گمنامی کو دوست رکہنا اور ریاسات سے منہ پھیرنا اور پناہ مانگنا بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ کمالات انسانیہ نفس میں اسیقدر ظاہر ہوتے ہیں جسقدر روح اپنی جبلت کے لحاظ سے انکے لئے آمادہ ہوتی ہے بعضے آدمی کی ہوتے ہیں انکا کمال حکمت اور علم میں رسوخ اور بعضے نہیں بلکہ عدالت و سیاست ہوتا ہے تو وہ اللہ کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تو اللہ اون کو بادشاہت دیتا ہے اور طلب کیا حضرت زکریا علیہ السلام نے نشان اپنی بی بی کے حمل رہنیکا اس فرزند کی جس کی بشارت ہوئی تھی تو انہیں اللہ تعالی نے وحی کی کہ تین دن آدمیوں سے بات نہ کرے اور یہ اسواسطے کہ حق کی عنایت اور ملاء اعلی کی ہمتیں

لما مثلت بالناسوت متوجهة اليه احاط بنفسه
هيئة ملكية فلم يستطع معها التكلم الا رمزا خفيفا
ثم ان مريم حاضت في ايام سريان قوى الروحانيات
في تلك البقعة فلما طهرت انتبذت الى مكان
بعيد من الناس لتغتسل واسدلت سترا ونزعت
ثيابها فارسل الله اليها جبريل في صورة شاب سوي
الخلق ممتليا شبابا وجمالا فرأته مريم وهي شابة
قوية المزاج فخافت على نفسها الفساد والتجأت
الى الله بقلبها ليعصمها فكانت لها حالة عجيبة
اما الطبيعة فحصل لها ما يحصل عند الجماع من
ثوران القوى النسلية كما ان النظر ربما كان سببا
للانزال واما النفس فحصل لها الالتجاء الى الله
والاعتصام به حتى ملئت من حالة عصمية فائضة
من الغيب اما الصورة الانسانية فكانت على
شرف الظهور لمخالطة الروح الامين ولما قال
جبرئيل عليه السلام انا رسول ربك لاهب لك
غلاما زكيا ابتهجت وانشرحت وانست ولما رأى
جبريل هذا حالها نفخ في فرجها فنزلت النفخة
رحمها فانزلت وكان في منيها قوة مني الذكر
فحملت والقوى في الجنين ما كان غالبا على مريم
من الاعتصام بالله والالتجاء اليه والابتهاج
والانبساط بالهيئة الملكية فان حالتها سرت في
كل قوة من قوى نفسها حتى المصورة والمولدة
والامر ها هنا امر الاطباء لمن اراد ان يذكر ولدا ان
يتصور في حالة الجماع غلاما والقوى فيه حكم

جب عالم ناسوت مین آئین اُنکی طرف متوجہ ہو کر تو اُنکی ہیئت
ملکیہ نے اونکے نفس کو گھیر لیا اوسکے سبب کسی بات نہ کرسکے مگر خفیف
اشارہ سے پھر حضرت مریم علیہا السلام کو قوائی روحانی کی
ساری و جاری ہونیکے زمانہ مین ایام آ گئے اُس جگہ مین پھر
جب اُن سے پاک ہوئین تو علیحدہ دور ایک مکان مین گئین لوگون
سے چھپکر کہ وہان غسل کرین اور پردہ ڈالکر کپڑے اُتارے
اللہ تعالیٰ نے اُنکیطرف جبریل ع کو بھیجا ایک سڈول جوان کی صورت مین جو
جوانی اور جمال سے بھرا ہوا تھا حضرت مریم ع نے دیکھا اُنکو اور یہ جوان
اور قوی مزاج تھین ڈرین کہ نفس کو انکے فساد نہ کر ڈالے اور دل سے اللہ تعالیٰ
کی جناب مین دعا کی کہ انکی عصمت و پاکدامنی پر حرف نہ آوے پس
اُنکو ایک عجیب حالت پیش آئی اسوقت طبیعت کو وہ کیفیت حاصل
ہوئی جو مرد کی صحبت سے ہوتی ہے یعنی قوائے نسلیہ کا انتشار جیسے کبھی
کسیکو نظر کرنے سے انزال ہو جاتا ہے اور نفس کو التجا حق تعالیٰ سے
اور اُس سے اُمید قوی تھی یہانتک کہ حضرت مریم حالت عصمت سے جو
غیب سے فائض تھی پر ہو گئین اور صورت انسانیہ شرف ظہور پر تھے
بسبب حضرت جبرئیل ع کے آنیکے اور جب حضرت جبرئیل نے کہا کہ
انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا تو شاد و خوش ہو گئین اور اُنسے اُنس کیا
اور حضرت جبریل ع نے جب اُنکا یہ حال دیکھا تو اونکے ستر مین پھونک
مارے اُس سے رحم مین ایک گدگدی ہوئی اور منزل ہو گئین اور
حضرت مریم ع کے نطفہ مین قوت مرد کے نطفہ کی تھی حمل رہگیا اور جو
بات حضرت مریم ع مین تھی وہ بچہ مین آ گئی یعنی اللہ تعالیٰ سے اعتصام اور
اُسکی طرف التجا اور خوشی و خورسندی ہیئت ملکیہ سے پس اُنکی حالت سرایت
کر گئی ہر قوت قوائے نفس مین یہانتک کہ قوت مصورہ اور مولدہ تک اور یہان
اور بات یہ ہے جو اطبا کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ گھر لڑکا پیدا ہو وہ وقت
صحبت کے لڑکے کا تصور کرے اور حضرت جبریل ع نفخ کیطرف

عالم المثال في خواص الروح من قبل نفخ جبرئيل إذ هو
السبب في النفخ فحصلت في جبلته ملكة راسخة
شبيهة بجبرئيل وهذا معنى تأييد الله له بروح
القدس ولما ولدت مريم أظهر الله عليها الآيات منها
أن الملائكة نادته بجميع ما يرزق الله ولدها من
الكمالات وعلمت إجمالا جميع حالاته وكمالاته وقت الصبى
والشبابة والكهولة ومنها أنها التجأت إلى نخلة
يابسة فسرى فيها الحيوة واخضرت واثمرت في سويعة
وأنبع الله لها عينا ومنها أنها قذفت بالزنا
فدفع الله عنها القذف بإنطاق الولد في غير وقت
النطق لما التوى فيه من القوة الروحية ولما شب
عيسى عليه السلام رزق العلم والكتاب والحكمة
من غير تعليم فظهرت عليه الآيات فكان يخبرهم
بما ياكلون وما يدخرون في البيت وكان يخلق من
الطين كهيئة الطير فينفخ فيها فيكون طيرا بإذن
الله فكان يسري فيه الحيوة في ضمن سراية نفخته
في الطين فيكون الأمر أيراً بين القسر بالنفخ و
بين الحيوة ثم يتم ميتا وكان يحيي الموتى بإذن
الله تعالى فالنفس المتعلقة بالجسد تعلق الوهم
لا تعلق الحيات يبارك عليها عند دعوة عيسى عليه
السلام وانعكاس الحيوة منه فينقلب الميت حيا ثم إذا
فارقه عيسى عليه السلام مات في الحال وكان في دين عيسى
عليه السلام سهولة وسعة فأحل لهم بعض ما حرم عليهم
وذلك لأن النواميس الشاقة إنما تعقد في مصادمة الملكة
بالبهيمية وكان عيسى عليه السلام

عالم مثال میں خواص روح اُس میں منقلب ہوا کیونکہ حضرت جبرئیل کی نفخ
کے وہی سبب تھے تو حاصل ہوا آنکی جبلت میں ملکہ راسخ مشابہ جبرئیل
کے اور یہی معنے ہیں اُسکے کہ اللہ نے آنکی تائید روح القدس سے کی
اور جب حضرت مریم کے جنین یعنے لڑکا پیدا ہوا اللہ نے حضرت مریم
پر نشانیاں ظاہر کیں ازانجملہ ایک یہ ہے کہ ملائکہ نے آواز دی کہ اللہ
انکو ایسے ایسے کمال نصیب کریگا اور انہوں نے جملاً سب کمال لڑکے اور
اپنے فرزند کے جان لئے لڑکپن اور جوانی اور بڑہاپے کے اور ایک یہ ہے کہ وہ
ایک کہجور سوکھی ہوئی کیطرف پناہ لیگئیں تو وہ سرسبز ہوگئی اور پہل
آگیا اور خدا نے ایک چشمہ جاری کردیا اور ایک یہ ہے کہ جب انکی تہمت
لگی خدا نے اوسے بری کیا بچہ کے بلوانے سے ایسی عمر میں جو بولنے کا وقت
نہ تھا کیونکہ اُس میں قوت روحیہ تھی اور جب جوان ہوئے حضرت عیسی الخ
علم کتاب و حکمت عطا کی بغیر کسی کی تعلیم کے پہر اونپر نشانیاں ظاہر ہوئیں
وہ بتادیتے تھے جو لوگ کھاتے تھے اور جو گہر میں رکھ چہوڑتے تھے اور مٹی کی
پرندے کی صورت بناتے اور اُس میں پہونکتے تھے وہ پرند ہوجاتا اللہ کے اذن
سے اُسمیں انکی پہونک کے ساتھ جان آجاتی تہی یہ امر ہوا تو وہ پہلے
تہا حضرت عیسی کی پہونک میں اور حیات میں پہر کچھ دیر تک زندہ رہتا وہ جانور
مردہ ہوکر اور وہ اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے تھے تو نفس
جسم سے تعلق رکھتا تہا اُسکا تعلق وہم کا سا تہا نہ تعلق حیات کا سا
اُسمیں اللہ برکت دیتا تہا اونکی دعا کے وقت اور انعکاس حیات
کا اثر تا وہ مردہ زندہ ہوجاتا پہر جب حضرت عیسی اوس سے جدا
ہوجاتے تو وہ فوراً مردہ ہوجاتا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے
دین میں آسانی تہی اور گنجائش تو بعضی چیزیں اگلے زمانہ کے لوگوں پر
کہ حرام تہیں وہ اللہ نے حلال کردی تہیں یہ اسلئے کہ
احکام سخت بہیمیت کے ساتھ ملکیت کو صدمہ پہنچانے میں منعقد
ہوتے ہیں اور حضرت عیسی علیہ السلام

کانہ ملک یمشی علی وجہ الارض فاتھمہ الیھود بالزندقۃ واجمعوا علی قتلہ فمکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین فجعل لہ ھیئۃ مثالیۃ ورفعہ الی السماء والقی شبہہ علی رجل من شیعتہ او عدوہ فقتل علی انہ عیسی علیہ السلام ثم نصر اللہ شیعتہ علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین تاویل احادیث

نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اما علومہ صلی اللہ علیہ وسلم فامورھا التی یرجع الیھا تاویلھا امور منھا ان الملاء الاعلی کان بینہ صلی اللہ علیہ وسلم وبینھم مناسبۃ جبلیۃ من قبل کون نفسہ الناطقۃ عالیۃ و مزاجہ النسمی سابقا معتدلا یستوجب الاخلاق الفاضلۃ وکون اجتماعھا علی وجہ الاصطلاح فاوجب ھذا کلہ ان یتحقق من جانبھم فی قلبہ تائید مستمر یتشبح ذلک التائید تارۃ بان یتراآ والہ وتارۃ ان یخاطبوہ ویلھموا فی قلبہ وتارۃ ان یراھم فی منامہ ومثل ذلک الرجل الشجاع الکامل فی شجاعتہ یھیج خلقہ ذلک فیہ ساعۃ بعد ساعۃ بادنی سبب داعیۃ مقاومۃ الخصوم والاقتحام فی الحرب والضرب وکذلک کل خلق بالنسبۃ الی آثارہ فلذلک کان کلما تفرغ لما فیہ من تائیدھم فی یقظتہ و منامہ ترشح من ھنالک بحسب الاسباب الحافۃ بہ ما شاء اللہ تعالی فمن جھۃ ھذہ الخلۃ کان مصروف العزیمۃ الیھم محفوفا بھم کانھم فی کل وقت

گویا ایک فرشتہ تھے کہ زمین پر چلتے تھے پھر یہودیوں نے اُنپر زندیقی ہونیکی تہمت لگائی اور قتل پر جمع ہوگئے فمکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین اللہ تعالٰی نے اُنکے واسطے ایک صورت مثالیہ بنا دی تھی اور اُنکو آسمان پر اُٹھا لیا اور اُنکے گروہ میں سے ایک مرد کو یا اُنکے دشمن کو اونکی صورت کا بنا دیا تو وہ قتل ہوا اونکے گمان میں پھر اللہ تعالٰی نے اونکے گروہ کی مدد کی اور وہ دشمن پر غالب آ گئے

تاویل احادیث نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اصلین جنکی تاویلین اونسے علاقہ رکھتی ہین بہت سے امور ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ ملاء اعلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جبلی مناسبت تھی کہ آپکا نفس ناطقہ عالی تھا اور مزاج نسمے کامل معتدل کہ اخلاق فاضلہ کا مستوجب تھا تو اس سے ثابت ہوگیا اونکی جانب سے اُنکے قلب مین تائید ہمیشہ جو اس تائید کی صورت حاصل کرتی تھی کبھی یون کہ دکھائی تھی اور سے اور کبھی یون کہ باتین کرتی تھی اوس سے اور دل مین الہام کرتی تھی اور کبھی آپ اونہین خواب مین دیکھتے تھے اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک مرد شجاع جو اپنی شجاعت مین کامل ہوا اوسکی شجاعت دمبدم اوسے اوبہارتی ہے تہوڑی سی بات پر دشمن سے مقابلہ کرنے اور جنگ مین کود پڑنے اور مار دہاڑ کرنے پر اور اسیطور سے ہر خلق اپنے آثار سے نسبت رکھتا ہے تو اسی سبب جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت بیداری اور خواب مین اونکی تائید سے مالامال ہوئے تو وہان سے وہ ترشح ہوئے اُن سببون کے موافق جو پیش آئے جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس خو کے سبب آپ کی ہمت مصروف تھی ملاء اعلی کی طرف اور گھرے ہوئے تھے اونکی برکتوں مین ہر وقت خواہ

سواء فی ذلک اوقات اشتغاله بالجهاد واوقات
اعتکافه فی مسجده ومن جهة هذه الخلة کان
اکثر معجزاته حصول البرکة فیما یبارک علیه من
طعام وشراب وغیرهما ومنشاء ذلک ان النفس التی
هی بمنزلة التمثال لتائیدهم کلما توجهت الی شیٔ
بجتمع همتها انفتح لامالة فیضه واسع من
همتهم وان هممهم لتسخر عالم المولید بالالهام
والامالة والتقریب فان کان فی همتهم حدوث
نار مثلا ولا سبب لها فی المولید او هنالک
سبب ضعیف لا یستتب لاحداثها اوجبت
همتهم حدوثها وقس علی ذلک الالهامات
ومن جهة هذه الخلة شق صدره صلی الله
علیه وسلم وملئ حکمة وایمانا اسری به الی
بیت المقدس ثم الی السموات ثم الی ما شاء الله
وراٰی ارواح الانبیاء علیهم السلام وراٰی الملائکة
متشبحین بصورهم واشکالهم وخلص الی صورة
الحق فی قلب الانسان الاعظم فتشبح بامثال ما
هنالک ومنها ان استوجب علیه السلام باستعداده
الذی خلقه الله علیه ان یتلقی من الملاء الاعلی
علم تهذیب النفس وذلک لکونه ذا نفس عالیة
ونسمة سابغة ومزاج مصطلح وذلک ان وجد
الاخلاق الاربعة التی تدور علیها اقسام البر
وعلی اضدادها فنون الاثم فی نفسه وتاذی بها
باضدادها کما یجد ابن آدم الجوع والظمأ فیحب
الطعام والشراب ویتاذی من فقدهما ثم صار منقح

جہاد میں مشغول ہوں خواہ مسجد میں اعتکاف میں ہوں اور اسی
خو کے سبب آپکے اکثر معجزے برکت کے تھے کہانے اور پانی وغیرہ
سب میں برکت ہوتی تھی اور منشا اسکا یہ ہے کہ وہ نفس جو بمنزلہ
ملاء اعلیٰ کی تائید کی تمثال تہا جب اپنی کوشش ہمت سے جس
شئے کیطرف متوجہ ہوتا تہا تو کہل جاتی تھی راہ فراخ اونکی ہمتوں
اور بیشک انکی ہمتوں سے مسخر ہیں عالم موالید الہام اور امالہ
اور تقریب کے ساتہہ مثلا اونکی ہمت میں آگ کا پیدا ہونا ہو
اوسکا موالید میں کوئی سبب نہو یا ہو تو ایسا ضعیف ہو
کہ اوسکے حادث کرنے کو کافی ووافی نہو تو اون کی ہمتیں
آگ کے پیدا ہونے کو واجب کر دیتی ہیں اور اسی پر الہامات کو
قیاس کرنا چاہیے اور اسی خو کے سبب آپکا صدر شریف شق
ہوا اور اسمیں حکمت وایمان بہر گیا اور آپکو بیت المقدس
لیگئے پہر آسمانوں پر پہر جہانتک خدا تعالےٰ نے چاہا آپ نے
انبیا علیہم السلام کی ارواحیں دیکہیں اور ملائکہ کو انکی صورتوں
اور شکلوں میں دیکہا اور خالص ہو گئے صورت حق کی طرف جو انسان
اعظم کے قلب میں ہے اور متجسم ہوتے اُن تمثالوں کے
جو وہان تہیں اور ایک اونمیں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مستحق ہوئے اپنے اوس استعداد کے سبب جو
اللہ تعالےٰ نے اونمیں پیدا کی اسبات کی کہ ملاء اعلیٰ سے تہذیب
نفس سیکہیں اور یہ اسواسطے کہ آپ صاحب نفس عالیہ اور روح کامل
اور مزاج مصطلح تہے اور یہ یوں کہ آپنے اپنے نفس میں پایا کہ
مدار تمام نیکیوں کا اخلاق اربعہ پر ہے اور سب قسم کے گناہ کا مدار
انکی ضدوں پر اور اُن ضدوں سے متاذی ہوتے اسطور
جیسے آدمی کو بہوک پیاس لگتی ہے تو کہانے پینے کی طرف رغبت ہوتی
ہے اور نہ ملے تو ایذا وتکلیف ہوتی ہے پہر آپ خود بخود اُن اخلاق کے

الی ظہور آثارہا کانقیاد الشجاع الی آثار الشجاعۃ والرجل المجبول علی العدالۃ والسیاسۃ المدنیۃ والمنزلیۃ فہو قولہ تبارک وتعالیٰ واوحینا الیہم فعل الخیرات ثم تامل علیہ الصلوٰۃ والسلام فیما کان یومئذٍ من اعمال البر والاثم فعرف منشأ القبیلتین من الہیئات النفسانیۃ و تاثیرہا فی تزکیۃ النفس وتلوثہا وکیف یزید اعمال البر فی الحالۃ المطلوبۃ وکیف یزید اعمال الاثم فی الحالۃ المہروب منہا وعرف موقع کل عمل ووزن کل شیٔ ثم عرف کیف تفضی الاعمال فی الحیوۃ وبعد الممات الی الخیر والشر ثم عرف کیف یؤتی بالاعمال البریۃ وکیف یجتنب عن الاعمال الاثمیۃ وما آداب الاعمال ومکملاتہا ودواعیہا فکل ہذا العلم ینبجس من التامل فی مرآۃ نفسہ وجدانا او قیاسا ومنہا ان رزقہ اللہ تعالیٰ فطانۃ یعرف بہا الارتفاقات من آداب المعیشۃ وتدابیر المنزل والمعاملات وسیاسۃ المدنیۃ وسیاسۃ الامۃ فعرف المصالح التی یجری القوم فیہا وعرف الصحیح من السقیم وعرف الذی یلیق بالآراء الکلیۃ النازلۃ من تلقاء الحق والآراء الجزئیۃ الناشیۃ من ھواجس النفوس وجود الرؤساء ونحو ذلک ومثل ذلک کمثل الفقیہ یتامل فی مسائل مشایخہ فیتفطن لکل شیٔ وجہا ویعرف الاصول الکلیۃ التی تحروہا ویعرف الصحیح من الفاسد کمثل الملک العادل الحکیم یعرف رسوم الملوک من قبلہ والمصالح التی تحروہا ویعرف الراجح والاحسن فیسد الشیٔ بسد ذرائعہ وعسیٰ ان تامل تاریخ الملوک تجد ان اکثرہم قصد الی ترغیب السعی

آثار ظہور پاسنے لگے جیسے مرد شجاع سے شجاعت کے آثار خود بخود نمایاں ہوتے ہیں اور جس کی جبلت میں عدالت ہوا تیں سیاست مدن اور تدبیر منزل پیدا ہوتی ہے اور یہی ہے جو فرمایا اللہ نے واوحینا الیہم فعل الخیرات پھر تامل کیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کاموں میں جو اُس زمانہ میں نیکی اور گناہ کے تھے تو جان لیا کہ دونوں باتوں کا منشا ہیئت نفسانیہ سے ہے اور اُن دونوں کی تاثیر تزکیہ نفس میں اور اُس کی آلودگی میں ہے اور تامل کیا کہ کیونکر نیک کام زیادہ ہوتے ہیں حالت مطلوبہ میں اور کیونکر زیادہ ہوتے ہیں گناہ کے کام حالت گریز میں اُنسے اور جان لیا ہر عمل کے موقع اور ہر شئے کا وزن پھر معلوم کیا کیونکر پہنچا دیتے ہیں اعمال حیات اور موت میں خیر اور شر کی طرف پھر پہچان لیا کہ کیونکر نیکی کے کام ہو سکتے ہیں اور کیونکر گناہوں کے کاموں سے بچ سکتے ہیں اور اعمال کے آداب اور جن سے وہ کامل ہوتے ہیں کیا ہیں اور اُنکی طرف بلانیوالے کیا ہیں تو یہ سب علم پیدا ہوئے تامل کرنے سے آئینہ نفس میں از روئے وجدان یا از روئے قیاس کے اور ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ایسی فطنت عطا کی جس سے ارتفاقات کو پہچان جائیں وہ کیا آداب معیشت اور تدبیر منزل اور معاملہ اور سیاست امت تو آپنے تمام اُن مصلحتوں جو قوم میں جاری ہونگے اور صحیح و سقیم کو معلوم کر لیا اور جان لیا جو آراء کلیہ کے لائق ہے اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے نازل ہے اور جو اُس جزئیہ سے جو نفسوں کے خطرات اور وسوسوں اور رئیسوں کے ظلم سے ہو اور اُس کی مانند اُس کی مثال ہے جیسے ایک فقیہ تامل کرتا ہے اپنی مشائخ کے مسئلوں میں اور ہر شئے کی وجہ جان لیتا ہے اور پہچان جاتا ہے اور اُن اصول کلیہ کو جنکی تلاش کرتا ہے اور صحیح کو فاسد سے تمیز کرتا ہے اور جیسے بادشاہ عادل حکیم کہ پہچان لیتا ہے اپنے پہلے بادشاہوں کے دستور اور اُن مصلحتوں کو جنکا وہ ارادہ کرتے تھے جن مصلحتوں کا قصد کرتا ہے اور جان لیتا ہے ذریعے اور اسباب تو ...

فتفطن بسبب الخلاء من قلة الزراعة او قلة الامطار فسعى في رفع السبب او توسل به الى المطلوب وقصد الى ان يامن من شر قوم فامرهم ان لا يركبوا الخيل ولا يلبسوا السلاح او الى ان لا يتظاهر عليه اعوانه فنهى ان يتناكحوا فيما بينهم ولا يتوارثوا الا باذن الملك ونحو ذلك مما لا يحصى كثرة فكذلك يكون التدبير والتفطن بمصالح السياسة ومنها ان الله تعالى كان من لطفه بعباده اراد ان يجري في الناس عينا من رحمة يردها ظماء العرب والعجم فيروا من عطش مهلك وذلك انه كان العرب والعجم منقادين لرسوم فاسدة تنافي الارتفاقات الصالحة وكانوا لا يتهذبون عما هم فيه في دينهم فكانوا اجهل خلق الله بما يهذب نفوسهم اذهلهم عن ذكر الآخرة اغفلهم عن جلال الله وتوحيده عابدين للاصنام والطواغيت اظلمهم على الضعفاء اقطعهم للارحام فكان اللطف بهم ان ينبهوا على شناعة ما هم فيه ويهدوا الى الحق ويؤاخذوا بالطريق المستقيم اشاؤا ام ابوا وهذا اللطف هو باب من ابواب التدبير والتدبير من بقايا الخلق والخلق من بقايا الابداع وذلك ان الله تعالى لما ابدع النفس الكلية ابدعها بحيث يتعاطى لاحوال كثيرة تصير تارة انسانا وتارة اخرى فرسا واخرى تجر الى غير ذلك فكان لخروجها من القوة الى الفعل في هذه الامور على النظم الطبيعي الذي هو الخير من بقايا ابداعها ومن مقتضيات الجود الذي اقتضى الابداع ثم لما حصل العلم بتفاصيله

اور غور کیا کہ گرانی کا سبب کہیتی کا کم ہونا ہے یا مینہ کا کم ہونا ہے تو اوسنے سبب کے دور کرنیکی کوشش کی یا سبب کو دور کیا اور اس وسیلہ سے اپنے مقصد کو پہنچایا ۔ یا ارادہ کیا کہ کسی قوم کے شر سے امن ہو تو انکو حکم دیا کہ گہوڑونپر سوار نہوں اور ہتیار نہ باندہیں یا یہ کہ اوسکے مددگار اوسکی مدد نکریں تو منع کر دیا کہ آپسمین بیاہ شادی نکریں اور بے اجازت بادشاہی آپسمین ملاقات نکریں اور اسکی مانند بیشمار باتیں ہیں تو اسیطرح سیاست کے مصلحتین نکالنی اور دریافت کرنی ہوتی ہیں اور ایک انمین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندونپر لطف کرنیکا ارادہ کیا کہ اپنی رحمت کا چشمہ جاری کرے لوگونمین کہ عرب و عجم کے گروہ اوسپر وارد ہوں اور سیراب ہوں اور ہلاک کرنیوالی پیاس سے بچیں اور اسلئے کہ عرب اور عجم اون فاسد رسموں کے پابند تھے جو اچھی تدبیروں کے خلاف تہیں وہ اپنے دین کی باتوں سے بیخبر ہو گئے تھے اللہ کی تمام خلقت سے زیادہ جاہل تھے ان باتوں سے جنسے تہذیب نفس حاصل ہوتی ہے آخرت کے ذکر سے بیخبر تھے اور اللہ کے جلال اور اسکی توحید سے غافل تھے بتوں اور شیطانوں کو معبود جانتے تھے ضعیفوں پر ظلم کرتے تھے قطع رحمی انمین بہت تہی پس اون پر اللہ تعالیٰ کا یہ لطف تہا کہ انہیں انکی بری باتوں پر آگاہ کرے اور وہ حق کیطرف ہدایت کیے جائیں اور سیدہا رستہ اختیار کریں مرضی سے یا بغیر مرضی سے اور یہ اللہ کا لطف ایک دروازہ ہے اسکی تدبیر کے دروازوں میں اور تدبیر بقایا خلق سے ہے اور خلق بقایا ابداع کی اور یہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نفس کلیہ کو پیدا کیا تو پیدا کیا ایسا کہ اوسمین بہت حالتیں ہیں کبہی انسان ہو جاتا کبہی گہوڑا اور کبہی پتھر اسیطرح اور اور کچھ تو اوسکے قوت سے فعل میں لانا ان امور میں بطور نظم طبیعی تہا کہ وہ خیر ہے اوسکی ابداع کا بقایا تہا اور جود کا مقتضا تہا

وحصول لكل نوع وشخص صورة مقتضية لآثار
بخصوصها ولم يكن صدها عن آثارها خيرا ولا ظهور
الحوادث التي تنافي النظام الخير خيرا اوجب ان
يهيج في الارض دواعي ويحوّل تحويلات تقرب
الامور الى النظام الخير وذلك من تمام الخلق و
تكميله ومثل الجود الذاتي في هذه الثلثة كمثل
سيل يمشي على وجه الارض حتى اذا زاحمه سدٌّ ٥ روح ١٢ ٥ اصل ١٢
تخلل الماء في ثلمات هنالك فخرج من ثلمة مثلثا
ومن ثلمة اخرى مربعا ومن ثلمة ثالثة مدورا ثم
زاحمه سدا آخر اشد من السد الاول واوكد فنفذ
الندى والرطوبة في مسام الارض والريح فوصل
من هذا السبيل اثر من آثار الماء والله اعلم
وبالجملة فتمثلت ارادته تلك في الملأ الاعلى و
تشبحت شخصا مثاليا نسميه نبي الانبياء وجامع
الشعائر الالهية وترشحت من هنالك قطرات
الرحمة في الارض ونبعت عيون اللطف من مسام
المواليد في كل زمان ودورة بحسب المشخصات
الواقعة في تلك الازمنة والادوار فكان ترشحها
في بعض الازمنة على قلوب بني آدم واولئك الرسل
والانبياء ثم لم يكن ليتم الامر حتى يوجد في نظام
الارض مادة تصلح لانطباع تلك الصورة كمثل
المرآة تنطبع فيها صورة الرجل فالرجل المنطبع هنا
صورته هي الارادة المتمثلة في الملأ الاعلى والمرآة
رجل من بني آدم يفعل من باب الاختصام والقتال
وبذل المال وتأليف الرجال ما يفعله ملوك الناس

اور ہر نوع اور ہر شخص کو وہ صورت حاصل ہوئی جو بالخصوص اوسکے آثار
کی مقتضی تھی اور اُسکے آثار سے اُسکا روکنا خیر نہ تھا اور نہ خیر تھا
روکنا اُن حوادث کے ظہور کا جو نظام خیر کے مخالف تھی تو ضرور
ہوا کہ زمین مین اُسکے دواعی اور اسباب اُٹھین اور تغیرین
اور تحویلات کیطرف جو قریب ایسے امور کے ہون جو نظام
خیر کیطرف ہون اور یہی تمامی خلق ہے اور تکمیل خلق کے اور
مثال جود ذاتی کی اِن تینون مین مثال رُو ندی کی ہے جو بہ رہی ہے
زمین پر یہانتک کہ جب اُسکو دیوار مزاحمت کرے تو پانی اُن
رخنون مین گھس جائے جو وہان ہون تو کسی رخنہ سے مثلث
نکلتا ہے اور کسی سے مربع اور کسی سے گول پھر اوسکو ایک اور دیوار
روکے جو پہلی سے زیادہ مضبوط ہو اور مستحکم ہو تو اُسوقت نمی
اور رطوبت زمین کے مسامات مین اور ہوا مین نفوذ کرینگی
اور اس راہ سے پانی کا اثر زمین اثر پہنچیگا واللہ اعلم بالصواب
حاصل کلام یہ ہے کہ اُسکا وہ ارادہ متمثل ہوا ملا اعلی مین اور
ایک شخص مثالی بنگیا جسکا نام ہم نبی الانبیاء اور جامع
شعائر الٰہیہ رکھتے ہین اور وہان سے مترشح ہوئے رحمت کے
قطرے زمین پر اور نکلے لطف کے چشمے موالید کے مسامات
سے ہر زمانہ مین موافق مشخصات واقعہ اُن زمانون اور دورون کے
تو اُسکا ترشح بعضے زمانہ مین بنی آدم کے قلوب پر تھا اور یہ بنی
آدم رسول اور نبی ہین پھر یہ امر تمام نہ ہوتا تھا جبتک نظام
زمین مین مادہ نہ پایا جائے ایسا کہ اس صورت کا انطباع پذیر ہو
جیسے آئینہ مین آدمی کی صورت منطبع ہوتی ہے تو جس آدمی کی شکل
یہان منعکس ہے وہ ارادہ متمثلہ ملا اعلے مین ہے اور آئینہ وہ آدمی
بنی آدم مین سے کرتا ہے جھگڑا اور جنگ اور مال اور خرچ
اور تالیف رجال جیسا کیا کرتے ہین بادشاہ لوگون کے

والانطباع ان ينفث في افعاله تلك روح قدسي
هي تلك الارادة المتمثلة فكانت المادة في هذه
الدورة ذاته صلى الله عليه وسلم فنبعث منها تلك
عين النواميس واعتنى بنوعها ضبط المبهمات و
تعيين المقادير لئلا يكلف الناس الا بامر مضبوط
لا يتطرق له التحريف ولا يتخلله التسلسل ويكون
كالامر المحسوس يتداوله القوم ويتمسكون به في
تقربهم الى الله فانزل الله القران العظيم وشرع لهم
الطواف بالبيت العتيق وامرهم بنواميس ولم
يتعين القران الا في اللغة العربية ولا البيت الا بما
كانوا يطوفون به قرنا بعد قرن ولا النواميس الا
بما شاعت بين الامم الاسماعيلية والاسحاقية
وهو قوله تبارك وتعالى وما جعل عليكم في الدين
من حرج ملة ابيكم ابراهيم ثم نزل الامانة
في جذر قلوب من خيار اصحابه فانبسطت داعية
الجهاد في صدورهم كانبساط الهواء في الزق عند
النفخ فصاروا امة اخرجت للناس وجاءت الرحمة
تختلج وتنتقي بهم حتى تم امر الله ودخل
الاسلام كل بيت من وبر ومدر بذل ذليل او
عز عزيز ومنها ان نفسه القدسية استعدت
ان ينكشف عليها حوادث العالم الماضية والآتية
وذلك لان الوقائع الكلية تتشبح في الملأ الاعلى
بصورها المثالية تشبحا عظيما والوقائع الجزئية التي
هي ناشية من اسباب خفيفة او لا تؤثر في الملأ
الاعلى رضا ولا سخطا لا تتشبح كبير تشبح الا قويا

اور انطباع یہ کہ پہونکے اونکے کاموں میں روح قدسی کہ
وہ ارادہ متمثلہ ہی تو تہا اوس زمانہ میں مادہ ذات مبارک
صلے اللہ علیہ وسلم کی تو جاری ہوئے ان سے چشمے احکام
الہی کے اور اہتمام کیا اونکے نوع کا ضبط مبہمات اور تعیین
مقادیر سے اسلئے کہ لوگ مکلف ہوں امر منضبط کے تاکہ
تحریف اوسپر طاری نہو اور تسلسل خلل اسمیں پیدا نکرے
اور ایسا ہو جیسے ایک امر محسوس کہ اوسکو لیتے ہوں باہم تمام
لوگ اور اس سے سند لیں تقرب الی اللہ میں پس نازل کیا
خدا تعالی نے قرآن عظیم اور مقرر کیا اونکے لئے طواف بیت اللہ کا
اور امر کیا احکام کا اور قرآن عظیم لغت عرب ہی میں ٹہیرا اور وہ
کعبہ شریف مقرر ہوا جسکا طواف کرتے تھے لوگ قرنا بعد قرن اور
وہ احکام جو شائع تھے اسماعیلیہ میں اور اسحاقیہ میں اور یہ
وہی قول ہے سبحانہ تعالی کا وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم
ابراہیم پھر نازل کی امانت اصل قلوب میں بہتر اونکے بہتر اصحاب
میں تو داعیہ جہاد کا اونکے سینوں میں پہیلا جیسے ہوا پہیلتی ہے مشک
میں پہونکنے سے تو ہو گئے وہ امت اخرجت للناس اور رحمت آئی کہ انکی
حفاظت کرے اور انکے غیروں کو تباہ کرے یہاں تک کہ پورا ہوا
امر اللہ کا اور اسلام داخل ہو گیا گہر گہر میں صحرائی اور شہری
سب کے گہر میں ذلیل کی ذلت اور عزیز کی عزت سے اسلام حاصل
ہو گیا اور انہیں سے یہ ہے کہ اپکا نفس قدسیہ مستعد اسکا تہا
تہا کہ اوسپر منکشف ہو جائیں حوادث گذری ہوئی زمانہ کی اور
آنیوالے زمانہ کے اور یہ امر اسواسطے تہا کہ تمام وقائع
کلیہ کی تشبیح مثالی ہے ملا اعلے میں صور مثالیہ میں اور وقائع
جزئیہ کہ اسباب خفیفہ سے پیدا ہوں اور ملا اعلی میں موثر نہیں ہیں ملا اعلی
وہ صور شبحی نہیں پاتی مگر ہو قوت کہ انکے وجود کا وقت قریب ہو

من وقت وجودها اما الآتية فلان لها اسبابا ولاسبابها اسبابا وهلم جرا فاذا بلغ النظام الى
جملة من الاسباب وجب وجوده ورحمته ان
تتشبح صورة الحادثة المسببة في مداركهم
كلما تضاعفت الاسباب واقترب الوقت تاكد
التشبح وسر ذلك كله ان معرفة النظام الطبيعي الذي
هي الصورة الجزئية للنفس الكلية هو العلم الاعلى
فاذا كانهم يستوجب ان تتشبح عنده الحادثة في
اول بدءه ومن دونه يستوجب ان تتشبح بعد
ذلك ثم وثم واما الماضية فلان العباد لهم صور
معلقة في جو في حظيرة القدس ادركنا ذلك
بالكشف فاذا عمل العبد عملا صالحا تخلع نفسه
ويرضى به الملأ الاعلى عنه ويرحمه الله تبارك
وتعالى فيرى في صورته ضوء ونور ونكتت نكتة بيضاء
واذا عمل عملا سيئا تفسد نفسه ويسخط لاجله
الملأ الاعلى ويلعنه الله تبارك وتعالى فيرى في
صورته ظلمة وسواد ونكتت نكتة سوداء و
هذه الصورة تستقر في حظيرة القدس الى ان
يحين انقضاء هذه الدورة فاذا انقضت
بطلت الصورة فما من عارف يلحق بهم الا وينكشف
عليه ما شاء الله من احوالهم بالنظر في تلك الصور
منهم المقل ومنهم المكثر على درجاتهم عند الله و
من هذا القبيل بعض كلامنا في ذكر السلف من
الانبياء والاولياء وربما كانت للواقعة العظيمة
من اسلام بليغ او اهلاك امة صورة مستقرة

اور وہ وقائع جو پیدا ہونے والے ہیں انکے بعض ہونیوالی ہیں ان واسطے کہ
انکے لیے سبب ہوتے ہیں ایسے کہ انکو واسطے سبب کہتے ہیں اور ان
سببوں کے واسطے بھی سبب ہوتے ہیں اور اسی طرح دور تک چلا جاتا ہے
پھر جب انتظام تمام اسباب کیطرف پہونچ جاتا ہے تب
الظہر کا ہو اور اسکی رحمت واجب کرتے ہیں کہ منقوش کیجیئے وہ حادثہ
مسببہ انکے مدرکوں میں اور جسقدر زیادہ ہوتا ہے اسباب
اور قریب ہوتا جاتا ہے وقت پکی ہوجاتی ہے وہ منقوشیت اور ان تمام
باتون کا بھید یہ ہے کہ معرفت نظام طبیعی جو صورت جزئیہ ہے
نفس کلیہ کی علم اعلیٰ ہے تو جو اونمیں بہت اشرف ہوتا ہے اسکو واسطے
یہ حادثہ شروع شروع میں منقوش کیجاتا ہے اور جو اس سے کم ہوتا ہے
اسکو اسکے بعد منقوش اختیار کرتا ہے اور علی ہذا القیاس اسکے بعد
اور جو حادثہ گذر چکے ہیں انکا یہ حال ہے کہ آدمیوں کی صورتیں
جو میں معلق ہوتی ہیں خطیرۃ القدس میں یہ ہمکو کشف سے معلوم ہوا ہے پس
جب بندہ کوئی اچھا عمل کرتا ہے اسکا نفس کامل ہوتا ہے اور ملاء
اعلیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسپر رحمت کرتا ہے اسکی صورت میں
روشنی اور نور ظاہر ہوجاتا ہے اور ایک روشن نکتہ پیدا ہوجاتا ہے اور جب
بندہ کوئی برا عمل کرتا ہے اسکا نفس فاسد ہوجاتا ہے اور اسپر ملاء اعلیٰ
غضب ہوتی ہیں اور اسکے سبب اللہ لعنت کرتا ہے اور اسکی صورت میں
ظلمت اور سیاہی آجاتی ہے اور ایک نکتہ سیاہ ہوجاتا ہے اور یہ صورتیں قرار
پکڑ رہتی ہیں خطیرہ قدس میں جبتک کہ اس دورہ کے پورا ہونیکا وقت آوے تو جب
وہ زمانہ پورا ہوجاتا ہے وہ صورتیں مٹ جاتی ہیں پس کوئی ایسا عارف
نہیں کہ جو انسے جا ملے اور اسپر منکشف نہوجاویں جسقدر اللہ
چاہے انکا حال انکی صورتوں کے دیکھنے سے بعضونکو کم اور بعضونکو زیادہ اپنے
اپنے درجہ کے موافق جیسا اللہ کے نزدیک ہے اور اسی قبیل سے
ہے ہمارا بعض کلام انبیا و اولیاء سلف کے ذکر میں اور کبھی واقعہ

مدارك الملأ الأعلى بعرف فيتفطن من هنالك
وربما قرع سمع العارف حديث يتحدث به الناس
على غفلتهم ونكرتهم فيستلهم العارف من تأويل
تلك الأحاديث ما يتفطن به الصحيح من الموضوع
فيهتدي إلى الحق المطابق للواقع وبالجملة فقلما كان
أحد من اللاحقين بالملأ الأعلى الداخلين في
تدابيرهم إلا ينطبع في لوح نفسه من تلك الوقائع
العظيمة ما يناسب جذر مزاجه الذي خلق عليه
ولما كانت نفسه القدسية صلى الله عليه وسلم انطوى
فيه رياسة العالم وإمامة الملة وشاركت الملأ
الأعلى في التدبيرات العظيمة مشاركة قوية اتفق
أن ينطبع فيها من قصص السابقين والوقائع الجمة
أن تحدث مآل نسبة بالملة إشاعة أو إضاعة
أو هو مقتضى النظم الطبيعي في الإنسان أو مقتضى
الأسباب بالعظام ونحو ذلك ووقائع الفتنة كظهور
الدجال ووجود المهدي ونزول عيسى عليه السلام
ودابة الأرض وخروج يأجوج ومأجوج أشد
الوقائع الجمة تشبثا بالأسباب أما النظم الطبيعي
فتفصيل ذلك أن مبدأ ظهور القيامة وأشراطها
أمور ثلاثة أحدها حوادث مستطيرة تعم الإنسان
والحيوان وشيئا كثيرا من النبات والمعادن كالخسف
والطوفان والزلازل والصيحات والمشاجرات
لأسباب سماوية وأرضية توجبها والثاني أن
يحصل من الأرض هيئات فاسدة بعضها من قبل
أحكام القوى الإلهية وبعضها من قبل الحق لا اختيار

ملاء اعلیٰ کے مدارک میں تو پہچانتا ہو اور معلوم کر لیتا ہے وہاں سے اور
کبھی عارف کے کان میں ایک ایسی بات پڑ جاتی ہے جو لوگ آپس میں کہا کرتے
ہوتے ہیں اور انکو اپنی باتوں کی خبر نہیں ہوتی غافل ہوتے ہیں تو عارف
کو انکی تاویل خاص معلوم ہو جاتی ہے ایسی جس سے صحیح اور موضوع میں
تمیز ہو تو وہ ہدایت پاتا ہے ایک ایسے حق کی طرف جو واقع کے مطابق
ہوتا ہے حاصل کلام یہ کہ کوئی ایسا کم ہے جو ملاء اعلیٰ میں جا ملے اور اسکے
نفس میں عکس پڑے اس وقائع عظیمہ کا جیسے اسکی اصل مزاج ہو جس پر
وہ پیدا کیا گیا ہے اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس قدسی میں
رکھی گئی تھی ریاست تمام عالم کی اور امامت ملت کی اور ملاء اعلیٰ
سے تدبیرات میں مشارکت قویہ تھی تو ضرور ہوا کہ اس میں عکس پڑے
قصص سابقین کا اور وقائع جمہ کا کہ حادث ہوں وہ جنکو ملت
سے مناسبت ہو واسطے اشاعت یا اضاعت کے یا وہ مقتضی
ہو نظم طبیعی کا انسان میں یا وہ مقتضی اسباب عظام ہو اور اسکی
مانند اور وقائع قیامت کے جیسے ظہور دجال کا اور حضرت
مہدی علیہ السلام کا آنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا نزول اور دابۃ الارض کا حال اور یاجوج ماجوج
کا نکلنا سخت وقائع جمہ میں اسباب سے علاقہ حاصل کرتے ہیں
لیکن نظم طبعی سو اسکی تفصیل یہ ہے کہ ابتدا ظہور
قیامت کا اور اسکی اشراط کا تین امر ہیں ایک ان میں حوادث
مستطیرہ کہ شامل ہوں انسان اور حیوان اور بہت چیزوں کو
نباتات اور معدنیات سے مانند خسف اور طوفان [illegible]
ہو جانیکے اور زلزلوں اور آوازوں اور آپس میں لڑائیوں کے
بسبب اسباب آسمانی اور زمینی [illegible]
اور دوسرا یہ کہ [illegible]
[illegible]

لهم فيها فتمثل الجو بتلك الالوان الفاسدة فلا
ينزل جود الله الا متلبسا بتلك فيستعد العالم
لحدوث نفوس خارجة عن الحد الذي وضعه
الله لنوع الانسان اما افراطا او تفريطا فالبعض
يميل الى عالم التجرد والانسلاخ والبعض الاخر
الى البهيمية فيحدث في نوع الانسان مرض ثم
يتصعد هيئات اخرى اشد من تلك الهيئات
قبحا او فرندنا فينزل جود الله متلبسا بها
فيستعد العالم لحدوث نفوس اشد خروجا
من الحالة الاولى وهلم جرا حتى يختل المقاييس
فلا يصدق نجومي في نجومه ولا طبيب في طبه
وينبو الخير كل النبو ولا يوجد في الارض احد
يقول الله الله ويحدث اكثر الحوادث ويتشخص
للاسباب الطارئة كالدعاء والتوجه الى الارواح
ونحو ذلك فعند ذلك يجب فك النظم والثالث
سر خفي في الحكمة الربانية لا يتناوله لم كما لا
يتناول كون النار حارة يابسة دون الماء و
كون الشمس تجري من المشرق الى المغرب في حركتها
السريعة ومن المغرب الى المشرق في حركتها السنوية
ثم بعد ذلك في التشبيه وقائع الملة والخلافة
لا سيما ما وقع في زمن الخلفاء الراشدين من
فتوح العراق والشام والمصر وكثرة الاموال و
ان هلك كسرى فلا كسرى بعده وهلك قيصر فلا
قيصر بعده ثم وقائع الملك العضوض الذي كان
في بني امية فانها اشبهت تشبيها قويا ثم وقائع

ترجمہ ان فاسد رنگوں کے ساتھ متمثل ہو جائیگا پھر اللہ
کا جود انہیں کے لباس سے رنگین ہو کر نازل ہوگا اور عالم
ہو جائیگا واسطے پیدا ہونے اُن نفسوں کے جو خارج ہیں اُس حد
سے جسکو اللہ نے وضع کیا ہو واسطے نوع انسان کے یا از روے افراط
یا از روے تفریط اسکے تو بعضے مائل ہوتے ہیں عالم تجرد اور انسلاخ کیطرف
اور بعضے بہیمیت کیجانب جبکہ نوع انسان میں بیماری پیدا
ہو تو ایک پھر دوسری ہیئت ابھر جائیگی پہلی صورت سے بہت
سخت برائی میں اور بدبو ہوئے ہیں پس اللہ کا جود اُسی شکل
میں آئیگا اب عالم میں اور استعداد پیدا ہو یگی واسطے پیدا ہونے ان
نفسوں کے جو پہلی حالت سے بہت سخت ہیں اور اسیطرح دور
چلے جاتے یہانتک کہ قیاسوں میں خلل آ جائیگا کوئی نجومی
اپنی نجوم میں سچا نہیں ہوئیگا اور نہ طبیبی اپنی طب میں اور
نیکی موقوف ہو جائیگی بالکل یہانتک کہ کوئی اللہ اللہ
کہنے والا زمین میں پیدا نہ ہوگا اور پیدا ہونگے اکثر حادثے یا باز رہینگے
اسباب سے جیسے دعا اور توجہ ارواح سے اور اسکی مانند اُس وقت
واجب ہوگا فک نظم[سله] اور تیسرا امر سر خفی ہے حکمت ربانیہ میں
جسمیں چون چرا کا کچھ کام نہیں جیسے یہ کہنا کہ آگ گرم خشک
کیوں ہے پانی اور آفتاب مشرق سے مغرب کی
طرف حرکت سریعہ میں اور مغرب سے مشرق میں حرکت
سنویہ میں کیوں جاتا ہے پھر بعد اسکے تشبیہ وقائع ملت و خلافت
میں خصوصاً جو خلفاء راشدین میں واقع ہوا عراق کا فتح کرنا
اور شام و مصر کا اور کثرت مال اور یہ کہ ہلاک ہوا کسریٰ
اور بعد اُسکے کسریٰ نہیں اور قیصر ہلاک ہوا بعد اُسکے قیصر
نہیں پھر وقائع بادشاہ ظالم کے جو بنی امیہ میں ہوا انکے
سب کی مشابہت قویہ پھر وقائع

سله یعنے قیامت آجاتی ١٢

ايام بني العباس ثم فاق الترك السلاجقة و
الجنكيزية وغيرهم وهذه التشبيهات طبقات
ودرجات فاذا قيس الى المتشبه تشبيها شديدا
ما هو دون ذلك كان كانه ليس بشيء فيؤتى
بلفظ الحصر مثلا فيظن من لم يعرف تبين
الامر على ما هو عليه خلافا ومناقضة وذلك كقوله
صلى الله عليه وسلم ان ملك بالشام او بلفظ الحصر
فتحير المتحير من قبل ان الملك في غير الشام كان
اوسع واوفر والحق انه صلى الله عليه وسلم نظر
الى التشبه الذي كان في الطبقة الثانية فاخبر
عنه كانه ليس ما في الطبقة الثالثة تشبه شيء
وكذلك قال صلى الله عليه وسلم لا يزال الدين
ظاهرا حتى يكون اثنا عشر خليفة فيشك
الشاك ويقول ان كان اراد خلافة النبوة
فقد انقضت بثلاثين سنة واربعة خلفاء
وان كان اراد العدل والديانة فقد كان في
هذه الخلفاء الاثني عشر من بعده احسن
منه وان اراد اثنا عشر بالتقريب فقد كانت
العادلون اكثر من ذلك والحق ان للملة
انحطاطا وتغيرا درجة درجة فالذي كان في
ايام الخلفاء الاربعة لم يوجد في غيرها والذي
كان في ايام ملك الشام لم يوجد بعدها فعد
النبي صلى الله عليه وسلم تلك الطبقتين ولم
يكترث لما بعدها كثير اكتراث فتمت الطبقتان
في اثني عشر خليفة كلهم من قريش الاربعة

عہد بنی عباس کے پھر فتنے ترک سلجوقیہ کے اور چنگیز خانیہ کے
وغیرہم اور ان سوتوں کے بہت طبقے اور درجے ہیں پس
جس وقت قیاس کیا جاوے ایک حادثہ سخت کا ساتھ اس حادثہ
کے جو اس سے کم ہے تو وہ ایسا ہوگا کہ گویا کچھ بھی نہیں ہے
اُسپر بولا جائیگا حصر کے ساتھ پس جو حادثہ ہے اور جسے پہچانتے نہیں
نہیں وہ اُسوقت گمان کریگا خلاف اور مناقضہ اور یہ ویسا ہی
جیسا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارا ملک ملک شام ہوگا
حصر کے ساتھ فرمایا تو سمجھنے والے کو حیرت ہوگی کہ ملک شام کے سوا اور بھی ملک
وسیع اور زیادہ ہے اور حق یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُس تشبہ کیطرف نظر کی جو دوسرے طبقہ میں تھی اُسکی
خبر دی گویا جو تیسرے طبقہ میں صورت ہے وہ اُسکے
آگے کچھ بھی نہیں ہے اور ایسے طور فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہمیشہ دین قوی ہوگا جبتک بارہ ۱۲ خلیفہ
ہون تو شک کرنیوالا شک کریگا اور کہیگا اگر اس سے
مراد خلافت نبوت ہے تو وہ تیس برس میں گذر گئے
اور چار خلفا میں ہو گئی اور اگر مراد عدل و دیانت ہے
تو بعد ان بارہ ۱۲ خلفا کے اون سے اچھے ہوئے
اور اگر بارہ ان مراد متفرق ہے تو منصف لوگ
ان بارہ ۱۲ سے بہت زیادہ ہوئے ہیں اور حق یہ
ہے کہ ملت کے واسطے انحطاط اور تغیر ہیں درجہ
بدرجہ جو خلفاء اربعہ کے زمانہ میں تھا وہ اور ان
کے عہد میں نہیں اور جو ملک شام کے عہد میں تھا
وہ بعد میں نہ تھا تو شمار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دونوں طبقوں کو اور خیال کیا اُن دونوں کے سوا کا بہت
پس دونوں طبقے پورے ہو گئے بارہ خلفاء میں سب کے سب قریش تھے چار

الملهمون معاوية وعبد الله بن الزبير و
عبد الملك واربعة من اولاده وعمر بن عبد
العزيز فوقع ما وقع وكذلك قرب القيامة
واشتراط بعث بين يدي القيامة كانه لا يعد ما
قبلها من الوقائع والمدة شيئا ومنها ان النور
الذي سميناه من قبل بنبي الانبياء حين يريد ان
يصير جارحة من جوارح الحق في نزول رحمة
خاصة منه تبارك وتعالى تقتضي الى ان تحيط
بنفوس العصاة من بني آدم غاشية عظيمة
منها تبدل سيئاتهم حسنات وتكفر عنهم ما
تلوثت به نفوسهم من الهيئات الخسيسة
الدنيوية وصيرورته جارحة من جوارح الحق
يومئذ منشاءه هو اللطف الذي دبر في
يومنا هذا اسباب نزول الشرائع وبعث الرسل
وتعيين شعائر الله في الارض لكن ذلك يتوقف
على هيئة حثيثة من رجل كامل حق الكمال
لتكون همته كالقالب لسبيكة الذهب او
كالوكر للطائر وكالصورة للمادة المبهمة و
مثل ذلك مثل النفوس الكلية لا تتنزل الى الارض
ولا تظهر في المواليد ولا تتعين في القوالب
المناسبة الا باستعداد امور ارضية واستيطانا
هي كلية ولذلك كانت نطفة الوالد ورحم
الوالدة شرطا لفيضان النفس الناطقة وسلوك
الهواء والماء في الارض وقوة البذر هنالك
شرطا لفيضان النفس النباتية وعلى هذا القياس

ہونے لگیں اور حضرت معاویہ ہوا اور عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک اور
اور چار اُسکی اولاد سے اور عمر بن عبدالعزیز پس کچھ ہوا جو
جو کچھ ہوا سو ہوا - اور اسیطور قرب قیامت کا اور آنحضرت
نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ہوں آگے قیامت کے گویا جو واقع
اور حوادث اس سے پہلے ہو چکے ہیں انکو کچھ نہ گنا اور مدت
مدت کو شمار کیا اور انمیں یہ ہے کہ وہ نور جسکا پہلے ہمنے نبی الانبیاء
نام رکھا ہے لایق تھا اس امر کے کہ اللہ کے ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ
ہو خداے تبارک وتعالی کیطرف سے رحمت خاص نازل ہونے میں
ایسی رحمت کہ گنہگار لوگوں کے نفوس کو گھیر لے بہت اچھیطرح تاکہ انکی
برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے اور جن پلیدیوں خسیسہ دنیویہ
اور سے نفس آلودہ ہو گئے ہیں انکو ڈھانک دے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوقت ہاتھ ہونا اللہ کے ہاتھوں میں
سے اُسکا منشاء وہی لطف ہے کہ آج کے دن سبب ہوا
نزول شریعتوں اور رسولوں کے بھیجنے کا اور شعائر اللہ کا
زمین میں مقرر کرنا اور یہ موقوف تھا ایسے مرد کامل کے
ہمت پر جو کمال کے حق کو پہنچا
ہوا ہو تاکہ اُسکی ہمت اُس قالب کیمانند ہوئے جسمیں سونا گلا
کر ڈالا جاتا ہے یا مانند پرندوں کے گھونسلے کی یا مانند صورت کے
واسطے مادہ مبہم کے اور اسکی مثال یہ نفس کلیہ کی سی مثال ہے
کہ نفس کلیہ زمین پر نازل نہیں ہوتا اور نہ مولود میں ظاہر
ہوتا ہے اور نہ کسی خاص قالب میں متعین ہوتا ہے مگر زمین کے
استعداد ارضیات کے ساتھ اور استیطان کلیہ کے اور
اسلئے نطفہ والد کا اور رحم والدہ کی شرط ہوا واسطے فیضان
نفس ناطقہ کے اور حلول ہوا اور پانی کا زمین میں اور تخم ہونا کی شرط
ہے واسطے فیضان نفس نباتیہ کے اور علی ہذا القیاس

بتقدير من الله تعالى في سابق قدره ان يكون
ذلك الرجل هو محمد صلى الله عليه وسلم فيرغب
هو بهمته الى ربه تبارك وتعالى رغبة عظيمة
فيحصل بسبب دعوته وجود الطريق الى الانبياء
فانطوى هذا الشرف في قوله في شرح صدره فلما
فاته واوجب ذلك معرفة وقائع الحشر واوجب
ذلك تقدمه صلى الله عليه وسلم على الناس
فالمناسب ان يكون الناس كلهم يومئذ من دونه
تحت لوائه وان يكون هو عليه السلام فاتح
الشفاعة الكبرى ويكون اسعد الناس بشفاعته
من حصل من نفسه استعداد المحبة له صلى الله
عليه وسلم واكثار الصلوة عليه فانشعب
من كماله هذا العلوم اربعة اصلها علم المحاسبة
وحقيقة المحاسبة اطلاع النفوس بما ثبت
بين يديها وانطبع في الواحها من الاعمال الصالحة
والفاجرة وبخاصية كل عمل من اعداد عذاب
او ثواب وانما تطلع يومئذ بسبب انقشاع
الظلمات المتراكمة الدنيوية عنها فالمحاسبة
انما تختص يومئذ لان مرجع اليوم واما في
الحق فالمحاسبة قائمة منه كل حين لا تنفك عنها
واذا جاء وقت المحاسبة اوجبت الحكمة الالهية
ان يظهر اشباح يلابس فيها روح المحاسبة و
يخصصها مزاج الانسان الاكبر كما يخصص
مزاج الانسان الاصغر ان يتشبح في مداركه
الجبن بصورة الوبر والغضب بصورة الاسد

اور تقدیر الٰہی میں مقدر ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی سابق تقدیر میں جو
کہ وہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں پس آپ نے اس دن کے واسطے
دعا کر کے بڑی رغبت دعا کرنا آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا ہونا
درمیان انبیاء کے طریق نبی الانبیاء ہونے کا پس آپ نے اس شرف کو
رکھا اپنے انشراح صدر میں پھر ان انبیاء کے واسطے
فوت ہونے کے معرفت ان امور کی ہوئی اس وقت کی حشر کے
وقائع اور واجب کیا اس نے تقدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب پر
پر تو ظاہر ہوا اور یہ کہ اس دن تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور
ان کے سوا آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں اور یہ کہ اس دن آپ فاتح
شفاعت کبریٰ کے ہوں اور زیادہ سعید آپ کی شفاعت سے
جس نے اپنے نفس میں استعداد پیدا کی آپ کی محبت سے اور آپ پر
زیادہ درود شریف پڑھے تو آپ کے اس کمال سے
چار علوم نکلے ایک تو علم محاسبہ اور علم محاسبہ کی حقیقت
نفوس کی اطلاع اس شے پر جو کہ ان کے آگے ہے اور
منطبع ہو الواح نفوس میں اعمال صالح اور فاجرہ کی
خاصیت سے بے شمار عذاب اور ثواب اور تحقیق
مطلع ہو بسبب دور ہو جانے ظلمات کے دنیا کے
اس سے تو محاسبہ خاص ہوگا اس دن واسطے اس امر
کے جو انکی طرف رجوع ہو لیکن حق یہ ہے کہ محاسبہ ہر وقت
ہے اس کے واسطے نہیں ہے اور جب وقت محاسبہ
آئیگا واجب کریگی حکمت الٰہی یہ کہ ظاہر ہوں تمثالیں
اور ان میں ملبس ہو روح محاسبہ کی اور اس کو خاص کرے گا
مزاج انسان اکبر کا جیسے خاص کرتا ہے مزاج انسان
اصغر کا کہ صورت بناتا ہے اس کی مدارک میں
نامردی کی پشم کی اور غضب کی صورت شیر کی

ورؤس الاشباح علی ما بیّنه صلی الله علیه وسلم
اصول منها عرض الاعمال و تشکّلها باشکال
متناسبة جوهریة تلزمه نوع لزوم کما بیّن
فی مانع الزکوة حیث قال سیطوّق شجاعا اقرع
او تطأه الابل باخفافها و تنطحه البقر بقرونها
و فی الغاصب و الغال نحو ذلک و قال ان الغادر
ینصب لواءً عند استه و قال الله تعالی نورهم
یسعی بین ایدیهم او عرضیة کابیضاض الوجوه
واسودادها و طول عنق المؤذن و نحو ذلک
ومنها قراءة الصحف و تناولها من الیمین و
الشمال و وراء الظهر و مکالمة الله بقوله الم
اذرك ترأس و تربع و منها ان یؤمر کل امة ان
تتبع معبودها فیهوی بهم نار جهنم و یتخلص
المؤمنون بتجلی خاص سنوجبوا له باعتقادهم
الحق فی الله و صفاته و منها نصب المیزان و وزن
الاعمال حتی البطاقة التی فیها لا اله الا الله و منها
ظهور اخلاق کامنة لم تتشبّح بالاعمال فی الدنیا
کما یتشبّح بان یامر الله بشیء فیعجل المامور
فیظهر منه الانقیاد و الرجاء و نحو ذلك و منها
نصب الصراط و ظهور کلالیب من نار فمنهم
من یکون کالبرق الخاطف او کالریح او الجواد
المضمر و منهم الماشی السالم و منهم مکدّش ناج
و منهم من یختطفه الکلالیب فیهوی فی نار جهنم
و هذا کلها اشباح لمحاسبة الحق و اطلاع
النفوس علی حال ما اقترفوه تا انها اعلم نزول الرحمة

اور سر اشباح کی جیسا بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کئی امر ہیں اونہیں سے ایک پیش ہونا اعمال اور انکے
مناسب انکی شکلیں جوہریہ ہیں یعنی کہ لازم ہوں نوع لزوم
کو چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو زکوۃ نہ دیگا اسکے گردن میں
گنجی سانپ کا طوق پڑیگا یا اونٹ اسکو اپنی کہروں سے روندینگے
یا گائیں بیل سینگ مارینگے اسیطرح غاصب اور خائن کے حق میں
فرمایا اور ارشاد ہوا کہ عہد شکن اور باغی کے سرین پر اوسکی بغاوت
کا جھنڈا گاڑا جائیگا اور اللہ تعالی نے فرمایا نورھم یسعی بین ایدیھم
یا وہ شکلیں عرضیہ ہونگی جیسے چہروں کا روشن ہونا یا سیاہ ہونا
اور موذن کی گردن دراز ہونی اور اسکی مانند اور انہیں سے اعمالناموں کا
کا پڑھنا اور داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں ملنا یا پشت کی طرف سے
ملنا اور اللہ تعالی سے کلام کرنا فرمائیگا الم اذرك ترأس و تربع اور انہیں سے
ہی کہ ہر گروہ کو حکم ہوگا اپنے اپنے معبود کے ساتھ جہنم میں داخل ہو
اور نجات پائینگے مومن اس تجلی سے انکے اعتقاد میں ہی اللہ تعالی
اور اسکی صفتوں کے اور انہیں ہے قایم ہونا میزان کا اور اعمال انکا
تولنا یہانتک کہ وہ پرچہ جسمیں لا اله الا الله ہوگا۔ اور انہیں سے
ہے ظاہر ہونا چھپی ہوئی خصلتوں کا جنہوں نے صورت نہیں پائی اعمال
کی اکثر اسطور پر کہ اللہ تعالی نے ایک شی کا امر کیا اور مامور کیا ہوا کام
بجالایا گیا تو اس سے تابعداری اور امید ظاہر ہوئی اور
مانند اسکے اور انہیں سے ہے قائم کرنا پل صراط کا اور ظاہر ہونا
جہنم سے کانٹوں کا تو بعضے بجلی کیطرح گذر جاینگے یا ہوا کے
طور بعضے سوار کی مانند اور پیادہ سلامتی سے اور بعضی انمیں
بہت محنت سے نجات پائینگی اور بعضوں کو وہ کانٹے اچک لینگے
اور جہنم میں ڈالدینگے اور یہ سب کا سب ہیں اللہ کے محاسبہ کے اور اطلاع
ہے نفسوں کو اس حال کی جو حاصل کیا انہوں نے اور دوسرے علم نزول رحمت کا

من طريق نبي الأنبياء وحقيقته ما قلنا منا
وتمثل أشياء كثيرة منها أعمال شفاعة الأنبياء
والرسل والأولياء والقرآن والأعمال وخاصة
الأنبياء والشهداء من إيجابهم للكفار المتمردين
وضحكهم منهم وشماتتهم مما أمر الله بهم فمنها
ظهور الحوض وأن يسقى منه المؤمنون المتأخرون
ويذاد عنه من سواهم كما يذاد الإبل الغريبة
وثالثها علم تشبح الرفاهية لباسا بأشباح مناسبة
جوهرية أو عرضية واعلم أن النفس الإنسانية
ما دامت في الدنيا فإنها ترتفق وتلتذ بوجوه
كثيرة فيتوارد عليها النعم بنوع كالمطعم
الهنيء والمشرب المريء والمنكح الشهي والملبس
الوضيء والمسكن البهي ووجوه كثيرة يختص بفرد
فرد ومنه قوله صلى الله عليه وسلم إن الله خلق
جارية أدماء لعساء لجعفر من أجل أنه
علم شهوة جعفر للأدم اللعس وقوله عليه السلام
في الإبل والفرس ونحو ذلك فما من حالة فارهة
تتمثل بها في منامنا الأنس والانشراح والاطمئنان
إلا ويعطاها المؤمن في الجنة وما من حالة
بائسة تتمثل بها النفرة والوحشة وضيق
الخاطر إلا ويعطاها الكافر والمنافق في النار
فهذه الكلمة مجملة شرحها النبي صلى الله عليه
وسلم كل الشرح ورابعها تجلي الله تعالى عليهم
في جنة الكثيب هذا عطية لم يعطوها
بعمل بل تلقوها تلقيا وهبيا جبليا خارجا

طریق نبی الانبیاء ہے اور اسکی حقیقت وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے
اور وہ بہت سی چیزوں کا متمثل ہونا ہے ایک ان میں سے شفاعت نبیوں کی
اور رسولوں کی اور اولیا اور قرآن شریف اور اعمال کی اور خصوصا
انبیا و شہدا کی اون کے ہمسایگی کے واسطے کفار سرکشوں کی اور
اونکا استہزا سی کرنا اونکی مصیبت پر خوش ہونا اور ایک ان میں سے
حوض کا ظاہر ہونا اور پچھلے مومنوں کا اس میں سے پانی پینا اور دو
غیر شخصوں کا اس طرح ہنکائے جاینگے جیسے اجنبی اونٹ ہنکایا جاتا
اور تیسرا علم تشبح رفاہیت کا ہے یعنی اون طور کو لباس میں جو
مناسب ہیں جوہریہ یا عرضیہ اور جاننا چاہیے کہ نفس انسانی
جب تک دنیا میں ہے آرام پاتا ہے بہت طور سے جیسے اچھے
اچھے کہانے اور اچھے پانی وغیرہ پینے اور نکاح مرضی کے
موافق اور عمدہ لباس اور عمدہ عمدہ مکان اور بہت سی
چیزیں ہیں جو خاص خاص ہیں فرد فرد کے ساتھ اور اسی سے
فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت جعفر رضی اللہ
تعالی عنہ کیواسطے اللہ تعالی نے پیدا کی ایک لونڈی گیہواں
رنگ سرخ لب اس واسطے کہ آپ نے جان لیا کہ انکو سانولا پن
سرخ ہونٹ مرغوب ہے اور قول صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ
اور گہوڑے میں اس کی مانند تو کوئی ایسی حالت نہیں
فرحت کی کہ متمثل ہوتی ہے ہمارے خواب میں انس و انشراح
اور اطمینان سے مگر وہ اللہ تعالی عطا کریگا مومن کو جنت
میں اور کوئی حالت ایسی بری نہیں جس سے نفرت اور وحشت
اور تنگدلی ہو مگر وہ اللہ تعالی دیگا کافر و منافق کو دوزخ میں
تو یہ کلمہ مجمل تھا کہ شرح کی اسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی
طرح اور چوتھا علم تجلی اللہ تعالی کی ہے انپر جنت میں ایک ٹیلہ پر اور
یہ وہ عطا ہے کہ عمل سے نہیں ملی بلکہ اس جبلی اور وہبی بخشش سے ملی ہے

عن الكسب بسبب ما نفخ فيهم من النفس الانسانية وما خلقوا
عليه من احسن تقويم نعم الاعمال تزيح الموانع وترفع الحجب
واعلم ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يبح الينا بشيء في باب
التفكر في الذات بل نهانا عنه بقوله لا تفكروا في الخالق
وقوله لا فكرة في الرب فلا دخل في النهي مباحث الصفات
اعني بيان حقائق صفاته تعالى وكيفية اتصافه بها ان السمع
والبصر هما غير العلم او عين العلم والكلام نفسي او شيء اخر
على هذا القياس الهمهم الاشياء ووجد النبي صلى الله عليه
وسلم نفوس العرب والعجم تدركها وتصف الرب بها من تعظيم
وتقديس وتنزيه وتشبيه لقدرته على الخلق وسياسة
الملك ونحو ذلك حيث انهم لا يحل لهم كمالهم الا بمعرفتها
ووجدهم لا ينفكون عن صفة الرب بها في قرن من القرون
فبقي التذكير بايام الله والآية عليها واستعملها في كلامه
كما يستعملون لم يشتغل بشرح حقائقها واكتناه كنهها
ولم ينكر عن استعمال التشبيهات كاليد والرجل والضحك
ومضى على ذلك القرون المشهود لها بالخير ثم نشأ ناس
يسمون انفسهم اهل السنة والسنة منهم بمراحل تكلفوا
ما لا يعنيهم والروايات به نبيهم فيا لها من مصيبة عمت
فاعة والله المستعان واما الآيات الظاهرة على يد
نبينا صلى الله عليه وسلم فاصولها التي ترجع اليها اصول
الخوارق التي تظهر على ايدي الكاملين قاطبتهم امور منها
البحث وتحقيقه ان في نفوس الانسان نقطة تجذب
اليها سائر النفوس وتقهرها وتاتي اليها منها تجذب المقناطيس
لاجزاء الحديد فان كانت قوية السعادة اوجبت ان
يفاض في نفسه وفي نفوس من حوله من الناس بل البهائم

بسبب اسکے کہ پھونکا گیا اونمین نفس انسانیہ اور جسپر پیدا کئے
گئے احسن تقویم مین وہ اچھے عمل ہین جو موانع کو دور کر دیتے اور
حجابونکو اوٹھا دیتے اور جاننا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روا
رکھا ہمارے واسطے ذات الٰہی مین فکر کرنا بلکہ اس سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے
لا تفکروا فی الخالق اور فرمایا ہے لا فکرۃ فی الرب تو داخل ہوئی نہی مین
بحث صفات کی یعنی بیان حقیقتون صفات اوسکی کا اور اون چیزون
کے ساتھہ خدا کے متصف ہونیکا کیفیت یہ کہ سننا اور دیکھنا دونو
غیر علم ہین یا عین علم اور کلام نفسی ہے یا کوئی دوسری شے اور
علی ہذا القیاس یا آلہی نگہ بہت شے ہین کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
عرب و عجم کو پایا کہ انکے نفس دریافت کرلیتے ہین اور انسے اللہ تعالیٰ
کی توصیف کرتے ہین تعظیم و تقدیس کے ساتھ اور تنزیہ اور تشبیہ اوسکی
قدرت کی تخلیق خلقت پر اور سیاست بادشاہی کیساتھ اور اسکی مانند جیسا
انکو دیکھا کہ انکا کمال ان ہی کی معرفت سے کامل ہوگا اور انکو پایا کہ اپنی
رب کا وصف انکو چھوٹینگے کسی زمانہ مین پس بنایا گیا تذکیر کو اللہ کی نعمتون
اور نشانیون سے اور کلام مبارک مین استعمال کیا جیسے استعمال کیا کرتے
ہین اور مشغول نہوئے انکی حقیقتون کی شرح مین اور کنہ بیان کرنیمین
اور نہ روکا استعمال تشبیہات سے جیسے ید رجل ضحک سے اور گذر ہی
پر وہ قرون جو خیر القرون ہین پھر ایسے لوگ پیدا ہوگئے جنہون نے اپنا نام
اہل سنت رکھا حالانکہ سنت اونسے منزلون دور ہے انہون نے وہ تکلف
تکلف کئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کئے تھے واہ مصیبتا اندھا کر دیا
واللہ المستعان اور جو معجزات کہ ہمارے نبی سے انکے ہاتھون ظاہر ہوئے
انکے ایسے اصول جنکی طرف معجزات رجوع ہوتے ہین اور کاملین کے کرامتیں
ہوتی ہین اور انکے بھی اصول سب کے سب کئی امر ہین ایک بحث ہے اور
اوسکی تحقیق یون ہے کہ نفوس انسانی مین ایک نقطہ ہے کہ اسکی طرف سب
نفوس کھینچتے ہین اور وہ غالب ہوتا ہے اور آتی ہین اوسکے پاس

[illegible]

والملائكة ايضا خواطر تميل الى الفاهية وترققه انها قرينة للشقاوة ووجبت ان يفاض في نفسه ونفوس من حوله من الناس والملائكة والبهائم خواطر تؤدي الى بؤسه وبلاء وقد رأيت كثيرا ان القضاء ربما انعقد بهلاك رجل فسال هذا القضاء الى الاسباب سيلان الماء في ارض معشبة او سيلان نور الشمس من ستر متخرق فيراعي هنالك الوزن بين الموجب والمانع فان كان العشب لقد يمنع سيلان الماء والستر يمنع نفوذ نور الشمس حصل سيلانها بما امكن فكذلك يسيل القضاء باقرب ما يمكن هنالك فان كان هنالك وهدة وكان وقوعه فيها غير بعيد من النظام سال القضاء اليه فحدث في قلبه خاطر ان يمشي قريبا منها وحدث في رجله زلق عندها فيكون فيها حتفه وان كان هنالك له خصم وكان خصومته غير بعيدة سال القضاء اليه فحدث في قلب الخصم ان يخاصمه او حدث له غضب فيتشبث الخصم فآل الامر الى هلاكه وان كانت هنالك دابة سال القضاء اليها ان تخفقه برجلها او تعضه بمجامع فيها فيكون في ذلك حتفه وان كان الهام الملائكة اقرب الاشياء يومئذ سال القضاء اليهم ليقضوا امرا كان مفعولا ولكل شيء من هذه الاسباب الاكثرية توجيه حتما وانجيت سبب من الاسباب الاكثرية وشاهدنا غير مرة ان بعض الناس في نفسه نقطة وهاجة بمنزلة الكوكب الذي ينتشر منها خطوط شعاعية تنفذ في نفوس الناس والملائكة والبهائم فكلما صادفت لها تاثيرا ومن المنفوذ فيه

اور بلائکہ میں بھی خطرہ جو اسکی سفاہت اور رفاقت کی طرف دلائیں اور اگر ہوتا ہے شقاوت میں قوی تو واجب کرتا ہے کہ افاضہ ہوں اوسکے نفس میں اور جو اوسکے آس پاس ہوتا اُنکے نفسوں میں خواہ آدمی ہوں یا فرشتے یا بہائم ایسے خطرے جو سختی کو پہنچائیں اور بلا میں گرفتار کرائیں اور بہت دیکھا ہے کہ قضا کبھو کسی شخص کی ہلاکت کرنیکے لئے منعقد ہوتی تو چلے وہ اسباب کی طرف جیسے پانی چلا گھانس والی زمین پر یا آفتاب کا اور پھٹے پردے سے نور عایت ہوتی ہے وہان وزن کی درمیان موجب اور مانع سے پس جو گھانس یا کوڑا پانی کے چلنے کو روکتا ہے یا پردہ نور آفتاب کے نفوذ کو منع کرتا ہے تو سیلان پانی کا اور نور آفتاب کا بقدر امکان ہوتا ہے پس اسیطرح قضا روان ہوتی ہے اوس جاے جو قریب تر امکان کے ہو تو اگر ہو گڑھا وہان ہو لرزنا یا پستی اور اُسکا گرنا ہونا وہان نظام سے بعید نہوا تو چلتی ہے قضا طرف اُسکے پھر اُسکے دل میں خیال آیا کہ چلئے قریب اُس گڑھے کے اور پاؤن پھسل گیا اُسکے پاس تو اسکی اُسمین موت ہے اور اگر وہان کوئی دشمن ہو اور اُسکی دشمنی دور نہیں تو چلی قضا اوسکی طرف پھر دشمن کے دل میں آیا اُس سے لڑنے یا اُسے غصہ آیا دشمن کو گالیان دین تو انجام اُسکا ہلاک ہوا اور اگر ہو کوئی چارپایہ چلی قضا اوسطرف کہ اوسنے لات ماری یا کاٹ کہایا تو اسمین اوسکی موت ہوئی اور اگر ہو الہام ملائکہ کا بہت قریب سب سے او سدن چلی قضا اُنکی طرف تا کہ ادا ہو وہ کام جو پہلے ہی ہو چکا ہے اور ان اسبابوں سے بھی ہر ایک کیلئے ایک سبب ہے کہ وہ واجب کر دیتا ہے ضرور اور بخت اسباب اکثریہ میں سے ہے اور ہم نے کئی بار مشاہدہ کیا ہے کہ بعضے آدمیوں کے نفس میں ایک نقطہ ہے چمکتا ہوا بمنزلہ کوکب ستارے کی کہ اُس سے خطوط شعاعی نکلتے ہیں اور پہونچتے ہیں لوگوں کے نفسوں میں اور ملائکہ اور چارپایوں کے نفسوں میں

تأثرا وجعت هناك إرادة الإحسان إليه امتلاء
قلبه محبة منه وربما كان إنسان في نفسه نقطة
لكنها ليست بتلك المنزلة من التشعشع واللمعان
فباشر أمرا من باب التوجه إلى بعض الأسماء الإلهية
ونحو ذلك فلمعت نقطته لمعانا شديدا ومن هذه
الجهة لم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من أول
أمره حين كان رضيعا عند ظئره تظهر
الرحمة له والرفق واللطف حيثما كان ولم يزل ينصر
أحباءه ويخذل أعداءه ويدفع عنه ما يسوءه
ويتزايد ذلك حتى بلغ المبلغ الذي بلغه ومنها
أنه صلى الله عليه وسلم خلق في أحسن تقويم
واعدل مزاج في وقت اجتمع فيه قوى الكواكب
أحسن اجتماع يستتبع نباهة عظيمة وغلبة وكونه إماما
للعرب والعجم يقاد النواصي إليه ويبقى ملته المنسوبة
إليه إلى يوم القيمة وقد أودع الله تعالى في كل شيء من
الأنواع والأشخاص والأوضاع أثرا وخاصية و
ليس في النظام الخير يسد شيء عن أثره وخاصيته وجبت
هذه المزية أن يكون أجمل الناس وأكملهم خلقا
وأشجعهم وأجودهم وأحلمهم وأعدلهم وأفصحهم و
نشأ من قوم هم أشراف العرب وخيار الناس ولم
يزل من له نوع خلوص إلى معرفة انقضاء المنعقد
في حظيرة القدس كالكهان والجن والمنجمين أو
غير أولئك يستدلون بما عندهم على كونه قد تم
في سنن هذه الأمور فضلا عن الأنبياء عليهم
السلام واتباعهم من الرهبان ومتحنثي العرب و

ملتے ہیں تو وہاں ارادہ ہوتا ہے کہ اس شخص سے احسان کیجئے
اور اسکی محبت دل میں بھر جاتی ہے اور اکثر اوقات کسی انسان کے
نفس نقطہ ہوتا ہے لیکن تابانی اور درخشانی کے مرتبہ میں نہیں ہوتا
پھر وہ کچھ ایسے کام کرتا ہے کہ بعض اسما الہیہ کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور اسکی
مانند تو وہ نقطہ بہت ہی چمک جاتا ہے اور اسی جہت سے ہمیشہ سے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اول سے جبکہ پیدا ہوئے اور جب دودھ پیتے
تھے دایہ کے پاس ظاہر ہوتی تھی رحمت اور رفق اور لطف جہاں ہوتے
تھے اور ہمیشہ آپکے دوست منصور ہوتے اور دشمن مقہور اور رفع ہوتے
جو شئے بری کی ہوتی اور آپ میں زیادہ ہوتے گئے یہانتک کہ پہنچی
وہاں جہاں پہنچے اور انہیں سے ہے کہ پیدا ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم
احسن تقویم اور بہت معتدل مزاج میں ایسے وقت میں کہ قوی کواکب
مجتمع تھے بہت اچھا اجتماع سے کہ مستدعی نہیں نباہت عظیم
کے اور غلبہ کے اور عرب اور عجم کے امام ہونیکے کہ سب جھکے ہیں
آپکی طرف اور آپکی ملت قیامت تک باقی رہی اور بیشک امانت
رکھا ہے اللہ تعالی نے ہر شئے یعنی نوع اور اشخاص میں اور اوضاع
میں اثر اور خاصیت اور نظام خیر میں کسی شئے کے اثر اور خاصیت
کے روک نہیں سکتے تو واجب کیا اس مزیت نے کہ سب سے جمیل ہوں
اور خلق میں سب سے کامل ہوں اور سب سے شجاع ہوں اور
سخاوت و حلم اور عدل اور فصاحت میں سب سے بڑھکر ہوں
اور نشو کیا اس قوم سے جو اشراف عرب اور بہترین لوگ ہیں
اور ہمیشہ رہے لوگ جنکو ایکطرح کا خلوص تھا معرفت قضاء منعقدہ
حظیرہ قدس میں جیسا کاہن اور جن اور نجومی اور ان لوگونکے علاوہ
انہوں نے استدلال کیا اس چیز سے جو انکے پاس تھی کہ انکے
حق میں یہ سب باتیں ہیں چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام اور انکے
اتباع رہبان اور عرب کے عابد گوشہ نشین اور

وهاتان الخصلتان قد شارکه صلى الله عليه وسلم
فيما يقدر استعداد هم اصحاب سعادة البخت و
سلامة الاخلاق من الملوك العادلين فقلما كان
رجل يجد الدولة الا وقد اثر عنه امور خارقة
من جنس ما ذكرنا وقلما كان رجل تام في اخلاقه
قد اجتمع في وقت وجوده قوى سعيدة في الكواكب
الا وقد اثر عنه نحو من ذلك ومنها انه كان مفهما
يتلقى من الغيب لصفاء لوح ذهنه من الالواث
التي توجب الرين فيمنع من انطباع ما انعقد لشبحه
في حظيرة القدس ما شاء الله من اخبار الوقائع
الماضية والاتية وقد ذكرنا سر ذلك فربما تمثل له
في رؤياه ما يطلع به على حقيقة الامر بواسطة
التعبير او بغير واسطة وربما تمثل له في يقظته
ما يبدو قليلا ثم عما قريب ينمحي من قبيل ما له
لون وشكل وغير ذلك وربما تمثل له ملك
فخاطبه بما يعجز منه علما وفي مثل هذه الصور
لابد لمن اتاه الله علم تاويل الاحاديث من
التامل في امرين احدهما ان هذه الحادثة لابد لها
من تمييزها بالنسبة الى سائر الحوادث حتى انكشفت
دون غيرها ويكون ذلك من وجوه كثيرة من
جهة اشتياق النفس لها شوقا ظاهرا كالرجل
المشرئب لما يتوقعه وشوقا كامنا كالفقير يشتاق
للغنا ولما يفضي الى الغناء من المكاسب والحيل
وان كان لا يخطر في ذهنه احاديث ذلك في هذه
الساعة ومن جهة قوة انعقاد الحادثة في الملا الاعلى

اور یہ دو خصلتیں ہیں کہ شریک ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے انہیں اصحاب سعادت بخت و سلامت اخلاق کے بادشاہان
عادل سے انکی استعداد کے موافق پس ایسا شخص کم ہوگا جو
اس دولت کا متعہد ہوا انمیں امور خارقہ نہ ہوں اُس قسم کے
جو ہمنے ذکر کئے اور کم ہوگا ایسا کوئی جو اخلاق میں پورا
ہو کہ جمع ہوں وقت پیدائش کے اُسکے قوائے سعیدہ فی الکواکب
اور اُسمیں اثر نہو اس قسم کا اور اُسمیں سے ہی کہ آپ سمجھے جاتے
اُسکے جو غیب سے القا ہوتا تھا بسبب صفائی لوح ذہن کے اُن
آلودگیوں سے جو موجب زنگ کے ہوں اور اُسکو منع کرتا کہ عکس پذیر
ہو اُسمیں جو حظیرہ قدس میں منعقد ہوئی جسقدر چاہی اللہ نے
اور وہ کیا ہے گذرے ہوئے واقعات اور پیش آنیوالے حالات
اور ہم ذکر کر چکے ہیں اسکا سر سو کبھی آپ خواب میں دیکھتے تھے
وہ چیز جس سے حقیقت امر کو جان لیتے تھے اوسکی تعبیر سے یا
بے تعبیر کے اور کبھی آپ بیداری میں اُسکو متمثل دیکھتے تھے
جو ظاہر ہوگا کم پھر عنقریب محو ہو جائیگا اُس قسم سے جسکا
رنگ و شکل وغیرہ ہو اور کبھی آپکے واسطے فرشتہ متمثل ہوتا تھا
وہ باتیں کرتا تھا جس سے عاجز ہو انسان علم کی رو سے اور ایسی
صورتوں میں ضرور ہے اوسے جسے اللہ نے علم تاویل احادیث دیا ہو
دو امروں میں تامل کرنا ایک تو یہ کہ ضرور ہے اسکی تمیز کرنے اور
حوادث کی نسبت تاکہ منکشف ہو جائیں اسکے سوا اور یہ
بہت وجہوں سے ہوتا ہے نفس کے شوق سے ایسا شوق کہ
ظاہر ہو جیسے مرد رہ تکنے والے کا شوق یا شوق چھپا ہوا ہو
جیسے فقیر کہ تونگری کا مشتاق ہے یا اُس کسب و حیلہ کا جو
تونگری کو پہنچا سکے اگرچہ آسکے خیال میں یہ باتیں نہ ہوں
اُس وقت اور جہت سے قوت منعقد ہونے حادثہ کی ملاء اعلیٰ میں

فليس احد ممن له خلوص الى ما هنالك بوجه
من الوجوه الا وينطبع في ذهنه شيء من ذلك في
ذلك في الوقائع العظيمة من حدوث دولة وذهاب
دولة وقحط ووباء مستطيرين ونحوها ولا يكون
هذه الصورة الا وينواطأ رؤيا القوم ومكاشفاتهم
فيها ومن جهة تدبير الحق تبارك وتعالى فيكون النظام
الخير لا يتم الا بافراغ علم في قلب من استعد له ولذلك
خص فرعون برؤيا القحط ليكون من الامر على بصيرة
ولا يكون افراغ علم في قلب الا بركنين احدهما
استعداد النفس وثانيهما جود الله وفيضان رحمته و
يكون اجتماع الركنين بوجوه شتى فمنها ما يغلب فيه
الجود على الاستعداد وذلك في العلوم المنوط بها
صلاح الجمهور او صلاح قوم او شخص ومنها ما يكون
الاستعداد فيه اكثر من الجود وذلك في العلوم التي
لا يتعلق بمصالح الناس والاول منشأ علوم الانبياء
عليهم السلام ولا يكون الا صادقة مطلقا يصح ان
يكلف به الناس والثاني منشأ علوم الاولياء ويكون
صادقة باعتبار حال دون حال وفي نفس دون
نفس اللهم الا الذين هم ورثة الانبياء ومن جهة
مناسبة الواقع لهذه النفس فرب رجل يناسب
اصل فطرته للحوادث الجزئية ورب رجل يناسب
اصل فطرته للامور العظيمة وثانيهما ان انفلات
النفس من عوائقها الدنيوية يكون بسبب الاسباب
خفية فرب شغل يفضي الى دعة جذر النفس ورب
دعة يفضي الى شغل جذر النفس ورب ناقشة

تو نہیں ہے کوئی کہ اسکو وہاں خلوص ہو کسی وجہ سے مگر اسکے
ذہن میں عکس پڑتا ہے اسمیں سے کسی چیز کا اور یہ پڑتے ہیں واقعوں
میں سے دولت حادث ہونے سے یا دولت جانے سے اور قحط
اور وبا بڑے ہوئی اور اسکی مانند اور یہ صورت نہیں ہوتی مگر موافق
ہوتے ہیں خواب قوم کے اور انکے مکاشفے اوسمیں اور جہت سے
تدبیر حق تعالی کی پس ہوتا ہے نظام خیر کہ نہیں پورا ہوتا مگر جب
علم ڈالا جائے اُس شخص کے دل میں جو مستعد اور رکھتا ہو اسکی اور
اسیواسطے خواب قحط کا خاص فرعون نے دیکھا تا کہ وہ ہوشیار
ہو جاوے اور نہیں ہوتا علم کسی دل میں مگر دو رکنوں سے ایک تو استعداد نفس
کی اور دوسرا جود اللہ تعالی کا اور اُس کی رحمت کا فیضان
اور دونوں رکنوں کا جمع ہونا کئی وجہوں پر ہے تو انمیں سے ایک یہ
ہے کہ جود غالب ہو استعداد پر اور یہ اُن علوم میں ہے جنمیں مدار صلاح
جمہور کا ہو یا ایک قوم کی صلاح یا کسی شخص کی صلاح کا دارومدار
اور اُنمیں سے یہ ہے کہ اسمیں استعداد جود سے زیادہ ہو یہ ان علوم میں ہے
جسمیں لوگوں کی صلاح کا تعلق نہو اور اول جو ہے وہ منشا ہے
علوم انبیا علیہم السلام کا اور وہ مطلق صادق ہی ہوتا ہے صحیح ہے
یہ کہ اُس سے لوگوں کو مکلف کرے اور دوسرا منشا ہے علوم
اولیا کا اور وہ صادق ہوتا ہے باعتبار کسی حال کے اور کسی
حال کے نہیں اور کسی نفس میں صادق ہوتا ہے اور کسی میں نہیں مگر
ہاں جو لوگ وارث انبیا ہیں اور جہت سے مناسبت واقع کی اس
نفس سے کہ اکثر آدمی ایسے ہیں جنکی اصل فطرت مناسب ہے حوادث
جزئیہ کے اور اکثر ایسے ہیں جنکی اصل فطرت مناسب ہے امور عظیمہ کے اور
دوسرا اُن دو میں کا یہ ہے کہ خطر سے نفس کے دنیا کے موانع میں سے سبب
ہو جاتے ہیں اسباب خفیہ کہ اور اکثر شغل ہیں کہ اصل نفس کو چھوڑا دیتے ہیں
اور بہت سی عادتیں ہیں کہ اصل نفس کے شغل کو پہنچا دیتی ہیں اور بہت سی مناقشے

یؤدی الی معان ورب مزاجه یفضی الی الجماع ومنها
انه اولی برکة عظیمة فی نفسه وفی جمیع ما یتعلق بها
وحقیقة البرکة ان یتوجه الی العبد بسبب اسم من
صلوات الملأ الاعلی ودعوتهم ورضاهم فیمتزج
بنفسه فیفضی الی بسط الاسباب الطبیعیة ورب حالة
نفسانیة فی العادة تؤدی الی ان لا یحس بالجوع ولا
یتحلل اجزاء بدن بالحرارة الغریزیة کالاشتغال
بدفع مرض او الانصباغ بخجالة وخوف وحمیة و
نحو ذلک ولتلک الحالة استعداد من النفس والبدن
فاذا نزلت البرکة فصادفت ذلک الاستعداد
اوجبت ان یمسک عن القوت مدة مدیدة تزید علی
ما یقتضیه العقل فی ذلک البدن وکثیرا ما یتمسک
الرجل المبارک حین ما یرید ظهور هذا الاثر بذکر اسم الصمد
والقدوس ونحو ذلک لیوجه نفسه تلقاء هذه
الحالة النفسانیة او یتشخص البرکة فی تلک الصورة
ورب حالة نفسانیة فی العادة تؤدی الی بطش
وسهر معلومین کانبساط القلب وعروض حمیة
ومنافسة وخوف ونحو ذلک ولتلک الحالة
استعداد اوجبت ان یتضاعف وصادفت ذلک
الاستعداد اوجبت ان یتضاعف بطشه و
سهره اضعافا کثیرة وکثیرا ما یری الرجل من صاحبه
افعالا وهیآت فیتفطن منها الی امور کامنة لا
یهتدی الیها غیره ولا هو فی الحالة الاخری ولتلک
الحالة استعداد فمتی ما صادفت البرکة ذلک
الاستعداد اوجبت فراسة خارجة عن العادة

کہ شور کو پہنچا سکتے ہیں اور بہت سے مزاج ایسے ہیں جو اسکے ساتھ مباشرت
کیطرف پہنچاتی ہیں اور تحقیق ہے کہ اسکے نفس میں برکت عظیم ہے اور
اون چیزوں میں جو اس سے متعلق ہیں اور برکت کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ کیطرف
متوجہ ہو بسبب فرشتگان ملاء اعلی کی صلوات و دعا اور خوشی سے پھر اسکے
نفس سے ممتزج ہو جاتا تو وہ اسباب طبیعیہ کے بسط و فراخ کرنے کیطرف منتہی
ہوتی ہے اکثر حالت نفسانیہ عادت میں ایسے ہیں کہ آدمی کو بھوک
نہ معلوم ہو اور اجزاء بدن تحلیل نہوں حرارت غریزیہ سے جیسے
دفع مرض میں مشغول ہو یا شرمندگی و خوف و حمیت وغیرہ میں
رنگا جاوے اور اس حالت کیواسطے استعداد ہے نفس و بدن سے تو جب برکت
نازل ہوتی ہے اور اس استعداد سے ملتی ہے تو واجب کرتی ہے کہ قوت کو روکے
زیادہ اس مدت سے جو عقل کا اقتضا ہو اس بدن میں اور اکثر مبارک
آدمی اس اثر کے ظہور کا ارادہ کرتے ہیں ذکر اسم صمد و قدوس او
اسکے مانند سے تاکہ متوجہ ہو نفس طرف اس حالت نفسانیہ
کے یا متشخص ہوتی ہے برکت بیچ اس صورت کے اور اکثر حالتیں
نفسانیہ ہیں عادت میں کہ پہنچاتے ہیں طرف حملہ کرنے
اور بیداری کے جو معلوم ہیں جیسے دل کا خوش ہونا او
حمیت کا آجانا اور رغبت و حرص کرنا اور خوف کرنا اور اسکی
مانند اور اس حالت کے لئے استعداد ہوتی ہے تو جب برکت
نازل ہوتی ہے اور اس استعداد سے امتزاج کرتی ہے
تو واجب کرتی ہے کہ اوسکا حملہ اور بیداری بڑھ کر چند
در چند ہو جاوے اور اکثر ہوتا ہے کہ ایک آدمی دیکھتا ہے
اپنے یار کے فعل و ہیئتیں کہ ان سے امور چھپے ہوئے جان جاتا ہے
کہ اوسکے سوا دوسرا نہ جانے اور نہ وہ جانے اور دوسری حالت
میں اور اس حالت کے لئے استعداد ہے تو جب برکت ملتی ہے
اس استعداد سے تو واجب کرتی ہے اوس فراست کو جو عادت

بالكلية وكل نفس فيها صورة لاعتقادها في ربه
تبارك وتعالى وفي شعائر الرب كذلك الكل ما القلب
تعلق به وربما توجه الى ذلك الاعتقاد بهمته
فلبس لباسا من الاشكال والصور واكثر ذلك في
المنام واقل ذلك في اليقظة فربما صادفت البركة
وهو بهذا الاستعداد فاوجبت ظهور تجليات و
مبشرات لايحوم حومها العامة وبالجملة فمن المعجزات
التي تواترت حكايتها انه صلى الله عليه وسلم كان
يدعو على طعام وشراب فبارك فيه بركة كثيرة و
ذلك اما ان يزيد نفع الشيء فقط فيقع الشيء موقع
النفع الزائد واما ان يزيد عين الشيء ايضا فيقاد المادة
لوجهات همم الملاء الاعلى فتلبس بصورة الماء والطعام
ولذلك نظائر في العادة وهاتان الخصلتان قد
شاركه صلى الله عليه وسلم فيهما المفهمون والاولياء
ولذلك ترى كتب مقاماتهم مملوة بانواع هذه
الكرامات من كشف واشراف وهاتف واستجابة
دعاء ونحو ذلك ومنها ان يحدث الحوادث القليلة
الوقوع لاسباب لاتتحقق الا قليلا لابدا فتسمى خوارق
والحق ان كلما يسمى خرقا فانه من الامور العادية
لكن لما كان اسبابها قليلة الوقوع لايظهر الا قليلا
وحيث كان العامة لايتوقعونها سميت خوارق
وربما كان الخارق نظير مالوف عندهم او ماهو اتم
منه في الخرق فلا يلتفت اليه العامة واذا كان
الخارق وقع عندهم موقع عظيم وتعجبوا منه و
انطلقت به السنتهم وكتبوه في التواريخ مثل

بالکل خارج ہو تو ہر نفس میں صورت اعتقاد اللہ تعالی کی ہے اور
اللہ تعالی کے شعائر اور اسی طور اعتقاد اوسکا جسکے لیے
اسکے دلکو تعلق ہے اور بسا اوقات جو متوجہ ہوتا ہے اُس
اعتقاد کیطرف اپنی ہمت کی کوشش سے تو پہنتا ہے لباس
شکلوں اور صورتوں کا اور اکثر یہ خواب میں ہوتا ہے اور کمتر
بیداری میں تو اکثر جب برکت ملتی ہے اور وہ استعداد میں
ہوتا ہے تو واجب کرتی ہے تجلیات اور بشارت کو کہ اور عام لوگ کبھی
اُسکے گرد بھی نہیں پھرتے حاصل کلام یہ ہے کہ بعض ان معجزات
میں سے جسکی حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر منقول
ہے یہ ہے کہ جب آپ کھانے یا پانی پر دعا کرتے تھے تو اُس میں
بہت برکت ہو جاتی تھی اور یہ امر یا اسلئے تھا کہ شی کا نفع زیادہ
ہو فقط کہ وہ شئے نفع زائد کے موقع میں واقع ہو اور یا اسواسطے
کہ خود وہی شی بڑھ جاوے پس کھینچا ہے مادہ بسبب شعلے ہمتوں ملاء
اعلی کے تو لباس پہنتا ہے صورت پانی کا یا طعام کا اور اسکی نظیریں
ہیں عادت میں اور اِن دونوں خصلتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے شریک ہیں فہم والے اور اولیاء اور اسی سبب تم دیکھتے ہو انکی
مقامات کی کتابوں کو کہ بھری ہوئی ہیں کراماتوں سے اور کشفوں سے اور دلکی
باتیں بتانے سے اور ہاتف سے اور قبولیت دعا وغیرہ سے اور انہیں میں سے یہ ہے کہ پیدا
ہوں حوادث قلیل الوقوع ایسے سببوں سے جو بہت ہی کم ہوتے ہیں تو انکو خوارق
کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جسکا نام رکھا جاتا ہے خرق تو ہوتا ہے امور عادیہ سے مگر
جو اُسکے سبب قلیل الوقوع ہوتے ہیں تو وہ قلیل ہی ظاہر ہوتا ہے اور عام لوگ جو اسکی
توقع نہیں رکھتے اسواسطے خوارق نام ہوتا ہے اور اکثر خارق کیلئے نظیر
الفتی ہے جو لوگوں کے نزدیک مالوف ہو یا اُس سے اتم خرق میں تو
التفات نہیں کرتے اُسکی طرف عام لوگ اور جب خارق انکے نزدیک واقع
ہوا موقع عظیم میں اور اُس سے تعجب کیا اور اُنکی زبانوں پر آیا اور اُسکو

صيرورة الماء في لحظة واحدة امرا خارقا فربما لم يلتفتوا
اليه فاذا ما رجعوا الى الامر حيث كانوا لا يتوقعونه و ذالك
و لا ينقل فيهم استعظموه و ربما كان شيء خارقا
جنس دون جنس كالفراسة العميقة وطي الارض
والتشكل باشكال مختلفة والتاثير في نفس الاخر
فانها ما الوقت تخفى لمن قال ان يستبعد منهم كثير استبعاد فاذا
كان شيء من ذلك لفرد من الانسان استعظموه
وبالجملة فحيث هذه الحوادث فيجعلها الله تعالى
معجزة النبي من الانبياء بوجه من الوجوه مثل ان
يخبر بها وقتها قبل ان تحدث او تكون موافقة
لما انزل الله عليه من سنة المجازاة ونحو ذلك
كما اهلك الله عادا وثمود لمعاصيهم المستوجبة
للاهلاك فجعلها الله تعالى معجزة لهود وصالح
عليهما السلام ومن هذا القبيل انشقاق القمر
فانه حادثة قليلة الوقوع جعلها الله تعالى امارة
لقرب القيامة كما جعل الخسف والزلازل والملاحم
ايات له وجعلها معجزة لنبينا صلى الله عليه وسلم
من حيث انهم سالوا اية فاخبر ان الله تعالى سيريهم
لهم اية فلما انشق القمر اراهم ذلك وليس يجب
ان يكون انشقاقه البتة انشقاقا فاصلين القمر
بل يمكن ان يكون ذلك بمنزلة الدخان في انقضاض
الكوكب والكسوف والخسوف مما يظهر في اعين
الناس فيستعمل بازاءها في اللغة العربية الفاظ
وضعت لما يقع في نفس هذه الاشياء وانما نزل
القران على لغة العرب ونظير ذلك ما ذكره عبد الله

پانی کا لمحہ بھر میں شراب ہو جانا تو اوسکی طرف التفات
نہیں کرتے اور جب ہو چکا اور کوئی چیز جسکی ان کو توقع نہو اور وہ
نقل نہوا ہو تو اسکو بہت بڑا جانتے ہیں اور کبھی خرق عادت
ایک جنس میں دوسرے جنس میں نہیں ہوتا جیسے گہری فراست
اور زمین طے کرنی اور طرح طرح کی شکلیں بدل لینی اور دوسرے کے
نفس میں تاثیر کرنی کہ یہ سب مالوفات میں ہیں اور کچھ تعجب
کی باتیں نہیں ہیں پھر جب کسی انسان میں دیکھتے ہیں تو بہت بڑا
سمجھتے ہیں اس امر کو حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ حوادث ہوتے ہیں تو انکو
اللہ تعالی معجزہ کرتا ہے کسی نبی کیواسطے نبیوں میں سے کسی طرح پر
مثلا آپ کے خبر دیتے ہیں پہلے اس حادثہ کے یا موافق ہو اسکے جو
اللہ تعالی نے نازل کیا ہے طریقہ مجازات کا اور اسکی مانند
جیسے اللہ تعالی نے ہلاک کیا عاد و ثمود کو انکے گناہوں کی شامت
سے کہ وہ مستوجب ہلاک کئے جانے کے تھے اور اسکو معجزہ کر دیا واسطے
ہود و صالح کے اور اسی قسم سے ہے شق ہونا قمر کا کہ وہ حادثہ
قلیل الوقوع ہے کہ اسکو اللہ تعالی نے قرب قیامت کی نشانی
کی ہے جیسے خسف اور زلزلہ اور ملاحم نشانیاں کی ہیں قرب
قیامت کے اور اسکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ
کیا ہے اس حیثیت سے کہ انہوں نے آپ سے سوال کیا تھا
تو اللہ تعالی نے خبر دی کہ قریب ہے کہ ہم دکھا دیں گے انکو جب چاند
دو ٹکڑے ہوا یہ دکھایا انکو اور واجب نہیں کہ شق ہونا ضروری
ہی ہو دو فاصلہ قمر کو بلکہ ممکن ہے کہ ہو بمنزلہ دخان کے یا
ستارے گرنے کے یا کسوف و خسوف کے جو لوگوں کی نظروں میں
جو ظاہر ہوتی ہیں تو اسکو استعمال کرتے ہیں لغت عربی میں ایسے
الفاظ ہیں جو ان چیزوں کے نفس میں واقع ہوا اور تحقیق قرآن نازل ہوا
لغت عرب میں نازل ہوا ہے اور نظیر اسکی وہ ہے جو حضرت عبد اللہ

ابن مسعود ما نبئك به انهم اصابهم قحط فكانوا
كلما نظروا ابصروا دخانا في السماء وفي ذلك نزلت
يوم تاتي السماء بدخان مبين وقال ابن الماجشون
وهو امام من ائمة الهدى ان الله تعالى لا يتحول يوم
القيامة من صورة الى صورة ولكن يراه الناس
في صور شتى واعلم ان سبب هذه الحادثة
اجتماع اجزاء مائية صيقلية متلقية كالسطح الواحد
وراءها جبل او سحاب غليظ فيصير بمنزلة
المرآة وينطبع فيها القمر فيرى الناس في الجو
قمرين وربما كان المنطبع دون الذي في السماء و
ربما استتر عين القمر وظهرت فلقتان في الجو و
مثل ذلك كله مثل الخسوف والكسوف وانقضاض
من الكواكب وقد جاء القرآن بانها كلها آيات وهذا
ذكرته على الامكان والا فقدرة الله تعالى تسع الكل و
العلم عند الله ثم لا يذهب عليك ان الطريق المستقيم
في هذه المسئلة وما يشبهها من التشبيهات كاليد و
الرجل من المحاذيات وغيرها ان يمرها الانسان
على ظواهرها ولا يشتغل بكيفية وجودها ويعتقد في
الجملة ان ما اراد الله ورسوله فهو حق ولا يقول اراد هذا
ولم يرد هذا ونحو ذلك لذلك لا نرى النبي صلى
الله عليه وسلم ولا اصحابه ولا التابعين لهم باحسان
يشتغلون بشيء من ذلك وانما جاء الاشتغال به من
المعتزلة حين استرقوا من الفلاسفة ثم استرق اهل
السنة من المعتزلة وقد اوضحنا استراق المعتزلة من
الفلاسفة واستراق اهل السنة من المعتزلة [illegible]

ابن مسعودؓ نے ذکر کیا ہے کہ انکو قحط پہنچا تو جب وہ
لوگ نظر کرتے تھے انکو دھواں آسمان میں دکھائی دیتا تھا اور
اسمیں نازل ہوئی ہے آیہ یوم تاتی السماء بدخان مبین اور ابن
ماجشون نے جو امام ہدایت سے ہیں کہا ہے کہ اللہ تعالی قیامت
کے دن نہیں ہو جاویگا ایک صورت سے دوسری صورت میں
لیکن اوسے دیکھیں گے کتنی صورتوں میں اور میں دیکھتا ہوں
کہ اس حادثہ کا سبب جمع ہو جانا ہے اجزائے مائیہ صیقلیہ
ملتئمہ کا مانند سطح واحد کے کہ پیچھے اوسکے پہاڑ ہو یا ابر غلیظ کہ
بمنزلہ آئینہ کے ہو جاوے اور اسمیں چاند کا عکس پڑے تو لوگ
جو میں اسکو دو چاند دیکھیں اور کبھی منطبع ہوتا ہے وہ جو آسمان
میں نہیں اور کبھی چھپ جاتا ہے خود قمر اور ظاہر ہوتے ہیں دو
فلقے جو میں اور اس سب کی مثال خسوف اور کسوف اور ستارے
گرنے کی مثال ہے اور بیشک قرآن شریف میں آیا ہے
کہ سب آیتیں ہیں اور میں نے جو بیان کیا بنا بر امکان کے ہے ورنہ اللہ کی
قدرت بہت وسیع ہے واللہ اعلم عند اللہ اور نگذرے اوپر تیرے
یہ کہ تحقیق سیدھا راستہ اس مسئلہ میں اور جو اسکے مانند ہوں تشبیہات
سے جیسے ہاتھ اور پاؤں اور محاذیات وغیرہ کہ گذرے انپر
انسان اونکے ظاہر پر اور نہ مشغول ہو اسکے وجود کی کیفیت
سے اور اعتقاد کرے کس قدر کہ جو اللہ نے ارادہ کیا ہے اور اوسکے
رسول نے وہی حق ہے اور نہ کہے یہ ارادہ کیا ہے یہ نہیں کیا
اور اسکی مانند اور اسیواسطے ہم نہیں دیکھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ
اصحاب تابعین کو کہ ایسی باتوں سے مشغول ہوئے ہوں اور تحقیق نہیں مشغول
ہوئے ہیں مگر انہوں نے فلاسفہ سے چرائی ہیں اور پھر اہل
سنت نے معتزلہ سے اور تحقیق ہمنے ظاہر کر دیا چرانا معتزلہ
کا فلاسفہ سے اور چرانا اہل سنت کا معتزلہ سے بیچ [illegible]

في بعض كلامنا فراجع ولننبه ههنا على جملة
من اصول العجائب الحادثة في الزمان اعلم ان
العالم كله عندنا شخص واحد له جسد واحد و
نفس واحدة متعلقة به ونظم واحد لتدبير نفسه
لجسده والحوادث التي تحدث في المواليد الاربعة
المعدن والنبات والحيوان والانسان مثلها
كمثل الصورة المنطبعة في المرآة فانما ينطبع في
العناصر صورة اتصالات قوى الكواكب لا غير
وكان الصورة المنطبعة في المرآة فانما ينطبع
في العناصر صورة اتصالات قوى الكواكب لا
غير وكان الصورة المنطبعة في المرآة يجتمع
فيها حكم ذي الصورة وحكم المرآة جميعا فكذلك
في الحوادث يجتمع حكم اتصالات الكواكب و
حكم العناصر جميعا والجملة في ذلك ان الانسان
اذا نظر في اي مرآة كانت فانما ينطبع منه صورة
الانسان لا الفرس و ينطبع منه صورة الرأس
واليدين والرجلين والعينين والاذنين والانف
وهلم جرا لا صورة الذنب والخرطوم والعرف
والقرون والاظلاف فان المرآة اذا حاذاها شيء
فانما ينطبع فيها صورته على حسبها فان كان عرضها
اكثر من طولها او طولها اكثر من عرضها او مثلثة او
حمراء او خضراء انطبعت فيها على نحو ذلك فلكل من
الرائي والمرآة حكم كلي يتصادقان على شيء مخصوص
فكذلك ينبغي ان يتصور حال الحوادث لا يتيسر
الاحاطة بحقيقتها حتى يحيط بعلم الطبائع الارضية وخواص

اپنی بعض تصنیف میں اسکو دیکھیں اور چاہیے کہ ہم تجھکو آگاہ کریں
سب اصول عجائب حادثوں کے جو زمانہ میں ہوتے ہیں جاننا
چاہیے کہ تمام عالم ہمارے نزدیک ایک شخص ہے اسکا ایک
جسم ہے اور ایک ہی نفس ہے جو اس سے متعلق ہے اور نظم ایک ہے
جس سے اسکا نفس اسکے جسم کی تدبیر کرتا ہے اور یہ حادثے
پیدا ہوتے ہیں موالید اربعہ میں یعنے معدن اور نبات اور حیوان اور
انسان میں اسکی مثال آئینہ میں عکس کی مثال ہے تو بیشک
عناصر میں عکس پڑتا ہے اتصالات قوای کواکب کا نہ اور کسیکا
اور جیسے اس عکس آئینہ میں مجتمع ہوتا ہے حکم ذی صورت کا
اور حکم آئینہ کا دونوں کا تو اسیطرح حوادث میں جمع ہوتا
ہے حکم اتصالات کواکب کا اور نیز حکم عناصر کا دونو کا
اور جملہ اس میں یہ ہے کہ انسان جب نظر کرتا ہے کسی آئینہ
میں تو اس سے عکس پڑتا ہے انسان کی صورت کا نہ
گھوڑے کی صورت کا اور منعکس ہوتی ہے اوس سے صورت
سر کی اور دونو ہاتھوں کی اور پاؤں کی اور دونوں آنکھوں
کی اور دونو کانوں کی اور ناک کی اور علی ہذا القیاس نہ صورت
دم اور سونڈ اور ایال کی اور سینگوں کی اور کھروں کی اور
آئینہ کے جب محاذی ہو کوئی شی تو اسیکا عکس پڑتا ہے
تو اگر اسکا عرض اسکے طول سے زیادہ ہو یا طول اسکا
عرض سے اکثر ہو یا مثلث ہو یا سرخ یا سبز ہو اوسیکا
ویسا ہی عکس پڑتا ہے تو دیکھنے والے اور آئینہ کے لیے
ایک حکم کلی ہے اور دونوں صادق آتے ہیں ایک
شے خاص پر تو اسیطور چاہیے کہ تصور کیا جائے حال
حادثوں کا اور نہیں میسر ہے اسکی حقیقت کا
تا کہ احاطہ کرے ساتھ علم طبایع ارضیہ اور انکے خواص کی

لو رصد ما في الحوادث فيجد هنالك قبضا
وبسطا لا تساعدها الاسباب السافلة فينظر
الى ثبات الاسباب الفلكية وحتى يحيط بقوى
الكواكب وحكمها السابغ الذي ينبغي ان يتحقق
لولا الموانع فيجد هنالك قبضا وبسطا يوجبانه
الى اثبات خواص المواليد واذا ايقنت بما ذكرنا
هان ان نذكر سببا اخر فاعلم ان وراء هذين
السببين سببا اخر ناشئا من نظم تدبير النفس
الكلية للجسد الكلي ومثله كمثل الانسان له احكام
منبعثة من النوع يطرق وجودها في جميع الافراد
فيكل فرد لا بد ان يكون مستوي القامة بادي
البشرة عريض الاظفار ضاحكا ناطقا ولا بد ان
يكون جنينا ثم وليدا ثم طفلا ثم غلاما ثم
شابا ثم كهلا ثم شيخا ثم هرما فاذا كان طفلا كان
مزاجه رطبا وعقله ضعيفا ثم اذا شب يبس
مزاجه واشتد عقله ثم اذا شاخ ظهر الفتور
في كثير من قواه واستولت عليه الرطوبة البادية
والذكر اغير من الانثى واشجع واعقل وهلم
جرا فهذه الاحكام كلها منبعثة من الصورة
النوعية فان الصورة النوعية هي التي اقتضت
حكما كليا في كل ما يظهر فيه وكل ما ذكرنا واشرنا
اليه تفصيل هذا الحكم ولذلك كان لكل نوع
حكم اخر ولم يتخلف فرد النوع عن حكمه اللهم
الا ما يري فيه عصيان المادة بادي الراي وكذلك
الصورة الاولى على النفس الكلية لها حكم في

پھر اسکا نگہبان ہو حوادثات میں تو وہاں پاوے قبض اور
بسط ایسے جنکا اسباب سافلہ مساعدت نکریں تو بقرار ہو طرف
ثابت کرنے اسباب فلکی کے اور یہانتک کہ احاطہ کرے
قوائے کواکب کا اور اُسکے پورے حکم کا وہ متحقق ہو
اگر موانع نہوں تو قریب ہے پاویگا قبض و بسط کہ وہ اسکو حاجت
ڈالینگے خواص موالید کے اثبات کی اور جب تمنے یقین
کیا اسکا جو ہمنے ذکر کیا ہے تو وقت ہوا کہ ہم اور سبب ذکر
کریں جاننا چاہیے کہ سوا ان دو سببوں کے سبب ہے اور کہ پیدا
ہوتا ہے نفس کلیہ کے نظم تدبیر سے واسطے جسد کلی کے اور اُسکے
مثل کے جیسے مثل انسان کے کہ اوسکے واسطے نوع سے احکام
نکلتے ہیں کہ اونکا وجود تمام افراد میں ہے تو ہر فرد کو ضرور ہے
انسان کے کہ سیدھا قد ہو اور پوست کھلا ہو ناخن چپکے ہونٹ
ہنسنے والا ہو ناطق ہو اور یہ کہ اول جنین ہو پھر بچہ ہو پھر لڑکا
ہو پھر غلام پھر جوان پھر کہل پھر بوڈھا پھر ہرم ہو تو جب
طفل ہو مزاج رطب ہو اور عقل ناقص پھر جب جوان ہو
مزاج یابس ہو اور عقل قوی ہو پھر جب شیخ ہو فتور ہو اکثر قوتوں
میں اور رطوبت بادیہ غالب ہو اور مرد عورت سے زیادہ
غیرت مند ہو اور عقل میں زیادہ اور شجاعت میں بڑہکر ہو
اور علی ہذا القیاس تو یہ سب حکم صورت نوعیہ سے نکلتے
تو صورت نوعیہ ہی حکم کلی کی مقتضی ہے اُن سب میں جن میں
ظاہر ہو جو ہمنے ذکر کیا اور اشارہ کیا اسی حکم کی تفصیل ہے
اور اسیواسطے ہر نوع کے واسطے دوسرا حکم ہے اور
کوئی فرد اپنے نوع کے حکم کے خلاف نہیں پاتی مگر
جسمیں نافرمانی مادہ کی ہو اول اول فکر میں اسی طرح
صورت اولے یعنی نفس کلیہ کے واسطے حکم ہے

بجسدها واعضائها وقواها الاختلفت احوال من
ذلك الحكمات كلها وجب نوع الانسان وقبل
صورتها المادة المختلفة فی صفاتها وجب ان
یختلف احکام الافراد فمنها ما کاد یخرج من طبقة
الانسانیة الی الملکیة والتجرد البحت والنبو عن
الانغماس فی الادران الطبیعیة ومنها ما کاد یخرج
منها الی البهیمیة والتلوث البحت والنبو عن اللطافة
الملکیة ووجب ان ینطبع الوان القبلتین فی
حظیرة القدس حیث یفیض تدبیر النفس الکلیة
الی جسدها ووجب ان یوجب انطباعها فیها
صیرورة الفیض لانجاد المتلونات بالوان تناسب
الحکم الصراح المعتدل مخالفة ما ویکون ایدا وما
الامر معقودا ومربوطا فیجب فی حکمة الله
ان ینزل القضاء بانقراض النوع بل ترامی قسیمه
الحیوانات والنباتات ثم ینتظر القضاء والاقتضاء
فلکی ووضع ارضی یقتضیان ذلك فاذا
وجد وجب وجود الفیئة فهذا حکم النفس
الکلی والترتیب الذی یقتضیه فکذلك کلما
کثرافراد خارجة التشیطانیة والبهیمیة ولم یجد
شارها باز فیجب ان ینزل القضاء فی حظیرة
القدس ببعث رسول او انزال کتاب ثم ینتظر
القضاء لوجود رجل زکی منهم یجتمع فی نفسه
قوی الکواکب جمیعا یؤدی الی ظهور حقانیة
وهدایة وتألیف قلوبهم انبیاء علیهم فاذا
کان ذلك صار القضاء من مصدرة

اور اسکے جسد اور اعضا اور قوتین اسکی ہین خلاف اوس سکے ہر گونہ
اوس حکم سے یہ کہ جبوقت پائی جاتی نوع انسان اور قبول کرے
اسکی صورت مادہ مختلفہ فی صفاتہا تو واجب ہو مختلف ہونا
حکم افراد کے تو بعضے اونمین سے ایسے ہون کہ نکلین طبقہ
انسانیہ سے طرف ملکیہ کے اور تجرد بحت کے اور علیحدہ ہووین
میل کچیل سے اور بعضے ایسے ہین کہ نکلین انسانیہ سے
طرف بہیمیت اور آلودگی بحت کے اور بالکل ملکیہ کے لطف سے
اور واجب ہے کہ منطبع ہون رنگ دونون کے حظیرۃ القدس مین
جہان تدبیر نفس کلیہ کی اوسکے جسم کو پہونچتی ہے
اور واجب ہے کہ مقتضی ہو اسکا انمین منطبع ہونا فیض کو
جو رنگین ہے ان رنگون سے مناسب حکم صریح معتدل سے مخالفت
کرنیوالا اور اسیطرح دائر ہے امر عقود مین ہوا اور مربوط
مین ہوا پس واجب ہے اللہ تعالی کی حکمت مین کہ قضا نازل ہو
ساتھ انقطاع اوس نوع کے بلکہ تمام حیوانات ونباتات
کے پہر قضا منتظر رہے اتصال فلکی اور وضع ارضی کی جو
مقتضی ہو اسکے جب پایا جاوے قیامت ہو جاتی ہے تو یہ حکم
نفس کلی کا ہے اور وہ ترتیب ہے جو اسکا اقتضا کرتی ہے
اور اسیطرح جب کہ بہت ہوتے ہین جو نکلتے ہین شیطنت اور بہیمیت
اختیار کرتے ہین اور انکے شر کا کوئی چارہ نہین کرتا واجب
ہے کہ قضا نازل ہو حظیرۃ القدس مین کسی رسول کے بھیجنے
کو اور کتاب نازل کرنیکو پھر منتظر رہی قضا واسطے ہونے مرد
ذکی کے جو ایسا ہو کہ جمع ہو جاوین اوسکے نفس مین
جمیع قوتین کواکب کی اسطرح سے کہ ظہور کرین اوس کا
اور حقانیت وہدایت کا اور تالیف قلوب کا اور ان کی بھلائی
علوم کا پس جسوقت یہ ہو تو پھر ہوتا ہے قضا اوسکے سبب

تمثل الشرع والهداية فى موطن متوسط بين
الغيب والشهادة وفى ذالك انه وان كانت ذاته
الشريعة مثلا اقوال النبى صلى الله عليه وسلم
واحكامه ولكنها ليست هى هى وانما هى
شبيهها بالصورة العلمية فانك اذا تصورت
الانسان حصل فى لوح ذهنك صورة
الانسان ثم ليست صورة الانسان هى
الانسان لكنها مظهرها ومنصتها ومنها فان
نظرت الى الصورة من حيث انها شئ قائم
بالذهن كانت ابعد شئ من حقيقة الانسان
وان نظرت اليها نظرا ينفذ منها اليها وراءها
من حقيقة الانسان لم ينته التفاتك الا الى
تلك الحقيقة وكانت الصورة كالزجاجة لا
تلتفت اليها اصلا وكذلك كانت الشريعة
داخلة فى اقوال النبى صلى الله عليه وسلم وعلومه من وجه
وخارجة عنها متعلقة بها من وجه اخر
ولا نحكم عليها انها من باب التدلى وانها تنزل
الحقيقة المسماة بنبى الانبياء والاحرى بوجه
الاخص فعليك بالتدبر والحجة فههنا النظم
مراعى فى جسد النفس الكلية كما يراعى التدابير
المنبجس من النوع فى الفرد فلا يتحقق شئ من
الحوادث الا بحسب ذلك والله اعلم واما احوال
صلى الله عليه وسلم المتعلقة بعباداته وشؤونه
واستغفاره فهى راجعة الى كونه فى احسن تقويم
مما يكافيه مؤيد بالسر من حظيرة القدس ولذلك

اور تمثل ہو شرع اور ہدایت ایک جا سے متوسط غیب و میان
مین غیب شہادت کے اور یہ اگرچہ ہے مثلاً شریعت کا مثلاً
قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے احکام لیکن نہیں ہے
وہی کا وہی اور کیا بہت پاس ہے اوسکی شباہت صورت علمیہ
سے کہ جب تم تصور کرو انسان کا تو تمہارے ذہن کی لوح
میں حاصل ہوگی صورت انسان کی حالانکہ وہ صورت انسان کے
انسان نہیں ہے لیکن اوسکی مظہر ہے اور منصہ ہے پس اگر تم
نظر کرو صورت کیطرف اس وجہ سے کہ وہ ایک شئے قائم ذہن
سے ہے تو انسان کی حقیقت سے بہت ہی دور ہے اور اگر
تم نظر کرو اسکی طرف اسطور کہ باقی نہ رہے اس کے سوا
اُسکے حقیقت انسان سے تو تمہاری التفات نہیں
انتہا ہوتی مگر وہ حقیقت کیطرف اور ہوگی صورت
مانند شیشہ کے کہ اُسکی طرف تم اصلاً التفات ہی نہیں
کرتے اور اسیطور ہے شریعت داخل اقوال نبی صلی اللہ علیہ
وسلم میں اور اُنکے علوم میں من وجہ خارج اُس سے اور متعلق
اوس کے دوسرے وجہ سے اور ہم اوسپر حکم نہیں کرتے
کہ وہ باب تدلی سے ہے اور وہ تنزل ہے حقیقت نبی
الانبیا کا مگر وجہ دوسرے تمہارے ذمہ ہے اسمیں غور کرنا اور اصل
کلام ہے نظم رعایت کیا گیا ہے جسد نفس کلیہ میں جسطور
رعایت کی گئی ہے تدبیر جاری ہونیکے نوع سے فرد میں تو
کوئی حادثہ نہیں ہوتا مگر اسی کے موافق واللہ اعلم اور
لیکن احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو متعلق ہے عبادات و
اور خیالات سے اور استغفار سے اُس کی رجوع ہے
آپکی احسن تقویم مین مبارک ہونے کی طرف
اور موید ہونے کے حظیرہ قدس سے اسیطور سے

امتنا فی کتابہ منہا من ابناء نوح صلی اللہ علیہ
وسلم ولیکن ھذا اٰخر ما اردنا ایرادہ فی
ھذہ الرسالۃ والحمد للہ رب العالمین
حسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ علی سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؁

شمار ہوئے بہت چیزوں میں اپنی امتوں سے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم اور یہ آخر ہے اسکا جو چاہا ہم نے اس رسالہ
میں لکھنے کا ارادہ کیا تھا والحمد للہ رب العالمین
حسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ علی سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؁

مختصر حالات مصنف کتاب ہذا رحمۃ اللہ علیہ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب تیس واسطوں سے حضرت امیر المؤمنین خلیفہ دوم جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ ۴ شوال ۱۱۱۴ ہجری چہارشنبہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے پانچویں سال قرآن مجید پڑھنے کے لئے مکتب میں بیٹھے ساتویں سال قرآن شریف ختم کر لیا اور اسی عمر میں مذہبی ارکان و فرائض تدریجا حاصل کر لئے چنانچہ اسی سال میں آپکے پدر بزرگوار حضرت مولانا شیخ عبد الرحیم صاحب نے آپ کو نماز پر کھڑا کیا اور رمضان میں روزہ رکھوایا پھر فارسی کی درسی کتابیں اور ابتدائی صرف نحو کی کتابیں دیکھکر دسویں سال شرح ملا شروع کیا چودھویں سال میں تمام علوم متعارفہ یعنی کتب حدیث و تفسیر و فقہ و اصول فقہ و علم منطق و علم کلام و علم سلوک و علم حقائق و خواص اسما و آیات و علم طب و علم حکمت و علم نحو و علم معانی و علم ہندسہ و حساب وغیرہ سے فارغ التحصیل ہو گئے اسی سال میں آپکے والد ماجد حضرت مولانا شیخ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے سر پر فضیلت کا عمامہ رکھا اور درس کی عام اجازت دی اور اس تقریب کی خوشی میں تمام شہر کے مشائخ و قضاۃ و فقہا کی دعوت کی اور دستار بندی کی رسم ادا کی اور اسی سال میں آپ کا عقد نکاح حضرت [illegible] اور محترمہ صاحبزادی شیخ عبید اللہ پھلتی قدس سرہ کے ساتھ ہوا جو کہ حضرت کے بڑے ماموں اور شاہ محمد عاشق صاحب کے قبلہ گاہ تھے - ۱۷ برس تین مہینے کی شاہ صاحب کی عمر تھی کہ آپکے والد ماجد جناب شیخ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ نے سفر آخرت قبول فرمایا - اور یہی زمانہ آپکی تکمیل علوم کا تھا - بعدہ آپ اپنے پدر بزرگوار کی جگہ قائم مقام اور سجادہ نشین ہوئے اور طالبان ہدایت کو سبق دینے لگے شروع کیا کتب دینیہ و عقلیہ کا درس کا سلسلہ جاری کیا جو فوج فوج لوگ آنے شروع ہوئے سینکڑوں طالب علم مستفیض ہونے لگے آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں

طبیعت میں اجتہادی قوت ازل سے ودیعت رکھی گئی تھی عمدہ نکات نکالتے تھے اور باتیں بہت تامل کی بسلم الثبوت
اور مستند مانے گئے اور مانے ہوئے بزرگ مشہور ہو گئے کہ موافق و مخالف سب آپکے اقوال سے سند پکڑنے لگے سنہ ۱۱۴۳ ہجری
ماہ ربیع الثانی ختم کیوقت معہ اپنے بڑے ماموں شیخ عبید اللہ صاحب و شاہ محمد عاشق صاحب و مولوی نور اللہ صاحب
رحمہ اللہ علیہم وغیرہ کے دہلی سے خانہ کعبہ کی زیارت کو تشریف لیگئے بڑے بڑے نامی علما و مشائخ سے جیسے
حضرت شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہ اور دیگر مشہور مشائخ عرب سے صحاح ستہ اور دیگر جمیع علوم کی کتابوں کے سند اور روایت
کی اجازت حاصل کی۔ اسی اثنا میں اکثر آپ جناب سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے روضہ منورہ پر تشریف لیجا کر
مراقب رہا کرتے بعض احوال و واردات خاص اوس مقام مبارک کے جو آپ نے دیکھے اور مشاہدہ کیئے اور جن فیضوں سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرف فرمایا اونکو تفصیل رسالہ فیوض الحرمین میں خود شاہ صاحب نے بیان فرمایا
ہیں شاہ صاحب نے حرمین شریفین کے بڑے بڑے زبردست بزرگوں سے خرقہ خلافت پہنا پھر ۱۴ رجب سنہ ۱۱۴۵ ہجری روز
جمعہ کو دلی میں واپس تشریف لائے اور اپنے قدیمی مکان میں اقامت کی مدرسہ رحیمیہ کو جسکی بنیاد جناب شیخ عبد الرحیم رحمۃ اللہ
ڈالگئے تھے رونق دی حدیث و تفسیر کا درس دینا شروع کیا گویا شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی بعد اس زمانہ
میں آپ نے حدیث شریف کو فروغ بخشا اطراف ہندوستان میں آپکے حدیث دانی کی شہرت ہوئی طالب علم دوڑ دوڑ کے پہنچنے
لگے شروع ہو گئی دلی دار الحدیث بنگئی حقیقت میں جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا درس گاہ اوسوقت
علوم حدیث و تفسیر کا مخزن اور حنفی فقہ کا سرچشمہ تھا اس مقدس اور شریف علم کی خدمت جیسی آپ سے ظہور پذیر ہوئی
واقعی بات یہ ہے کہ ہندوستان میں کوئی شخص اسکا دعویدار نہیں ہو سکتا کہ جہاں علم حدیث کا نام و نشان نہ تھا بلکہ نہ
سنا جاتا تھا آج اوسکی گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں علم حدیث کی آوازیں سنی جاتی ہیں اس احسان سے ہندوستان کبھی عہدہ برآ نہیں
ہو سکتا۔ روشن اختر محمد شاہ بادشاہ کا زمانہ تھا اکثر جا کر شاہ صاحب کے دم سے شاہجہان آباد کو عزت ہو تو کیا
کہنا ہے لہذا مولانا کو شاہجہان آباد میں بلایا اور ایک عالیشان مکان رہنے کیلئے عنایت فرمایا جسکا ہم تفصیلی حال
اپنی یادگار دہلی میں لکھ چکے ہیں شاہ صاحب شاہجہان آباد میں تشریف لائے اور مع قبائل کے رہنے لگے اور وفات بھی جگہ جہاں
اب ان حضرات کی مزارات ہیں غیر آباد تھی سب سے پہلے شاہ صاحب نے سنہ ۱۱۷۶ ہجری میں دوسرا نکاح ... سید ...
صاحب موصوف کے ساتھ کیا جنکے لڑکوں میں سے شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب و شاہ عبد القادر صاحب
و شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہم پیدا ہوئے یہ حضرات بھی اپنے وقت کے مستند عالم فاضل عارف کامل محقق محدث
مفسر تھے مدت العمر دین و دینی اشاعت میں مصروف رہے اور الحمد للہ حدیث قرآن کا درس جاری ہے۔ غرض کہ شاہ ولی اللہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا درس تدریس اور ہدایت کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا لاکھوں شاگرد ہزاروں مرید پیدا کئے جن
طالبین میں شاہ محمد عاشق صاحب پھلتی و خواجہ شاہ امین اللہ صاحب کشمیری و شاہ نور اللہ صاحب و حافظ عبد النبی

کتاب ہذا و دیگر تصنیفات خاندان ولی اللہی و مکان ...